سجدۂ سہو کے احکام

سجدۂ سہو کے چند مسائل☆:

سوال: ایک شخص نے چادر، یارومال اس طرح گردن میں لپیٹ کر نماز پڑھی کہ ایک سرا پشت پر رہا اور ایک سینہ کی طرف آیا، اس کی نماز مکروہ ہوئی، یا نہیں؟

☆**مسئلہ**: نماز میں جو چیزیں واجب ہیں، ان میں سے ایک واجب، یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے، اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز پھر سے (دوبارہ) پڑھے۔

مسئلہ: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کے دو سجدے کرلے، پھر بیٹھ کے التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرلے اور نماز ختم کرلے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی، پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدۂ سہو کرلیا، تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہوگئی۔

مسئلہ: اگر بھولے سے دو رکوع کرلئے یا تین سجدے، تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: نماز میں الحمد پڑھنا بھول گیا، فقط سورت پڑھی اور پھر الحمد للہ پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت کا ملانا بھول گیا تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملائے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملایا جائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا؛ یعنی نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی اور نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں، یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی، تب بھی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت ملانا واجب ہے، اس لئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کر سوچنے لگا کہ کونسی سورت پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی کہ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے تو بھی سجدۂ سہو واجب۔

مسئلہ: اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں، یا تین، اس سوچ میں خاموش بیٹھا رہا اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جب الحمد اور سورت پڑھ چکا، بھولے سے کچھ سوچنے لگا اور رکوع کرنے میں اتنی دیر لگ گئی کہ اوپر بیان ہوئی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر پڑھتے درمیان میں رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی، یا جب دوسری، یا چوتھی رکعت پر التحیات کے لیے بیٹھا تو فوراً التحیات شروع نہیں کی کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی، یا جب رکوع سے اٹھا تو دیر تک کچھ کھڑا سوچا کیا، ==

(۲) اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقتدی امام سے سجدہ سہو کراتا ہے؛ یعنی جب امام پہلا سلام پھیرتا ہے تو مقتدی تکبیر کہہ کر سجدہ میں جاتا ہے اور امام سجدہ سہو کرتا ہے تو نماز بلا کراہت جائز ہے، یا نہیں؟

== یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھا تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگادی تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، غرضیکہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کردے گا، یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے گی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز میں جب دو رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھا اور دو دفعہ التحیات پڑھ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گیا، **اللّٰهم صل علیٰ محمد**، یا اس سے زیادہ پڑھ گیا، تب یاد آیا اور اٹھ کھڑا ہوا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ: نفل نماز میں دو رکعت پڑ کر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے؛ اس لیے کہ نفل میں درود شریف کے پڑھنے سے سہو کا سجدہ واجب نہیں ہوتا، البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو نفل میں سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: التحیات پڑھنے بیٹھا؛ مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گیا، یا الحمد پڑھنے لگا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: نیت باندھنے کے بعد **سبحانک اللّٰهم**، کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا تو سجدۂ سہو واجب نہیں، اسی طرح فرض کی تیسری رکعت، یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات، یا کچھ اور پڑھنے لگا تو بھی سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ: تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہیں تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں، اگر آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے؛ بلکہ کھڑے ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے، فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آئے گا اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گا تو گنہ گار ہوگا اور سجدۂ سہو کرنا ابھی واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور اوپر کا دھڑ بھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات اور درود شریف وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا، تب بھی بیٹھ جائے؛ بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکا ہو، یا رکوع میں بھی کر چکا ہو، تب بھی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کر لے، البتہ رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا، اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے یہ نماز نفل ہو گئی، ایک رکعت اور ملا کر پوری چھ رکعت کر لے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور ایک رکعت اور نہیں ملائی، یا پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔

مسئلہ: اگر چوتھی رکعت بیٹھا التحیات پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے؛ بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت کر لے چار فرض ہو گئے اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کر لے، اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کر لیا تو برا کیا، چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔

مسئلہ: اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، تب تک یاد آجانے پر بیٹھ جانا چاہیے، اگر سجدہ کر لیا تو خیر، تب بھی نماز ہو گئی اور سجدۂ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں، یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا، ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے، اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہے تو ایک اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہو کہ میں نے چار رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور ایک رکعت نہ پڑھے اور سجدۂ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد دونوں طرف برابر خیال رہے، نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے، ==

(۳) عورتوں کو غیر مرد کا کپڑا پہننا درست ہے، یا نہیں؟

(۴) امام پر سجدہ سہو واجب نہ تھا؛ مگر اس نے کر لیا نماز درست ہے، یا نہیں؟

== نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے؛ لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی التحیات پڑھے، تب کھڑا ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

مسئلہ: اگر یہ شک ہوا کہ پہلی رکعت ہے، یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے؛ لیکن اس میں سب رکعتوں پر پہنچ کر التحیات پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں، نماز ہوگئی، البتہ اگر ٹھیک یاد آجائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک اور رکعت پڑھ لے اور سجدۂ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑا ہو یا کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے، اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے؛ لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہوگئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدۂ سہو کی طرف سے ہو جائے گا، ایک نماز میں دو دفعہ سجدۂ سہو نہیں کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی، جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے، اب پھر سجدۂ سہو نہ کرے۔

مسئلہ: نماز میں کچھ بھول ہوگئی تھی جس سے سجدۂ سہو واجب تھا لیکن سجدۂ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا؛ لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا، نہ کسی سے کچھ بولا نہ کوئی ایسی بات ہوئی، جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدۂ سہو کر لے؛ بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ، درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگا، تب بھی کچھ خرچ نہیں، اب سجدہ کر لے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدۂ سہو نہ کروں گا، تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدۂ سہو کر لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ: چار رکعت والی تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدۂ سہو کرے، البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہوگئی، جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، تیسری رکعت میں پھر سے پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ: وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نا معلوم یہ دوسری رکعت ہے، یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے؛ بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت کی جگہ سبحانک اللّٰھم پڑھ گیا، پھر جب یاد آیا تو اور اس میں دعائے قنوت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا، سورت پڑھ کے رکوع میں چلا گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کے دو یا تین سورتیں پڑھ گیا تو کچھ ڈر نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں

مسئلہ: فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں میں، یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ==

(۵) وجوب سجدہ سہو میں تردد ہو تو کیا کرے؟

(۶) احتیاطاً سجدہ سہو کر لینا بلا کراہت درست ہے، یا نہیں؟

(۷) امام نے قرأت میں غلطی کی، مقتدی کے لقمہ دینے سے صحیح پڑھ لیا، ایسی حالت میں سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

(۸) اگر شک ہو جائے کہ سجدہ سہو کیا یا نہیں تو کیا کرے؟

(۹) پہلی رکعت عشا میں الم تر کیف پڑھی اور دوسری میں سہواً سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ والعصر پڑھی تو نماز مکروہ ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

جس کو فقہا نے مکروہ لکھا ہے، اس میں تو داخل نہیں؛ مگر اب عرف و رواج پر موقوف ہے، اگر یہ ہیئت عرفاً تواضع وخشوع کے خلاف ہو اور متکبرین کی عادت ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

قال في شرح المنية: ويكره للمصلى كل ما هو من أخلاق الجبابرة عموماً لأن الصلاة مقام التواضع والتذلل والخشوع، الخ. (۱)

(۲) مقتدی کو صرف سبحان اللہ، یا اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سہو کی طرف اشارہ کرنا چاہیے، خود تکبیر کہہ کر سجدہ کرنے میں تقدم علی الامام ہو جائے گا، یہ درست نہیں۔

(۳) بلا ضرورت نہیں چاہیے اور اگر ضرورت ہو، مثلاً دوسرا کپڑا موجود نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ (۲)

== **مسئلہ**: نماز کے اول میں سبحانک اللّٰھم پڑھنا بھول گیا یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہیں پڑھا، یا سجدۂ میں سبحان ربی الأعلیٰ نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یاد نہ رہا یا نیت باندھتے وقت کندھوں تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر دو رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یونہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا، چپکے کھڑا رہ کے رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: جن چیزوں کو بھول کر مکروہ کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہے اگر ان کو قصداً کرے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ نماز پھر سے پڑھے، اگر سجدۂ سہو بھی کر لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کے بھول کر چھوٹ جانے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص امام یا منفرد بلند آواز سے قراءت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجۂ سہو کرنا چاہیے، ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے، جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہوں، مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں، یا جہری نماز امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو لازم نہیں اور یہی صحیح ہے۔ (ماخوذ از دین کی باتیں، انیس)

(۱) الكبيرى شرح المنية، باب في مكروهات الصلاة، ص: ۳٤۸، انيس

(۲) عن ابن عباس قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخارى، باب في المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال: ۸۷٤/۲، مكتبة أشرفي ديوبند، انيس)

(۴) نماز درست؛ مگر خلاف اولیٰ ہوئی، کذا یستفاد من الشامی والدر. (۱)

(۵،۶) غلبہ ظن پر عمل کرے، اگر غلبہ ظن یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں تو پھر سجدۂ سہو کرنے میں احتیاط نہیں؛ بلکہ ترک میں احتیاط ہے۔(۲)

(۷) واجب نہیں۔(۳)

(۸) غلبہ ظن پر عمل کرے اور غلبہ نہ ہو؛ بلکہ جانبین مساوی ہوں تو سجدہ سہو کرے۔

(۹) مکروہ نہیں ہوئی، کیوں کہ سورتوں کی ترتیب کے خلاف کرنا بالقصد مکروہ ہے نسیاناً نہیں، کذا فی کتب الفقہ۔(۴) واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین: ۲/۳۱۷)

سہو کی صورت میں مقتدی کا امام کو باخبر کرنے کا حکم:

سوال: امام کے سہو (قعدہ بھولنے پر) قعدہ پر مقتدی بجائے سبحان اللہ کے التحیات للہ کہے، جو تعلیم ہے، یا یوں کہے: بیٹھ جاؤ۔ نماز ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

سبحان اللہ اور التحیات دونوں جائز ہیں اور تعلیم وتلقین التحیات کی نہیں ہے؛ بلکہ تذکیر ہے، البتہ یہ کہنا درست نہیں کہ بیٹھ جاؤ اور اگر یہ کلمہ کہہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور امام کی نماز میں جواب سوال سابق میں تفصیل آچکی ہے کہ امر شارع سمجھ کر عمل کیا تو مفسد صلوٰۃ نہیں اور اگر محض اس کی خاطر سے اس کے کہنے پر عمل کیا تو مفسد صلوٰۃ ہے۔(۵)

(امداد: ۱/۸۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۳۶)

---

(۱) لوظن الإمام السهو فسجد له متابعه فبان أن لا سهو فالأشبه الفساد لاقتدائه في موضع الإنفراد. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب في الإمامة: ۱/۸۷، مكتبة سعيد، كراچی، انیس)

(قوله: فالأشبه الفساد) وفي الفيض: وقيل لاتفسد وبه يفتىٰ وفي البحر عن الظهيرية: قال الفقيه أبو الليث في زماننا لاتفسد؛ لأن الجهل في القراء غالب. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۳۵۰، مكتبة زكريا ديوبند، انیس)

(۲) عن عبد الله بن مسعود قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا شك أحدكم في صلاته فليتحر الصواب فليتم عليه ثم ليسلم ثم يسجد سجدتين. (صحيح البخاري، باب في التوجة نحو القبلة حيث كان: ۱/۵۷-۵۸، مكتبة أشرفي ديوبند، انیس)

(۳) عن عبد الله بن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم صلىٰ صلاة فقرأ فيها فليس عليه فلما انصرف، قال لأبي: أصليت معنا؟ نعم، قال؛ فما منعك؟ (أبو داؤد، باب الفتح على الإمام في الصلوٰة: ۱/۱۳۱، مكتبة فيصل ديوبند، انیس)

(۴) أن التنكيس أو الفصل بالقصيرة إنما يكره إذا كان عن قصد فلو سهواً فلا، كما في شرح المنية. (ردالمحتار، قبيل باب الإمامة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية: ۲/۲۶۹، مكتبة زكريا ديوبند، انیس)

(۵) لو قيل بالتفصيل بين كونه امتثل أمر الشارع فلاتفسد. وبين كونه امتثل أمر الداخل مراعاة لخاطره من غير نظر لأمر الشارع فتفسد لكان حسناً. (ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في جواز الإيثار بالقرب: ۲/۳۱۴، مكتبة زكريا ديوبند، انیس)

امام کو متنبہ کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر امام کو نماز میں سہو لاحق ہو جائے تو مقتدی بلفظ ''سبحان اللہ'' سہو کو رد کرے گا، یا ''اللہ اکبر'' کے ذریعہ؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں ''سبحان اللہ'' کہا جائے گا۔ مسلم شریف میں ہے:

''فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: مالى رأيتكم أكثرتم التصفيق من نابه شئ فى صلا ته فليسبح،فإنه إذا سبح التفت إليه وإنماالتصفيح للنساء.(۱)

علامہ نوویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''فيه أن السنة لمن نابه شئ فى صلا ته كإعلام من يستأذن عليه وتنبيه الإمام وغيرذلك أن يسبح إن كان رجلاً فيقول ''سبحان الله''.(۲)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱۳۳/۳)

امام کو سبحان اللہ کہہ کر متنبہ کرنا بیٹھے ہوئے، یا کھڑے ہو کر:

سوال: اگر امام سے سہواً قعدۂ اخیرہ ترک ہو گیا اور امام قریب قیام کے پہنچ گیا تو مقتدی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا اولیٰ ہے، یا بیٹھ کر سبحان اللہ کہے، اولیٰ کیا ہے؟

الجواب

بیٹھے ہوئے کہنا اولیٰ معلوم ہوتا ہے، جزئیہ کوئی نظر سے نہیں گزرا اور درست ہر دو طرح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴۱۹/۴)

مسافر امام پر سجدۂ سہو لازم ہو:

سوال: مسافر امام کو سجدۂ سہو کرنا ہے تو اس سے مقیم مقتدی پر کوئی حرج تو نہیں ہوگا۔

هو المصوب

مقیم مقتدی بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا، اس کی نماز میں کوئی حرج لاحق نہ ہوگا۔ (۳)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱۳۹/۳-۱۴۰)

---

(۱) صحيح لمسلم،باب تقديم الجماعة من يصلى بهم إذا تأخرالإمام ولم يخافوا مفسدة بالتقديم: ۱۷۹/۱، رقم الحديث: ۴۲۱،عن أبى هريرة يقول: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء.(صحيح لمسلم، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذ أنابهما شئ فى الصلاة: ۱۸۰/۱،رقم الحديث: ۴۲۲،أشرفى بكدبو ديوبند،انيس)

(۲) حاشية النواوى: ۱۷۹/۱،مكتبة أشرفى ديوبند،انيس

(۳) قوله:''المقيم''ذكرفى البحر أن المقيم المقتدى بالمسافر كالمسبوق فى أنه يتابع الإمام فى سجود السهوثم يشتغل بالاتمام .(رد المحتار،كتاب الصلاة،باب فى سجود السهو: ۵۴۷/۲)

فرائض، یا واجبات میں کسی غلطی سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: قعدۂ اخیرہ، رکوع، سجدہ، تکبیر تحریمہ، قیام اور قرآن کا پڑھنا جتنی مقدار فرض ہے، اگر اس میں کسی قسم کی بھول ہو جائے تو کیا سجدۂ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللہ التوفیق

اگر نماز کے فرائض چھوٹ جائیں تو نماز کو لوٹانا ضروری ہے اور اگر بھول سے کوئی واجب چھوٹ جائے، یا فرض میں تقدیم وتاخیر ہو جائے تو سجدۂ سہو کر لینا کافی ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۱۲/۶/۱۴۰۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۷۹)

نفل وسنت میں سجدۂ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: نفل، سنت اور عیدین کی نمازوں میں سجدۂ سہو ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ

درمختار میں ہے: **والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه فى الأولیین، إلخ.** (۲)

اس کا حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ عید وجمعہ اور فرض ونفل میں ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم ہے؛ لیکن متأخرین نے کہا ہے کہ عید وجمعہ میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کرے واسطے دفع فتنہ کے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۰۹)

نفل نماز میں سجدۂ سہو:

سوال: نفل نماز میں سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللہ التوفیق

نفل میں بھی سجدۂ سہو ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲/۱/۱۳۶۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۲۲۶)

---

(۱) (أنه لا يجب إلا بترك الواجب) من واجبات الصلاة فلا يجب بترك السنن والمستحبات... ولا بترك الفرائض؛ لأن تركها لا ينجبر بسجود السهو بل هو مفسد إن لم يتداك فيعاد (أو بتأخيره)... (أو بتأخير ركن). (غنية المستملى، باب سجود السهو، ص: ٤٥٥)

(۲) الدر المختار مع الرد، كتاب الصلاة، باب فى سجود السهو: ٥٦٠/٢، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس

(۳) والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٥٦٠/٢، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

نفل نماز اور سجدۂ سہو:

سوال: اگر نفل نماز میں کوئی سہو ہو جائے تو کیا اس صورت میں بھی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟ (مسخر احمد، شیام نگر)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

نفل نماز شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتی ہے اور یہ کچھ نماز ہی پر موقوف نہیں، تمام ہی عبادتیں نفل کے طور پر شروع کی جائیں تو شروع کرنے کے بعد ان کو پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر تکمیل سے پہلے توڑ دیں تو قضا واجب ہوتی ہے؛ اس لیے فرض نماز ہو، یا نفل، سجدۂ سہو جن امور سے واجب ہوتا ہے، ان کے پائے جانے کی صورت میں سجدہ کرنا ہوگا، دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

"وحكم السهو في الفرض والنفل سواء". (۱) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۵-۴۴۶)

ترکِ سجدۂ سہو عمداً اور نسیاناً کا حکم:

سوال: ترکِ سجدۂ سہو بھول میں اور عمداً میں فرق ہے کہ نہیں؟ اگر بھول گیا تو اعادہ نماز کا کرے، یا نہ کرے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

قضا اس نماز کی واجب ہے اور ترکِ سجدۂ سہو عمداً و سہواً برابر ہے۔ (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۸۴)

سجدۂ سہو واجب ہے اور نہ کرے تو کیا حکم ہے:

سوال: بعد لزوم سجدۂ سہو کے، نہ کرنے کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

سجدۂ سہو اگر واجب ہوا اور نہ کیا تو اعادہ نماز کا واجب ہے۔ (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۱۳-۴۱۴)

سجدۂ سہو چھوڑنے کی وجہ سے اعادۂ صلاۃ کا حکم:

سوال: ایک شخص پر نماز میں سجدۂ سہو لازم ہوا؛ لیکن بوجہ مسائل کی ناواقفیت کے اس کو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس پر سجدہ

---

(۱) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۱۲۶، انیس

(۲-۳) ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها يكون فاسقاً آثماً. (الدر المختار مع رد المحتار، باب في واجبات الصلاة: ۲/۱۴۶-۱۴۷، مكتبة زكريا ديوبند، انیس)

(قوله: إن لم يسجد له) أي للسهو. (الدر المختار على هامش رد المحتار، مطلب واجبات الصلوٰة: ۲/۱۴۷، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

سہولازم ہے؛اس لیے اس نے سجدۂ سہونہ کیا اور سلام کے بعد قصدا کوئی فعل منافی بناء کرلیا،اس صورت میں اعادہ صلوٰۃ لازم ہے، یانہیں؟ نیز ایک شخص کو نماز میں سہو ہوا اور سجدۂ سہولازم ہوگیا؛ مگر سلام کے وقت یاد نہ رہا کہ مجھ پر سجدۂ سہولازم ہے؛اس لیے اس نے بخیال تمامی صلوٰۃ قصداً کوئی فعل منافی بناء کرلیا،اس صورت میں بھی اعادہ لازم ہوگا، یانہیں؟

والذی ینبغی أنه إن سقط بصنعه کحدث عمدًا مثلا یلزمه وإلا فلا،تأمل. (۱) سے ظاہر تولزوم اعادہ ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

جی ہاں دونوں صورتوں میں اسی روایت سے لزوم اعادہ سمجھنا صحیح ہے۔

۲۹ ررمضان ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ،ص: ۸۵) (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۵۴۹)

سجدۂ سہو واجب ہونے کی صورت میں سجدہ نہ کیا جائے تو اعادۂ نماز کا حکم:

سوال (۱) امام تراویح کی رکعت اول پوری کرنے کے بعد بیٹھ گیا،مقتدیوں نے لقمہ دے کر امام کو کھڑا کیا،امام نے کھڑے ہوکر دوسری رکعت پوری کرنے کے بعد سلام پھیر کر نماز پوری کی،سجدۂ سہو نہیں کیا،آیا اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، یانہیں؟ اور نماز ہوئی، یانہیں؟

(۲) امام تراویح کی نماز میں دو رکعت پوری کرنے کے بعد بغیر قعدہ کئے کھڑا ہوگیا،مقتدیوں نے لقمہ دیا تو امام نے بیٹھ کر بلا سجدۂ سہو کئے سلام پھیر دیا،نماز ہوئی، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیًا

(۱) اگر بیٹھتے ہیں فورا بلا تاخیر لقمہ دے کر اس کو کھڑا کر دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں،اگر تاخیر ہوگئی ہو تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(۲)

(۲) اس صورت میں سجدۂ سہو واجب تھا لیکن اب اس نماز کا اعادہ واجب نہیں۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۶۰-۴۶۱)

سجدۂ سہو نہ کرنے کی صورت میں نماز کا اعادہ واجب ہے:

سوال: امام نے مغرب کی نماز پڑھائی،پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ”انا أنزلناه“ پڑھا اور دوسری رکعت میں

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاۃ،باب سجود السهو: ۲/ ۵٤۲،مکتبة زکریادیوبند،انیس

(۲) ولایجب السجود إلا بترک واجب أوتاخیره أوتاخیر رکن. (الفتاویٰ الهندیة،الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/۱۲۶،رشیدیة)

(۳) اعلم أن الوجوب مقید بما إذا کان الوقت صالحا حتی أن من علیه السهو فی صلاة الصبح إذا لم یسجد حتی طلعت الشمس بعد السلام الأول،سقط عنه السجود“. (البحر الرائق،باب سجود السهو: ۲/۱۶۳،رشیدیة)

صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلے گئے اور دعاء قنوت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیئے کھڑے ہوگئے اور تیسری رکعت پوری کرنے کے بعد سلام پھیرا۔ اب یہاں اختلاف پیدا ہوگیا کہ نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو کرنا ضروری تھا، اگر امام صاحب نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز کا لوٹانا واجب ہے، سبھی لوگ نماز دہرالیں۔ نماز میں قعدہ کے اندر دعاء قنوت نہیں پڑھی جاتی ہے؛ بلکہ تشہد پڑھا جاتا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۱۷/۵/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۸۰-۴۸۱)

بناء کے مانع کے پائے جانے کی صورت میں سجدۂ سہو کے ساقط ہونے کا حکم:

سوال　قاضی خان نول کشوری، ج: ۱/ص: ۵۹ پر ہے: كل مايمنع البناء إذا وجد بعد السلام يسقط السهــــو، آہ، کیا سجدۂ سہو پر ہر صورت میں ساقط ہوجائے گا، خواہ مانع بناء سہواً پایا جائے، یا عمداً اور خواہ وہ فعل موجب سجدۂ سہو کو موجب سجدہ جانتا ہو، یا نہ؟ یا کسی خاص صورت کے ساتھ مخصوص ہے؟ نیز سقوط سجدہ کا کیا مطلب ہے؟ آیا سقوط ''من هذه الصلاة مع وجوب إعادة تلك الصلاة'' یا ''مطلقا بلاوجوب إعادة الصلاة'' ؟ اگر یہ مطلب ہے کہ سجدہ ہر صورت میں ساقط ہے، خواہ فعل منافی بناء تذکر سجدۂ سہو کے ساتھ ہو، یا بحالت سہو، یا ایسی صورت میں کہ اس کو وجوب سجدۂ سہو کا ہی علم نہ ہوا ہو؟ اور سقوط کا یہ مطلب ہے کہ اس نماز کا اعادہ بھی ضروری نہیں تو وجوب سجدۂ سہو کا ثمرہ صرف عقاب اخروی ہوسکتا ہے، وہ بھی بحالت قصداً ترک کرنے کے؟

الجواب ــــــــــــــــــ

في الدر المختار: فلو طلعت الشمس في الفجر أو احمرت في القضاء أو وجد منه مايقطع البناء بعد السلام سقط عنه، فتح.

وفي ردالمحتار: بقي إذا سقط السجود فهل يلزمه الإعادة لكون ما أداه أولا وقع ناقصا بلاجابر؟ والذي ينبغي أنه إن سقط بصنعه كحدث عمدًا مثلا يلزمه الإعادة وإلا فلا، تأمل. (۱/۷۷۳، مصرية)(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو ہر صورت میں ساقط ہوجاوے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر وہ مانع بناء عمداً پایا گیا، تب تو اعادہ لازم ہے، ورنہ نہیں۔

۱۷/رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ ص: ۷۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۴۸-۵۴۹)

(۱)　''(ولها واجبات) لاتفسد بتركها و تعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها يكون فاسقا آثماً. (الدر المختار على هامش رد المحتار، مطلب واجبات الصلاة: ۲/۱۴۶-۱۴۷، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس)

(۲)　الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۵۴۲، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس

سلام پھیرنے کے بعد کوئی منافی صلوٰۃ عمل ہوجائے:

سوال: زید کے ذمہ سجدۂ سہو واجب تھا؛ لیکن سلام پھیرتے ہی اس سے سہواً منافی صلوٰۃ کوئی عمل سرزد ہوگیا تو کیا مذکورہ صورت میں اس سے سجدۂ سہو ساقط ہوجائے گا اور اس کی نماز درست ہوگی، یا اس کی نماز ناقص ہوگی اور اعادۂ صلوٰۃ کی ضرورت پیش آئے گی؟

هو المصوب

منافی صلوٰۃ عمل کی وجہ سے نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱۴۸/۳)

نماز میں غور وفکر کرنے سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: امام نے صبح کی نماز میں بہ سلسلہ قرأت دوسری رکعت میں پہلی سورہ کی مطابقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بوجہ نماز فجر پیچھے سے لوٹ کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے؛ مگر ایسا نہ ہوسکا، دریں اثنا آیت کے اگلے حصہ کو خیال کرنے میں اتنی دیر ہوگئی، جتنی تاخیر میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، پھر چند بار لوٹ کر آگے پڑھنے کی کوشش کی؛ لیکن نہ پڑھ سکے تو آخر میں اسی آیت پر انہوں نے رکوع اور سجدہ کیا اور بہ سبب تاخیر انہوں نے سجدۂ سہو بھی کرلیا تو ایسے موقع پر سجدۂ سہو صحیح ہوا، یا غلط؟

الجواب وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں بہ سبب تاخیر سجدۂ سہو کیا تو صحیح کیا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۶/۴/۷ ۱۳۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۳/۲)

نماز میں سوجانے پر تاخیر فرض سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: نماز میں کوئی شخص اس طرح سوگیا، جو مفسد صلوٰۃ نہیں اور اس اثناء میں بقدر سہ تسبیح ادائے فرض میں تاخیر ہوگئی تو سجدۂ سہو لازم ہوگا، یا نہ؟

الجواب

قال في الدر المختار: فإن أتى بها أو بأحد ها بأن قام أو ركع أو سجد أو قعد الأخير نائمًا لا يعتد

(۱) والحاصل أنه اختلف في التفكر الموجب للسهو، فقيل ما لزم منه تأخير الواجب أو الركن عن محله بأن قطع الاشتغال بالركن أو الواجب قدر أداء ركن وهو الأصح. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۵۶۲/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

بما أتى به بل يعيده.(۱)وهل يسجد للسهو لتأخير الركن؟ الظاهر نعم.(۲)

عبارت شامی مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو لازم ہونا چاہیے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۴/۴۱۹-۴۲۰)

تاخیرِ واجب سے سجدۂ سہو:

سوال: تاخیر واجب میں سجدۂ سہو کے اندر اختلاف ہے۔شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب__________

دراصل سجدۂ سہو ترکِ واجب سے ہی لازم ہوتا ہے؛مگر چوں کہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم آتا ہے؛ اس لیے تاخیر واجب سے بھی سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند:۴/۳۷۵)

تاخیر واجب سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے:

سوال: تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب__________

تاخیر واجب سے سجدہ سہو آتا ہے۔

عالمگیریہ جلد اول،ص:۱۳۳ میں موجود ہے:

ولا يجب السجود إلا بترك الواجب أو تاخيره أو تاخير ركن،الخ.(۴) واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی (کفایت المفتی:۳/۴۱۸)

تین تسبیح کی مقدار تاخیر واجب سے سجدۂ سہو:

سوال: تاخیر واجب میں سجدہ سہو آتا ہے اور تاخیر کا انداز مقدار تین تسبیح کا ٹھہرایا گیا ہے، جیسے قرأت سے فارغ ہو کر مقدار تین تسبیح کھڑا رہا، یا بعد فراغ تشہد اسی قدر بیٹھا رہا۔تاخیر رکن، یا واجب کی مقدار تین تسبیح نہ ہونے پر سجدہ سہو واجب نہیں۔اب اگر کوئی شخص پانچویں رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا، یا تیسری رکعت صلوٰۃ رباعیہ میں بیٹھ گیا، اگر اس

---

(۱) الدر المختار،باب صفة الصلوٰة،قبيل مطلب واجبات الصلاة:۲/۱٤٥،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۲) رد المحتار،باب صفة الصلوٰة،قبيل مطلب واجبات الصلاة:۱/٤٤٤

(۳) ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخيره أو تأخير ركن،إلخ،وفي الحقيقة وجوبه بشئ واحد وهو ترك الواجب،كذا في الكافي.(الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاة،الباب الثاني عشر في سجود السهو :۱/۱۲٦،ظفير)

(۴) الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو:۱/۱۲٦،ط:ماجدية

قیام اور قعود میں بھی مقدار تسبیح ملحوظ ہے تو منیۃ المصلی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا، جس سے محض قیام وقعود بلا مقدار تسبیح معلوم ہوتا ہے؟

”ولو قام إلی الخامسة أو قعد فی الثالثة یجب بمجرد القیام والقعود“.

(المستفتی: ۳، مولوی عبدالعزیز مدرس مدرسہ مفید الاسلام نول گڈھ جے پور، ۱۹/ربیع الاول ۱۳۵۲ھ، ۱۳/جولائی ۱۹۳۳ء)

الجواب

پانچویں رکعت کی طرف کھڑے ہوجانے، یا تیسری رکعت پر صلوٰۃ رباعیہ میں بیٹھ جانے میں بھی وہی مقدار رکن مراد ہے اور جن عبارتوں میں بمجرد قیام وقعود وجوب سجدۂ سہو کا ذکر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قیام وقعود کے بعد قرأت وتشہد ہو، یا نہ ہو، صرف قیام اور قعود سے ہی سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے، کسی دوسری بات کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ قیام اور قعود کا تحقق ہی اس کے لیے کافی ہے کہ تاخیر بمقدار رکن ہوگئی۔ (۱) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی (کفایت المفتی: ۴۱۶/۳)

شافعی کے لیے نماز فجر میں رعایت کیسی ہے:

سوال: حنفی امام شافعی مقتدیوں کی رعایت سے نماز فجر کی دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر توقف کرے کہ شافعی قنوت سے فارغ ہولیں، کیسا ہے، اس کی نماز ہوگی، یا نہیں؟ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے، یا نہیں؟ اگر نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے تو مکروہ ہوگی، یا بلا کراہت؟ اور کن امور میں شافعی مقتدی کی رعایت حنفی امام کو جائز ہے؟ شافعی مقتدی کی رعایت سے حنفی قبل سلام سجدۂ سہو کرسکتا ہے، یا نہ؟

الجواب

درمختار میں ہے:

لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیّما للإمام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذهبه. (۲)

یعنی امام کو رعایت دوسرے مذہب والے مقتدیوں کی مثلاً شافعی المذہب مقتدیوں کی مستحب ہے؛ لیکن بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو۔

اور شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی بھی اس میں شامل ہے؛ یعنی اگر اپنے مذہب کے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب لازم آتا

(۱) ولا یجب السجود إلا بترک واجب أو تأخیره أو تأخیر رکن، إلخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱۲۶/۱، ط: ماجدیة)

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار، مطلب فی ندب مراعاة الخلاف: ۲۷۸/۱-۲۷۹، مکتبة زکریا دیوبند، ظفیر

ہوتو رعایت مقتدیان شافعی المذہب کی مثلاً نہ کرے، پس بناءً علیہ امام حنفی نمازِ فجر میں رکوع سے اٹھ کر قومہ میں برعایت مقتدی شافعی اس قدر توقف نہ کرے کہ وہ دعاءِ قنوت پڑھ لیوے کہ یہ توقف مکروہ ہے۔

اور شامی میں ہے:

نعم ذكر نحوه ابن عبد الرزاق فی شرحه علىٰ هٰذا الشرح فقال: كإطالة وقوفه بعد الرفع من الركوع، إلخ. (۱)

یہ مثال دی ہے کہ اس کی ترک اطالۃ وقوف بعد الرکوع (یعنی رکوع کے بعد زیادہ دیر تک کھڑا رہنے کو ترک) واجب ہے، پس اس توقف میں ترک واجب ہوگا، جو کہ مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ اسی طرح قبل سلام سجدۂ سہو کرنا حنفی کو برعایت مقتدی نہ چاہیے کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔

كما فی الشامی: أنه لو سجد قبل السلام كره تنزيهاً. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۰۹-۴۱۰)

واجب اور سنت کے عدم اہتمام سے سجدۂ سہو:

سوال: جیسے نماز میں فرائض کا اہتمام کرتے ہیں اور کوئی فرض کسی وجہ سے ادا نہیں ہوتا تو وہ نماز بھی نہیں ہوتی اعادہ کرتے ہیں۔ اسی طرح واجبات اور سنت کا بھی اہتمام کیا جائے، آیا ضرورت نہیں؟ اور اگر ضرورت ہے تو اس کی مقدار برائے کرم تحریر فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

واجبات وسنن کا بھی اہتمام کرنا چاہیے، سہواً ترک واجب سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، سجدۂ سہو نہ کیا، یا عمداً واجب ترک کردیا تو نماز کا اعادہ لازم ہے۔ (۳)

سنت کے ترک سے شفاعت سے محرومی کا خطرہ ہے۔ (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۴۸)

---

(۱) رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة، قبيل مطلب مهم فی تحقيق متابعة المتابعة الإمام: ۱/۴۳۸، ظفير

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۵۴۰، مكتبة زكريا، ديوبند، ظفير

(۳) "(ولها واجبات) لاتفسد بتركها، وتعاد وجوبا فی العمد والسهو إن لم يسجد له". (الدر المختار)

"(قوله: وتعاد وجوبًا): أی بترك هٰذه الواجبات أو واحد منها... (قوله: إن لم يسجد له): أی للسهو ... إذ لا سجود فی العمد". (الدر المختار مع رد المحتار، باب صفة الصلاة: ۲/۱۴۶-۱۴۷، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۴) قال عليه الصلاة والسلام: "من ترك الأربع قبل الظهر، لم تنله شفاعتی". (نصب الراية فی تخريج أحاديث الهداية، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة: ۲/۱۶۱، رقم الحديث: ۱۴۲، مكتبة دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

ترکِ واجب کسی بھی رکعت میں ہو، اخیر میں سجدۂ سہو لازم ہوگا:

سوال: کیا یہ ضروری ہے کہ چار رکعت نماز میں کسی بھی رکعت میں ترکِ واجب کے شبہ میں کل رکعت کے اختتام پر سجدۂ سہو کیا جائے، یا نماز توڑ کر جب شبہ ہو، دوبارہ نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

الجواب

شک اور شبہ کا تو اعتبار نہیں ہے؛ لأن الیقین لایزول بالشک؛ لیکن اگر ظن غالب وگمانِ راجح چاروں رکعات میں سے کسی رکعت میں بھی ترک واجب معلوم ہو تو آخر نماز میں سجدۂ سہو کرنا لازم ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۶/۴-۳۷۷)

بلاضرورت سجدۂ سہو:

سوال: بلاضرورت سجدۂ سہو کرنے سے نماز دہراوے، یا نہ؟

الجواب

دہرانا چاہیے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۱۸/۴)

(۱) یجب... (بترک واجب) مما مر فی صفة الصلاة (سهوًا). (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۶۹۳/۱)

(۲) ضمیمہ: اس سوال کا جواب رہ گیا تھا، اب رجسٹر ۱۳۳۳ھ نمبر سلسلہ: ۱۰۶۶ سے اضافہ کیا گیا ہے، جو اس طرح ہے: ''دہرانا چاہیے''۔

نوٹ: عزیز الفتاویٰ میں ہے:

سوال: (۲۹۳) جبکہ سجدۂ سہو واجب نہ ہو اور سجدۂ سہو کسی وہم پر کرے، تو نماز کیسی ہوتی ہے؟ اکثر لوگ ذرا سے وہم پر مثلاً ترکِ سنت ہی پر سجدۂ سہو کر لیتے ہیں۔

الجواب: نماز ہو جاتی ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم قدیم، اول، دوم، صفحہ: ۲۵۹)

اور امداد المفتیین میں ہے:

سوال (۱۱۶): امام پر سجدۂ سہو واجب نہ تھا، مگر اس نے کر لیا، نماز درست ہوئی یا نہیں؟

الجواب: نماز درست؛ مگر خلاف اولیٰ ہوئی۔ (کذا یستفاد من الشامی والدر) (لوظن الإمام السهو فسجد له فتابعه فبان أن لا سهو فالأشبه الفساد ولاقتدائه فی موضع الإنفراد. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۸۷/۱، مکتبة سعید کراچی، انیس)/ وفی الدر: فالأشبه الفساد وفی الفیض: وقیل لا تفسد وبه یفتٰی وفی البحر عن الظهیریة قال الفقیه أبو اللیث فی زماننا لا تفسد؛ لأن الجهل فی القراء غالب. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳۵۰/۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس) (فتاویٰ دارالعلوم قدیم: ۲۵۹/۲/۱)

ان فتاویٰ سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت سجدۂ سہو نہ کرنا چاہیے؛ لیکن اگر کسی نے بلاضرورت سجدۂ سہو کر لیا تو نماز دہرانا ضروری نہیں۔ (محمد امین، ضمیمہ، ص: ۱۴-۱۵)

امام بدون وجوب کے سجدۂ سہو کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، یا نہیں:

سوال: جس حالت میں سجدہ سہو لازم نہ آوے اور سجدہ سہو کر لیا گیا تو پھر نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ

نماز ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر امام نے ایسا کیا کہ وجوب سجدہ سہو کے گمان پر سجدہ سہو کر لیا اور بعد میں معلوم ہو گیا کہ سجدۂ سہو واجب نہ تھا تو اس صورت میں مسبوق کی نماز میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک مسبوق پر اعادہ ہے، جب کہ اس نے سجدۂ سہو میں متابعت کی ہو اور بعض کے نزدیک اعادہ نہیں اور اعادہ واجب نہ ہونے پر فتوی ہے۔

إذا ظن الإمام أن عليه سهوا فسجد للسهو وتابعه المسبوق في ذلک ثم علم أن الإمام لم يكن عليه سهو،فيه روايتان واختلف المشائخ لاختلاف الروايتين وأشهرهما أن صلاة المسبوق يفسد وقال الإمام أبوحفص الكبير:لايفسد والصدر الشهيد أخذ به في واقعاته وإن لم يعلم أن ليس عليه سهو لم يفسد صلاة المسبوق عندهم جميعا. (خلاصة الفتاوى)(۱)

کتبہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ، الجواب صحیح، ظفر احمد عفا عنہ، ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/۲۹۳)

اگر رکعات کے شمار میں سہو ہو تو گمان غالب پر عمل کرے:

سوال: خاکسار کو نماز میں رکعت کی گنتی اور سجدہ میں سہو ہو جاتا ہے تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ

اس صورت میں گمانِ غالب کا اعتبار کر کے اسی پر بنا کیجئے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۹۴)

شبہ پر نماز توڑنا:

سوال: زید کو پہلی رکعت نماز فرض کے بعد شبہ ہوا کہ ایک ہی سجدہ ادا کیا گیا ہے؛ اس لیے اس نے کھڑے کھڑے سلام پھیر کر نماز از سرنو شروع کی، یہ فعل اس کا جائز ہے کہ نہیں؟ گناہ کسی قسم کا تو نہیں ہوا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ

کچھ گناہ نہیں ہوا۔ (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۷۶-۳۷۷)

---

(۱) کتاب الصلاة،الفصل الخامس وما يتصل بمسائل الاقتداء مسائل المسبوق: ۱/۱۶۳-۱۶۴،انیس

(۲) وإذا شک في صلاته من لم يكن ذلک أي الشک عادة له،الخ،کم صلی استأنف،الخ،وإن كثر شكه عمل بغالب ظنه إن كان له ظن للحرج وإلا أخذ بالأقل لتيقنه وقعد في كل موضع توهمه موضع قعوده.(الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار،باب سجود السهو: ۱/۷۰۵-۷۰۶،ظفير)

(۳) المرجع السابق،الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار،باب سجود السهو: ۲/۵۶۰-۵۶۱،مکتبة زکریادیوبند،انیس

شک ہو تو کیا کرے:

سوال: امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا، یا دو۔ اس صورت میں سجدۂ سہو کرے، یا نماز لوٹاوے؟

الجواب

اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کر کے سجدۂ سہو کرے۔

وجب عليه سجود السهو في جميع صور الشك سواء عمل بالتحري أو بنى على الأقل؛ لكن في السراج: أنه يسجد للسهو في أخذ الأقل مطلقًا وفي غلبة الظن إن تفكر قدر ركن. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم: ۴/۴۱۸)

جب یہ معلوم نہ ہو کہ سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں تو نمازی کیا کرے:

سوال: بعض مرتبہ نماز میں سہو ہونے پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟ ایسی صورت میں سجدۂ سہو کرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

اور جب کہ علم نہ ہو کہ اس سہو سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، یا نہیں تو سجدۂ سہو کر لینا احوط ہے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۳۷۸)

ایسے سہو کا حکم جو عام طور پر نماز میں واقع ہو:

سوال: میرے گھر میں نماز میں بھول جانے کی شکایت کرتی ہیں؛ یعنی سجدہ کتنے کئے وغیرہ یاد نہیں رہتے تو کیا کیا جاوے؟

الجواب

جو بات زیادہ آوے، اس پر عمل کیا جاوے اور سجدۂ سہو نہ کرے، البتہ اگر سوچنے میں کچھ دیر لگ گئی ہو اور اس دیر میں قرأت، یا رکن میں مشغول نہ رہی تو سجدۂ سہو کرے۔

في الدر المختار بعد ما نقل عن الفتح وجب عليه سجود السهو في جميع صور الشك سواء عمل بالتحري أو بنى على الأقل فتح لتأخير الركن؛ لكن في السراج أنه يسجد للسهو في أخذ الأقل مطلقا وفي غلبة الظن إن تفكر قدر ركن. (۳)

(۱) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۱۰۳، مكتبة سعيد كراچی، انیس

(۲) اس لیے کہ تذبذب جاتا رہے گا اور ایسے موقع پر قاعدہ بھی یہی ہے۔
"الأصل أن الاحتياط في حقوق الله جائز". (أصول الكرخي، ص: ۱۵، ظفير)

(۳) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۱۰۳، مكتبة سعيد كراچی، انیس

وفی ردالمحتارقبیل القول المذکور:ثم الأصل فی التفکر أنه إن منعه عن أداء رکن کقراءة آیة أوثلث أورکوع أوسجود أوعن أداء واجب کالقعود یلزمه السهو (إلٰی قوله)وإن لم یمنعه عن شیء من ذلک بأن کان یؤدی ا لأرکان ویتفکر لایلزمه السهوعن الشرح الصغیر للمنیة،آه.(۱)

۸/رجب ۱۳۴۲ھ (تتمہ خامسہ،ص:۲۷۰)(امدادالفتاویٰ جدید:۵۵۱/۱)

ترک واجب کے شبہ پر سجدۂ سہو:

سوال: نماز میں ترک واجب کے شبہ پر ترک واجب نہ ہونے کا ظن غالب ہوتے ہوئے احتیاطاً سجدۂ سہو کر لینا جائز ہے، یا نہیں؟ جب کہ ایسے شبہات اکثر ہوتے ہوں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

جب ظن غالب عدم ترک واجب کا ہے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں؛ لیکن اگر احتیاط کر لے تو منفرد کے لیے تو حرج نہیں؛ لیکن امام بلاضرورت احتیاطی سجدہ نہ کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اس سے مسبوق کی نماز پر فساد لازم آئے گا، علی قول البعض والخروج من الخلاف أسلم.

۲۶/شعبان ۱۳۴۶ھ (امدادالاحکام:۲۹۶/۲)

گمان سے سجدۂ سہو کرنا:

سوال: اگر زید کو وتر کی آخری رکعت میں (بحالت تشہد) غالب گمان ہوا کہ اس نے دعائے قنوت نہیں پڑھی ہے، تشہد کے بعد زید نے سلام پھیرا اور سجدہ سہو کی نیت سے سجدہ میں گیا، ابھی سجدۂ اولیٰ میں پہنچا تھا کہ اچانک یقین ہو گیا کہ دعائے قنوت پڑھی تھی، اس نے سجدہ سہو کو پورا کر لیا، اس کے بعد اپنی نماز پوری کر لی، زید کی نماز ہوئی، یا نہیں؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

نماز ہو گئی، اس میں زائد از زائد یہ ہوا کہ سلام اور دو سجدے اور ایک قعدہ وتر سے زائد ادا کیا تو کہا جائے گا کہ جب سجدۂ سہو کے لیے سلام پھیرا تو وہی سلام قطع صلوٰۃ کا سلام تھا، اسی پر نماز وتر ختم ہو گئی تھی، پھر جو کچھ کیا، وہ نماز سے خارج کیا، اس کی وجہ سے نماز پر اثر نہیں پڑے گا۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۴۵۱/۷)

---

(۱) الدرالمختارمع ردالمحتار،کتاب الصلاة،باب سجود السهو:۵۶۱/۲-۵۶۲،مکتبة زکریادیوبند،انیس

(۲) "ولوظن الامام السهو فسجد له فتابعه،فبان أن لا سهو،فالأشبه الفساد لاقتدائه فی موضع الإنفراد".(الدر المختار،کتاب الصلاة،باب الإمامة:۸۷/۱،مکتبة سعید کراچی،انیس)

==

شک کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے کا حکم:

سوال: زید پر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا؛ لیکن اس نے اس شک میں کہ شاید مجھ پر سجدہ سہو واجب ہوگیا، سجدۂ سہو کرلیا تو اس کی نماز ہوئی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

حامدًا ومصليًا مسلمًا: اگر اس نے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا ہے تو نماز ہوگئی اور اگر صرف ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا ہے تو نماز واجب الاعادہ ہے، چوں کہ دوسرا سلام پہلے سلام کی طرح واجب ہے۔ (الدر المختار:۱/۳۱۴)(۱)

لہٰذا ایسے موقعہ پر دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔ صاحب ہدایہ اسی کے قائل ہیں کہ عام حالتوں میں بھی دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: حبیب اللہ قاسمی غفرلہ، الجواب: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم:۲/۵۱۹)

تعداد رکعات بھول جانے کی صورت میں امام ومقتدی کے اختلاف کا حکم:

سوال: چار رکعت کی نماز میں امام نے پانچ رکعت پڑھیں اور چوتھی رکعت پر قعدہ نہیں کیا اور پانچویں رکعت پوری پڑھ لی اور سوائے کہنے نمازیوں کے اس کو بذاتہ کوئی شبہ نہیں ہے کہ چار سے زیادہ پڑھی گئی ہیں۔ ایسی حالت میں نماز امام اور مقتدیوں کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

فی الهندية: لووقع الاختلاف بين الإمام والقوم فقال القوم: صليت ثلاثاً وقال الإمام: صليت أربعًا إن

== "(قوله: فالاشبه الفساد) وفي الفيض: وقيل: لاتفسد، وبه يفتى، وفي البحرعن الظهيرية: قال الفقيه ابو الليث: في زماننا لاتفسد؛ لأن الجهل في القراء غالب". (ردالمحتار، قبيل باب الاستخلاف: ۱/۵۹۹، سعيد)

(۱) في الدر: ولفظ السلام مرتين فالثاني واجب على الأصح. (الدرالمختارمع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۲/۱۶۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

في الدر: ولفظ السلام مرتين فالثاني واجب على الأصح. (الدرالمختارمع ردالمحتار: ۲/۱۶۲، زكريا، انيس)

امداد الاحکام میں ہے:

سوال: جس حالت میں سجدہ سہو لازم نہ آئے اور سجدہ سہو کرلیا گیا، تو پھر نماز میں خلل تو نہیں آتا؟

جواب: نماز ہو جاتی ہے۔ (امداد الاحکام، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی سجود السہو:۱/۵۸۶، مکتبہ دارالعلوم کراچی/نیز فتاویٰ محمودیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السہو:۷/۴۵۱، ادارہ صدیق ڈابھیل)

كان الإمام على اليقين لا يعيد الصلاة بقولهم وفيها أيضا ولو كان الإمام استيقن أنه صلىٰ ثلاثاً وواحد استيقن بالتمام كان عليه أن يعيد بالقوم ولا إعادة على الذى تيقن بالتمام، هٰكذا فى المحيط.(۱)

وفيها من الظهيرية: قال محمد بن الحسن: أما أنا فأعيد بقول واحد عدل بكل حال.(۲)

روایت اولیٰ سے معلوم ہوا کہ امام کی نماز ہوگئی اور روایت ثانیہ سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی اور روایت ثالثہ سے معلوم ہوا کہ امام کے لیے بھی بہتر ہے کہ مقتدیوں کے کہنے سے اعادہ کرے۔

(تتمہ اولیٰ، ص:۱۶)(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۵۴۴)

صلوٰۃ ثنایہ، یا ثلاثیہ میں ایک دو رکعت زیادہ ہوجانے کا حکم:

سوال: دو رکعت کی نماز میں اگر ایک، یا دو رکعت زیادہ پڑھی گئی تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

وہی حکم ہے جو سوال ماقبل کے جواب میں لکھا گیا جب کہ بدون قعدہ اخیرہ کے ایک رکعت زیادہ پڑھی گئی۔(۳)

(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۵۴۴)

بصورت ترک قعدۂ اخیرہ ایک رکعت، یا زیادہ کے اختلاف کا حکم:

سوال: بعض نمازی ایک رکعت کا بہ ترک قعدۂ اخیرہ کے پڑھا جانا بیان کرتے ہیں اور بعض کو کچھ یاد نہیں ہے، جن کو یاد ہے، ان کی نماز کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور جن کو کچھ یاد نہیں ہے، ان کی نماز کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

فى الهندية: ولو اختلف القوم، قال بعضهم: صلىٰ ثلاثاً وقال بعضهم: صلىٰ أربعًا والإمام مع أحد الفريقين، يؤخذ بقول الإمام وإن كان معه واحد، كذا فى الخلاصة...وفيها: ولو استيقن واحد من القوم أنه صلىٰ ثلاثاً واستيقن واحد أنه صلىٰ أربعًا والإمام والقوم فى شك ليس على الإمام والقوم شئ، كذافى الخلاصة.(۴)

بناء بروایات بالا حکم یہ ہے کہ اگر امام کو ایک شق کا یقین ہے تو وہی شق معتبر ہوگی، علی الروایۃ الاولیٰ اور اگر اس کو بھی شبہ ہے تو جس کو زیادہ ہونا یقیناً یاد ہے، وہ اعادہ کریں گے اور جن کو پورا پڑھنا یقیناً یاد ہے، یا شبہ ہے، وہ اعادہ نہ کریں گے، علی الروایۃ الثانیۃ۔(۵)(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۵۴۴،۵۴۵)

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، قبيل باب الباب السادس فى الحدث فى الصلاة: ۱/۹۳، انیس

(۲-۳) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة: ۱/۱۳۱، انیس

(۴-۵) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، قبيل الباب السادس فى الحدث فى الصلاة: ۱/۹۳، انیس

فرض ترک پر شبہ کی صورت میں امام اور مقتدیوں میں سے کس کے قول پر عمل ہوگا:

سوال: زید امام ہے اور اس کو شبہ ہوا کہ میں نے رکعت ثالثہ میں ایک ہی سجدہ کیا ہے اور اس شبہ کی بنا پر سجدۂ سہو کرلیا اور بعد سلام حضرات مقتدین سے اس کا اظہار کیا تو انھوں نے بتایا کہ آپ کا شبہ غلط ہے، آپ نے دو ہی سجدہ کیا ہے تو صورت مذکورہ میں فرض کے ترک پر شبہ کرنے سے زید کا سجدۂ سہو کرنا کافی ہوگیا، یا یہ کہ نماز کا اعادہ کرنا ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

حامداً و مصلیاً و مسلماً: صورت مسئولہ میں اگر سجدۂ صلاتیہ چھوٹنے کا یقین ہے تو نماز کا اعادہ فرض ہوگا؛ کیوں کہ یقین کی صورت میں مقتدیوں کی خبر کا اعتبار نہیں اور سجدۂ سہو سجدۂ صلاتیہ کے مؤخر ہونے کی وجہ سے قائم مقام نہ ہوگا۔

ولو اختلف الإمام والقوم فلو الإمام علىٰ يقين لم يعد وإلا أعاد بقولهم. (۱)

لم يذكر السجدة الصلبية وحكمها أن يجب نيتها إذا فصل بينها وبين محلها بركعة. (ردالمحتار: ۲۸۱/۱)(۲)

اور اگر امام کو سجدۂ صلاتیہ چھوٹنے کا یقین نہیں، بلکہ شبہ ہے تو صورت مسئولہ میں نماز کا اعادہ واجب ہے؛ کیوں کہ جب دو عادل خبر دیں اور امام کو شک ہو تو ان کی خبر پر عمل کرنا واجب ہے، لہٰذا مقتدیوں کی خبر کی وجہ سے سجدۂ سہو زائد ہوا، جس کی بنا پر سلام ثانی جو واجب ہے، مؤخر ہوا اور تاخیر واجب موجب سجدۂ سہو ہے۔

وإن أخبره عدلان لايعتبر شكه وعليه الأخذ بقولهما. (مراقی: ۲۵۹)(۳)

ولفظ السلام مرتين فالثاني واجب على الأصح. (الدرالمختار: ۳۱٤/۱)(۴) **والله أعلم بالصواب**

كتبہ: محمد عثمان عفی عنہ، ۱۴۱۸/۶/۷، الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۵۲۲/۲-۵۲۳)

القول الحرى فى مسئلة السجود والتحرى:

بہشتی زیور کے ایک مسئلہ پر اشکال کا جواب:

سوال: إن حكمكم بعدم وجوب سجود السهو علىٰ من تحرى عند كثرة شكه فى تعداد الركعات فعمل بما يوافقه التحرى من الصواب قد اشتبه علينا أمره فإن هٰذا الحكم مخالف للكتب الموجودة عند الفقير كالمعتصر الضرورى حاشية القدورى وكنوز الحقائق شرح كنز الدقائق وشرح منية المصلى المسمى بالكبيرى وكتاب الآثار.

---

(۱)　الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۳۱/۱، مكتبة سعيد كراچی، انیس

(۲)　رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث النية: ۹۸/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انیس

(۳)　مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۳۰۸، مصرى

(۴)　الدرالمختار مع ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۳۱٤/۱، نعمانية ديوبند

وعبارته هٰكذا: محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم فيمن نسى الفريضة فلا يدري أربعاً صلّٰى أم ثلٰثاً؟ قال: إن كان أول نسيانه أعاد الصلاة وإن كان يكثره النسيان يتحرى الصواب وإن كان أكبر رأيه أنه أتم الصلاة سجد سجدتي السهو وإن كان أكبر رأيه أنه صلّٰى ثلٰثاً أضاف إليها واحدة ثم سجد سجدتي السهو. قال محمد: وبه نأخذ وهو قال أبو حنيفة، وهٰكذا عبارة بذل المجهود في حل أبي داؤد: وناطقة بوجوب السجود على من يعمل بالظن ولم انقل عبارته لضيق المقام ومع هٰذا أن العمل بالظن عند عروض الشك انقص من العمل باليقين عند عدم عروضه والنقصان في الفرائض والواجب علٰى سبيل التيقن حتٰى الإمكان وإلا مصيرنا إلٰى جابر يمكن فما وجه قولكم بعدم وجوب السجود علٰى من يعمل بالظن في بهشتي زيور عبارته هٰكذا: ''اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے، اگر زیادہ گمان تین رکعات پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو واجب نہیں''، إلٰى آخره فالمرجو من الحضرة العالية أن تمن بالجواب الثاني والوجه الكافي.

الجواب ــــــــــــــــ المجمل

بہشتی زیور میں جو عمل بالتحری کی حالت میں عدم وجوب سجدہ سہو مذکور ہے، اس کی دلیل شامی (۱/۷۰۹) باب سجود السہو کے اخیر میں اور بدائع (۱/۱۶۴-۱۶۵) و بحر (۲/۱۱۱) اور عالمگیری مصطفائی موجب سجود سہو نہیں؛ بلکہ جب بقدر اداء رکن تاخیر کو مستلزم ہو جائے، اس وقت موجب سہو ہے اور اس قدر تاخیر کی صورت میں سجدہ سہو کا واجب ہونا بحالت تحری بہشتی زیور میں بھی باب سجدہ سہو مسئلہ عاشرہ میں مذکور ہے اور بذل المجہود میں بھی (۲/۱۴۹) کے اندر بدائع سے یہی نقل کیا ہے، گو اولاً نووی وغیرہ سے اطلاق نقل کیا ہے اور کبیری و کتاب الاثار میں جو عمل بالتحری کو مطلقاً موجب ہو ہی جاتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ اگر تاخیر نہ ہو، جب بھی سجدہ سہو واجب ہے؛ کیوں کہ فکر قلیل سے احتراز غیر ممکن ہے تو دفع حرج کے لیے فکر قلیل کا عفو ہونا لازم ہے۔

۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام: ۲/۲۸۴)

الجواب ــــــــــــــــ المفصل

(أقول وبالله التوفيق) قال في الدر: واعلم أنه إذا شغله ذلك الشك فتفكر قدر أداء ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراءة ولا تسبيح ذكره في الذخيرة وجب عليه سجود السهو في جميع صور الشك سواء عمل بالتحري أو بنى على الأقل، فتح، لتأخير الركن؛ لكن في السراج أنه يسجد للسهو في أخذ الأقل مطلقاً وفي غلبة الظن إن تفكر قدر ركن.(۱)

وفي استدراك عن ما في الفتح من لزوم السجود في الصورتين... وهٰذا التفصيل هو الظاهر؛

(۱)　الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۵٦۳، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

لأن غلبة الظن بمنزلة اليقين فإذا تحرى وغلب علىٰ ظنه شيء لزمه الأخذ به ولا يظهر وجه لايجاب السجود عليه إلا إذا طال تفكره على التفصيل المار بخلاف ما إذا بنى على الأقل؛ لأن فيه احتمال الزيادة، كما أفاده في البحر، آه.(۷۹۰/۱)(۱)

وتعقب عليه في التحرير المختار بأن كلام الفتح في وجوب سجود السهو للتفكر قدر أداء ركن ولا شك أنه في جميع صور الشك، وإن كان يجب السجود إذا بنى على الأقل مطلقا لا لخصوص الشغل بل له إن وجد ولاحتمال الزيادة، آه.(۱۰۳/۱)

قلت: كون كلام الفتح مقيد بقيد التفكر قدر أداء ركن إنما يظهر من كلام الدرر، أما كلامه في فتح القدير فمطلق عنه ونصه قالوا: إذا شك في الفجر أن التي هو فيها أولى أو ثانية تحرى فإن وقع تحريه على شيء أتم الصلاة عليه وسجد للسهو وكذا في جميع صور الشك إذا عمل بالتحري أو بنى على الأقل يسجد للسهو، اه.(۴۵۳/۱)

ولذا قال في البحر: ولم يذكر المصنف سجود السهو في مسائل الشك تبعا لما في الهداية وهو مما لاينبغي إغفاله فإنه يجب السجود في جميع صور الشك سواء عمل بالتحري أو بقي على الأقل، كذا في فتح القدير، وترك المحقق قيدا لابد منه مما لا ينبغي إغفاله وهو أن يشغله الشك قدر أداء ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراءة ولا تسبيح كما قدمناه أول الباب لكن ذكر في السراج أن في فصل البناء على الأقل يسجد للسهو (مطلقا) وكأنه في فصل البناء على الأقل حصل النقص مطلقا باحتمال الزيادة فلا بد من جابر وفي الفصل الثاني النقصان بطول التفكر لا بمطلقة، آه ملخصا.(۱۱۱/۲)

والعجب من مؤلف العالمگيرية أنه كيف نقل عن البحر كلام الفتح وترك القيد الذي نبه عليه مؤلف البحر وزاده على كلام الفتح مع أنه نقل عن المحيط ذلك ما يفيد اعتبار هذا القيد ونصه: وإذا شك في صلاته فلم يدر أثلاثا صلى، أم أربعا؟ وتفكر في ذلك كثيراً ثم استيقن أنه صلى ثلث ركعات فإن لم يكن تفكره شغل عن أداء ركن بأن يصلي ويتفكر فليس عليه سجود السهو وإن طال تفكره حتى شغله عن ركعة أو سجدة أو يكون في ركوع وسجود فيطول تفكره في ذلك وتغير عن حاله بالتفكر فعليه سجود السهو استحسانا، هكذا في المطيع، آه.(۸۴/۱)

وهٰذا كله يدل على أن التحري لايوجب السجود مالم يطل التفكر، فإن التحري أي غلبة الظن له حكم اليقين في العمليات وعليه بناء وجوب العمل بخبر الواحد المفيد للظن وبالقياس فيما لانص فيه وهذا ظاهر لمن نظر في الأصول فاندحض به قول السائل ان العمل بالظن عند عروض الشك انقص من العمل باليقين عند عدم عروضه والنقصان في الفرائض والواجبات موجب لسجود السهو، الخ، فإنا لانسلم أن مطلق النقصان موجب لسجود السهو إلا فلا شك أن الصلاة الخالية عن الوساوس

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۵۶۳/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

والخطرات أكمل مما اشتمل عليها فهل يجب سجود السهو من عروض الوسوسة والخطرة في الصلاة لكونها أنقص مما لاتشتمل عليها كلا ،بل النقصان الموجب له ما كان من جنس ترک الواجب أوتأخيره عن محله وليس في العمل بالظن ترک الواجب ولا تأخيره ولايجب علينا أن نخرج أن عهدة الفرض والواجب على سبيل التيقن فإنه لاسبيل إلى ذلک أصلاً بل غلبة الظن به كاف فإن التيقن بطهارة الماء الذى يتوضأ به والمكان الذى يصلى فيه والثواب الذى ستربه البدن متعذرعسيرجدا وكذا اليقين بصحة صلاة أدناها قبل الصلاة التى نحن فيها الا يتسيرأصلا وصحة البعدية متوقفه على صحة القبلية فلوكان الخروج عن عهدة الفرض على سبيل التيقن واجباً لم تقدرعلى أداء صلاة أصلا فالواجب إنما هوالخروج عن العهدة على سبيل الظن الراجح لاغير.

وبعد ذلک فنقول: إن مسئلة"بهشتى زيور" متأيدة بقول الدر والشامى (۷۹۰/۱) وبقول البحر(۱۱۱/۲) وبما ذكرفى العالمگيرية عن المحيط (۸٤/۱)ففى هذه الأقوال كلها تصريح بعدم إيجاب التحرى السجود إلا إذا طال التفكر فيه وقد صرح بذلک أى وجوب السجود فى التحرى إذا طال التفكر فى بهشتى زيورأيضا فى المسئلة العاشرة من باب سجود السهوونصه:

اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے تین رکعتیں پڑھی، یا چار؟ اسی سوچ میں خاموش بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی کہ اتنی دیر مین تین دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے، پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (طحاوی علی مراقی الفلاح، ص:۲۷۵)

ومعنى قول بهشتى زيورفى مسئله الحادية العشرين: *اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے، آہ؛ یعنی جب کہ اس سوچنے میں بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کے دیر نہ ہو، جس کی لیل مسئلہ عاشر ہے کہ وہاں اتنی مقدار تفکر کو موجب سجدہ سہو صراحت کہہ دیا ہے تو مسئلہ نمبر:۲۱ میں سجدہ سہو کا واجب نہ ہونا اس قید کے ساتھ مقید ہے کہ تفکر میں بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کے دیر نہ ہوا اور اس صورت میں تحری کا موجب سجود نہ ہونا، درمختار وشامی وتحریر مختار و بحر و عالمگیری کی تصریح سے ثابت ہو چکا،* كما مر.

وهذا القدر كاف لصحة المسئلة المذكورة فيه لأن المؤلف إنما التزم فيه كون المسئلة منقولة عن كتاب معتبرمن كتب الفقه لا غير،وأما أن ذلک معارض بما فى المعتصر الضرورى حاشية القدورى وكنوزالحقائق شرح كنزالدقائق وبذل المجهود فالجواب عنه أن هٰذه ليست من كتب الفتاوى المعول عليها فى الإفتاء كمالايخفى مع أن بذل المجهود فى تصريح بعدم إيجاب التحرى سجودالسهوإلا إذا طال التفكرفيه ونقله عن البدائع (۱٤۹/۲).

ونص البدائع: وأما بيان سبب الوجوب فسبب وجوبه ترک الواجب الأصلى فى الصلاة أو تغيره أوتغيرفرض منها عن محله الأصلى ساهيا لأن كل ذلک يوجب نقصانا فى الصلاة فيجب جبره

بالسجود ويخرج على هذا الأصل مسائل إلى أن قال:وعلى هذا إذا شك فى شيء من صلواته فتفكر فى ذلك حتى استيقن وهوعلى وجهين إما إن طال تفكره بأن كان مقدار مايمكنه أن يودى فيه ركنا من أركان الصلاة كالركوع والسجود أولم يطل فإن لم يطل تفكره فلا سهوعليه لأنه إذا لم يطل لم يوجد سبب الوجوب الأصل وهوترك الواجب أو تغيير فرض أو واجب عن وقته الأصلى ولأن الفكر القليل مما لايمكن الاحترازعنه فكان عفوا دفعا للحرج وإن طال تفكره فكذلك فى القياس وفى الاستحسان عليه السهووجه القياس أن الموجب للسهو تمكن النقصان فى الصلاة ولم يوجد لأن الكلام فيما إذا تذكرأنه أداها فبقى مجرد الفكر وأنه لايوجب السهو كالفكر القليل وجه الاستحسان أن الفكرالطويل ممايؤخر الأركان عن أوقاتها فيوجب تمكن النقصان فى الصلاة فلابد من جبره بسجدتى السهو بخلاف الفكر القصير،آه ملخصاً.(١٦٤/١-١٦٥)

قلت: وهذا نص صريح فى أن التفكروالعمل بالظن الغالب لايوجب سجود السهو،كما فى ''بہشتی زیور''إلا إذا طال التفكر قدر ما يمكن فيه أداء ركن، قال سيدى الخليل دام علاه فى بذل المجهود: والحديث (أى حديث أبى سعيد وابن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا كنت فى صلاة فشككت فى ثلاث أوأربع أكبرظنك على أربع تشهدت ثم سجدت سجدتين وأنت جالس قبل أن تسلم ثم تشهدت أيضا،ثم تسلم.)وإن كان مطلقاً لكنه مخصوص ببعض الصور وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم أنه لبس الخميصة التى وفى بعض الروايات شغلتنى عن صلاتى، وروى عن عمربن الخطاب عند البيهقى: إنى لأحسب جزية البحرين وأنا قائم فى الصلاة (وعلق عنه البخارى اجهزجيشى وأنا فى الصلاة)فوقع التفكرفى هذه الصور ولم يثبت أنهما سجدا فدل ذلك على أن مطلق التفكر لايوجب السجود،آه،بمعناه(١٤٩/٢)وحاصله أن ما ورد فى الحديث من الأمربسجود السهوعند العمل بأكبررأيه مطلقا ليس على إطلاقه بل مقيد بطول التفكرفيه لتعذرالاحتراز عن قليله والحرج مدفوع بالنص ولعل وجه ورود الحديث على صيغة الإطلاق أن عروض الشك فى مقدارالركعات وتحرى بالصواب فيه لايخلوالعارة الغالبة عن طول التفكرقدر مايؤدى فيه ركن وقصره نادروالنادر كالمعدوم فبنى الكلام على العادة الغالبة وأمربالسجود وعند التحرى مطلقا لا سيما إذا نظرنا إلى الاختلاف الواقع بين الأئمة فى تحديد أدنى زمان يمكن فيه أداء ركن فعند الإمام مقدر بسبحان الله مرة لكونه قدرآية قصيرة وهى ثم نظر قال الطحطاوى على الدر(قوله قدرأداء ركن ظاهره ولو بلاسنة) وهومقدربسبحان الله،آه.(٥٠٢/١)

وقال الطحطاوى أيضاً فى حاشيته على مراقى الفلاح:(قوله: زمن يسع أداء ركن) ... والمراد أنه يسعه بسنته وهوقدرثلث تسبيحات وهذا مذهب الثانى وهوالمختار،كما فى الدر،آه.

ولايخفى أن الشك وتحرى الصواب فيه لايخلو عن التفكر بقدرسبحان الله مرة غالباً

فیجب السجود عند الإمام وعلیه یحمل ما فی کتاب الأثار والطحاوی والکبیری من إیجاب السجود عند العمل بالتحری مطلقا لکونه لایخلو عن التفکر والاشتغال بقدرسبحان اللّٰہ ولکن لما کان هذاالقدرقلیلا لایمکن لا لتحری عنه عادة والحرج مدفوع بالنص لم یأخذ به المشائخ واختاروا فی تقدیر الرکن قول أبی یوسف وهوقدرثلث تسبیحات وتفصیل ذلک فی الضمیمة الثالثة للجلد الثانی لبهشتی زیور المطبوعة آخراً،فلیراجع واللّٰہ أعلم

۲۹ ؍ربیع الاول ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام: ۲؍۲۸۴-۲۸۹)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد ترک واجب کی وجہ سے مقتدی نے اعادہ کیا تو کیا حکم:

سوال: مقتدی نے نماز لوٹائی تو ایسی صورت میں اس کی نماز جو جماعت سے پڑھی تھی، وہ درست ہوئی، یا جو علاحدہ پڑھی تھی، وہ درست ہے؟

الجواب

اگر ترکِ واجب وغیرہ کی وجہ سے نماز لوٹائی گئی تو فرض پہلے ادا ہو چکا ہے، لوٹانے میں اس کی تکمیل ہے؛ یعنی جو نقصان رہ گیا تھا، اس کو پورا کیا گیا ہے اور جبر نقصان کیا گیا ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴؍۳۷۹)

امام تارک سجدۂ سہو کے اعادہ کے وقت اقتدا کا حکم:

سوال: کوئی شخص امام تھا، سہواً ترک واجب کیا، پھر سجدۂ سہو بھی سہواً ترک کر دیا، بعدہ استیناف کیا، اب مقتدی نو وارد جو پہلے شریک نہ تھا، شریک ہونے سے اس کا فرض ادا ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

فی ردالمحتار،باب الجنائز:فإذا أعادها(الولی)وقعت فرضا مکملا للفرض الأول نظیرإعادة الصلاة المؤداة بکراهة فإن کلا منهما فرض،کماحققناه فی محله.(۱/۹۲۳)(۲)

اس سے ثابت ہوا کہ نو وارد کا فرض شریک ہونے سے ادا ہوگا۔(۳)

۲۶ ؍شوال (تتمہ اولیٰ،ص:۲۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱؍۵۴۵-۵۴۶)

---

(۱) ولها واجبات لاتفسد بترکها وتعاد وجوباً الخ المختارأنه جابرللأول لأن الفرض لایتکرر(الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار،باب صفة الصلاة،مطلب فی واجبات الصلاة: ۱/٤٢٤-٤٢٦،ظفیر)

(۲) رد المحتار،مطلب فی کراهة صلاة الجنازة فی المسجد تحت قول الدررولذا قلنا لیس لمن صلی علیها: ۱/۲۲۳

(۳) یہ جواب قول کے مطابق نہیں ہے مختار قول یہ ہے کہ نو وارد کی نماز صحیح نہ ہوگی، پھر سے پڑھنی ہوگی؛ کیوں کہ امام کی یہ دوسری نماز مستقل نماز نہیں ہے بلکہ اول نماز کی تکمیل کے لیے ہے، لہذا مستقل فرض پڑھنے والے کی اقتدا ایسے امام کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ رحیمیہ: ۱؍۱۹۸) شامی (۱؍۴۲۶) کفایۃ المفتی (۳؍۹۳-۹۶) فتاویٰ دارالعلوم جدید: ۳؍۳۷۱) واللہ سبحانہ اعلم (سعید احمد پالنپوری)

لاحق ومسبوق کا سجدۂ سہو

لاحق امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کرے گا:

سوال: لاحق ہمراہ امام کے سجدۂ سہو کریگا یا نہیں، اگر نہ کرے گا تو اس وقت میں وہ کیا کرے گا؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ لاحق سجدۂ سہو امام کے ساتھ نہ کرے؛ بلکہ آخر صلوٰۃ میں کرے اور اس وقت بیٹھا رہے اور اگر امام کے ساتھ بھی سجدۂ سہو کر لے تو پھر بھی آخر نماز میں دوبارہ سجدۂ سہو کرے اور نماز صحیح ہے۔ (درمختار)(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۰۰)

نابینا جس کی ایک رکعت امام کی غلطی سے رہ جائے:

سوال: ظہر کی نماز میں امام سہواً درمیانی قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا، جماعت میں ایک نابینا بھی تھا، وہ اپنی یاد کے موافق تشہد پڑھنے لگا اور بوجہ بے بصر ہونے کے امام کی متابعت نہ کی۔ الغرض نابینا فرض وواجب ادا کرتا ہوا قعدۂ اخیرہ میں امام سے جا ملا اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو بھی کیا، پھر امام نے سلام پھیرا تو یہ نابینا اس خیال سے کہ میں پیچھے رہ گیا تھا کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت ادا کی جو اس کی پانچویں تھی۔ آیا اس کی نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

اگر اس نابینا نے آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۳۸۳)

---

(۱) وکذا اللاحق لکنه یسجد فی آخر صلاته ولو سجد مع إمامه أعاده. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السهو: ۲/۵٤۷، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

قال الشامي: لأنه فی غیر أوانه ولاتفسد صلاته. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۵٤۷، مکتبة زکریادیوبند، انیس)

(۲) یعنی اس پانچویں رکعت میں سجدۂ سہو کیا، تب تو نماز ہو گئی، ورنہ واجب الاعادہ ہے۔

وکذا اللاحق لکنه یسجد فی آخر صلاته ولو سجد مع إمامه أعاده. (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السهو: ۱/۱۰۲، مکتبة کراچی، انیس)

ولاحقا برکعة فسجد إمامه للسهو فإنه یقضی رکعة بلا قراءة؛ لأنه لاحق ویتشهد ویسجد للسهو، إلخ. (ردالمحتار، باب سجود السهو: ۱/٦۹٦، ظفیر)

مسبوق اور سجدۂ سہو:

سوال: اگر کسی کی ایک رکعت چھوٹ گئی ہو، اس رکعت میں امام صاحب سے کوئی واجب چھوٹ گیا ہو؛ اس لیے امام صاحب سلام کے بعد سجدۂ سہو کریں تو کیا یہ سجدۂ سہو اس شخص پر بھی واجب ہے، جو اس رکعت میں شامل نہیں تھا؟

(محمد عظیم، حیدرآباد)

الجواب

سلام تک امام کی اتباع واجب ہے؛ اس لیے وہ شخص بھی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد چھوٹی ہوئی رکعت کو پورا کرے گا۔

”والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقًا سواء كان السهو قبل الإقتداء أو بعده،ثم يقضي مافاته“. (۱)

(کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۶)

مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے:

سوال: مسبوق اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دے، تو تین صورتیں لکھی ہیں، اگر قبل امام، یا مع الامام سلام پھیرا ہو تو نماز بلا سجدۂ سہو درست ہے اور اگر بعد امام پھیرا تو بلا سجدۂ سہو اعادہ لازم ہوگا۔ مع امام کے کیا معنی ہے؟

الجواب

امام سے اگر کچھ بھی بعد ہو تو سجدۂ سہو مسبوق پر لازم ہو جاتا ہے؛ اسی لیے شامی میں فرمایا کہ معیت حقیقیہ دشوار ہے اور شاذ و نادر ہے؛ اس لیے عموماً وجوب سجدۂ سہو کا حکم کیا جاتا ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۴/۳۹۹)

مسبوق نے دونوں طرف سلام پھیر دیا، پھر یاد دلانے پر کھڑا ہوا، کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام کی ہمراہ تینوں رکعت پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا، مقتدیوں میں سے ایک نے کہا کہ تیری رکعت باقی ہے، یہ کہنے سے اسے یاد آ گیا اور اس نے کھڑے ہو کر باقی ماندہ

---

(۱) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۵۴۶-۵۴۷، انیس

(۲) ولو سلم ساهيًا إن بعد إمامه لزمه السهو وإلا لا. (الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۸۷، مكتبة سعيد كراچی، انیس)

(قوله: لزمه السهو) لأنه منفرد في هٰذه الحالة (قوله وإلا لا) أي وإن سلم معه أو قبله لايلزمه؛ لأنه مقتدٍ في هاتين الحالتين. وفي شرح المنية عن المحيط إن سلم في الأولٰى مقارنًا لسلامه فلاسهو عليه؛ لأنه مقتدٍ به وبعده يلزم؛ لأنه منفرد آه ثم قال فعلٰى هٰذا يراد بالمعية حقيقتها وهو نادر الوقوع آه قلت يشير إلٰى أن الغالب لزوم السجود؛ لأن الأغلب عدم المعية وهٰذا مما يغفل عنه كثير من الناس. (رد المحتار، باب الإمامة، قبيل باب الاستخلاف: ۱/۵۶۰، ظفیر)

ایک رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا، اس صورت میں نماز ہوگی، یا نہ؟ مولوی عبدالحیؒ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ''اس صورت میں اس کی نماز نہیں ہوگی؛ کیوں کہ یاددلانے والا خارج صلوٰۃ ہے''۔

الجواب

کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت میں اس کے کہنے سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا تو نماز فاسد ہوگئی اور کچھ توقف کر کے خود یاد کر کے اٹھا تو نماز صحیح ہے۔ اگر سجدۂ سہو کر لیوے گا، نماز بلا کراہت ہو جاوے گی۔ مولانا عبدالحی مرحوم کا فتویٰ غالباً پہلی صورت کے متعلق ہوگا۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۳۸۶/۴)

امام کے ساتھ مسبوق اگر سلام پھیر دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، سجدۂ سہو کافی ہے:

سوال: مسبوق سہواً بہ معیت امام سلام پھیر کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو نماز فاسد ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

شامی، باب سجود السہو میں ہے:

(قوله: والمسبوق يسجد مع إمامه) قيد بالسجود؛ لأنه لايتابعه فى السلام بل يسجد معه ويتشهد فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء فإن سلم فإن كان عامدًا فسدت وإلا لا، ولاسجود عليه إن سلم سهوًا قبل الإمام أومعه وإن سلم بعده لزمه لكونه منفردًا حينئذ، بحر. وأراد بالمعية المقارنة وهونادرالوقوع. (كما فى شرح المنية)(۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ معیت حقیقتاً نادرالوقوع ہے، لہٰذا سلام مسبوق امام کے کچھ بعد ہی ہوگا۔ پس اگر یہ سہواً ہے تو سجدۂ سہو مسبوق پر آخری نماز میں لازم ہے اور نماز ہو جاوے گی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۷۸/۴)

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا اور سجدۂ سہو:

سوال: سلام مسبوق کی کون سی صورت میں اس پر سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے۔ مقارنت کی صورت میں، یا بعدیت کی صورت میں، بہر حال علت سجدۂ سہو کی کیا ہے؟

---

(۱) وفى القنية: قيل لمصل منفرد تقدم فتقدم بأمره إلخ فسدت صلاته وينبغى أن يمكث ساعة ثم يتقدم برأى نفسه(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳۱۳/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

حتّٰى لو امتثل أمرغيره فقيل له تقدم فتقدم، إلخ، فسدت بل يمكث ساعة ثم يتقدم برأيه. (الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۵۸۱/۱، ظفير)

(۲) رد المحتار، باب سجود السهو: ۶۹۵/۱-۶۹۶، ظفير

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

مقارنت حقیقیہ نادرالوقوع ہے؛ یعنی یہ کہ مسبوق کا سلام بالکل امام کے سلام کے ساتھ شروع ہو اور ساتھ ہی ختم ہو، اس کا نادرالوقوع ہونا ظاہر ہے اور علت سجدۂ سہو کی انفرادی ہے اور جب کہ امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد مسبوق نے سہواً سلام پھیرا تو سجدۂ سہو اس پر لازم ہے؛ کیوں کہ بعدیت یہاں متحقق ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۰۳/۴)

مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں:

سوال: ایک عالم کا کہنا ہے کہ امام کے ساتھ جس مقتدی کی ایک دو رکعت چھوٹ گئی، اگر بھولے سے امام کے ساتھ ایک طرف، یا دونوں طرف سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ دوسرے کا کہنا ہے کہ سجدۂ سہو ضروری ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مذکورہ میں اگر ٹھیک امام کے ساتھ سلام پھیرا ہے، یا کچھ پہلے پھیرا ہے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر کچھ بھی بعد میں پھیرا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد نعمت اللّٰہ قاسمی، ۱۶/۵/۱۴۱۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۸۰/۲)

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں میں کوئی واجب ترک کر دے تو اس پر سجدۂ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: اگر مسبوق امام کے ساتھ ظہر کی چوتھی رکعت میں، یا قعدہ آخری میں ملے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز ادا کرتے ہوئے اس سے کوئی واجب ترک ہو جائے، پس وہ مسبوق سجدۂ سہو کرے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

کرنا چاہیے۔(۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۹۱/۴)

---

(۱) والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقًا سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده، إلخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة سعيد كراچی، انیس)

قيد بالسجود؛ لأنه لايتابعه في السلام بل يسجد معه ويتشهد فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء فإن سلم فإن كان عامدًا فسدت وإلا لا، ولا سجود عليه إن سلم سهوًا قبل الإمام أو معه وإن سلم بعده لزمه، لكونه منفردًا حينئذ، بحر، وأراد بالمعية المقارنة وهو نادرالوقوع، كما في شرح المنية. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۶۹۶/۱، ظفير)

(۲) "ولو سلم ساهياً أن بعد إمامه السهو والا لا". (الدر المختار: ۳۵۰/۲)

(قوله وإلا لا) أي وإن سلم معه أو قبله لا يلزمه؛ لأنه مقتدٍ في هاتين الحالتين وفي شرح المنية عن المحيط إن سلم في الأولى مقارنا لسلامه فلاسهو عليه؛ لأنه مقتدبه، وبعده يلزم، لأنه منفرد، آه. (ردالمحتار: ۳۵۰/۲)

(۳) ويبدأ بقضاء ما فاته عكس المسبوق. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۸۶/۱، انیس) ==

مسبوق سے اگر باقی ماندہ رکعت میں سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم ہے:

سوال: مسبوق کو بعد ختم جماعت رکعت باقی ماندہ میں سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کرے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۹۵/۴)

مسبوق اگر اپنی بقیہ نمازوں میں قعدہ چھوڑ دے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا:

سوال: مسبوق کو امام کے ساتھ ایک رکعت ملی، مغرب کے وقت مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کیا؛ یعنی قعدہ اولیٰ نہ کیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟ اور بدونِ سجدۂ سہو کے نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں اس مسبوق پر سجدۂ سہو واجب ہے اور درصورت نہ کرنے سجدۂ سہو کے اعادہ نماز کا ضروری ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۹۷/۴)

مسبوق نے نماز مغرب میں درمیانی قعدہ ترک کر دیا تو اس پر سجدہ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ ملی، دو رکعت پوری کرنے میں درمیان کا قعدہ رہ گیا تو سجدۂ سہو کرے، یا نہ کرے؟ اگر قصداً چھوڑ دے تو کچھ حرج ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ قعدہ قول معتمد پر واجب ہے، اس کو قصداً ترک نہ کیا جاوے، البتہ اگر سہواً رہ گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

== (قوله: عكس المسبوق) أي في الفروع الأربعة المذكورة فإنه إذا قضٰى ما فاته يقرأ ويسجد للسهو إذا سها فيه. (ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في أحكام المدرک والمسبوق: ۵۵۷/۱، ظفير)

(۱) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتى يثني ويتعوذ، الخ، فيما يقضيه. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۸۶/۱، مكتبة سعيد كراچي، انيس)

(قوله: حتٰى يثني، إلخ) تفريع علٰى قوله منفرد فيما يقضيه بعد فراغ إمامه ... حتٰى لو ترک القراءة فسدت، إلخ، و يلزمه السجود إذا سها فيما يقضيه. (رد المحتار، باب الإمامة، مطلب في المسبوق واللاحق: ۵۵۷/۱، ظفير)

(۲) والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده ثم يقضي ما فاته ولو سها فيه سجد ثانيًا. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة سعيد، كراچي، انيس)

(ولو سها فيه) أي فيما يقضيه بعد فراغ الإمام يسجد ثانيًا؛ لأنه منفرد وفيه المنفرد يسجد لسهوه. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۶۹۵/۱، ظفير)

فی الشامی (۱/۶۲۴): قال فی شرح المنية: ولو لم يقعد جاز استحساناً لا قياسا ولم يلزمه سجود السهو لكون الركعة أولیٰ من وجه.(۱)

۱۵/رمضان ۱۳۴۸ھ (امداد الاحکام: ۲/۲۹۹)

مسبوق سے سہو ہو جائے:

سوال: اگر فرض نماز کی ایک، یا دو رکعت چھوٹ جائے اور چھوٹی ہوئی رکعتیں مکمل کرتے وقت اس میں کچھ غلطی ہو جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟ (محمد عبدالعظیم صدیقی، ظہیرآباد)

الجواب

جس شخص کی امام کے ساتھ ابتدائی نماز چھوٹ گئی ہو، اسے مسبوق کہتے ہیں، امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق جن چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرتا ہے، ان میں اس کی حیثیت تنہا نماز ادا کرنے والے کی ہوتی ہے، لہٰذا اگر اس درمیان میں کوئی بھول ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ علامہ شرنبلالیؒ فرماتے ہیں:

"والمقيم إذا سها في باقي صلاته، الأصح لزوم سجود السهو؛ لأنه صار منفردًا حكمًا".(۲)

(کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۶-۴۴۷)

مقتدی کوئی رکن بھول جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر مقتدی امام کے پیچھے کوئی رکن نماز کا بھول جاوے، مثلاً رکوع، سجدہ، التحیات بھول جاوے تو اس کو پورا کرے، یا سجدۂ سہو کرے؟

الجواب

امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی رکن مثل رکوع، یا سجدہ کے ترک ہو تو اس کو نماز میں، یا بعد نماز کے پورا کرے اور اگر امام کے پیچھے کوئی واجب ترک ہوا، مثل التحیات کے تو اس کا اعادہ بعد میں نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب نہیں ہے، **کما فی الدر المختار: لا بسهوه أصلاً.**(۳)

أی لا قبل السلام للزوم مخالفة الإمام ولا بعده لخروجه من الصلاة بسلام الإمام،إلخ، وروى ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ليس علی من خلف الإمام سهواً.(شامی)(۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۰۴)

---

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب فی أحكام المسبوق والمدرک: ۲/۳۴۷، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۲) حاشية الطحطاوی علی مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ۴۶۵، انیس

(۳) الدر المختار: ۲/۱۰۱، مکتبة سعید کراچی، انیس

(۴) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۶۹۵، ظفیر

سجدۂ سہو میں مقتدی کی نماز تبعاً کامل ہوتی ہے:

سجدۂ سہو میں آپ کی رائے سے توافق کرتا ہوں کہ صلوٰۃ مقتدی تبعاً کامل ہوتی ہے، اعادہ کا استخراج صاحب فہم نے کیا ہے اور کسی کی رائے اس طرف نہیں گئی۔

(مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد قلمی، مکتوب نمبر:۲۶) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۸۰)

مقتدی کے ترک واجب سے سجدۂ سہو:

(از تتمہ)

سوال: مقتدی کے واجب ترک سے امام پر سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، یا نہیں؟ اور اگر سجدۂ سہو لازم نہ آیا تو مقتدی کی نماز میں کچھ خرابی پہنچی، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد صغیر خاں میانجی مقام اوسیا ضلع غازیپور، ۳۰/ اگست ۱۹۴۶ء)

الجواب ــــــــــــــــــــ

مقتدی کے واجب ترک کرنے سے پر سجدۂ سہو نہیں آتا، مقتدی کی نماز میں نقصان آتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۳/۳۹۷)

مقتدی سے نماز میں بھول ہوجائے:

سوال: مقتدی جماعت کی نماز میں پہلی رکعت ختم ہوجانے کے بعد دوسری، تیسری، یا چوتھی رکعت میں شریک ہوا، قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد سکوت کے بجائے امام کے پیچھے بھولے سے درودِ ابراہیمی اور دعاءِ ماثورہ پڑھ لے، ایسے شخص کو چھوٹی ہوئی رکعات پڑھنے کے بعد اپنے قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو کرنا پڑے گا، یا نہیں؟ (محمد ابراہیم، سکندر آباد)

الجواب ــــــــــــــــــــ

مقتدی پر اپنے سہو کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ امام کا تابع ہوتا ہے، اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہوا تو مقتدی سجدۂ سہو ادا کرے گا۔ جو صورت آپ نے دریافت کی ہے، اس میں سہو پیش آنے کے وقت وہ مقتدی تھا اور امام کی اتباع میں نماز ادا کر رہا تھا؛ اس لیے اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

یجب السهو بهما أي بالجهر والمخافتة مطلقاً...على منفرد...ومقتد بسهو إمامه إن سجد إمامه لوجوب المتابعة لا بسهوه أصلاً". (۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۴۷)

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مکتبة سعید کراچی، انیس

امام سے پہلے مقتدی کا سجدۂ سہو:

سوال: ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، امام کو سجدۂ سہو لاحق نہیں ہوا اور مقتدی نے کوئی ایسی غلطی کی جس سے سجدۂ سہو لازم آ گیا اور مقتدی نے امام کے پیچھے بوجہ جہالت کے سجدۂ سہو کیا تو کیا اس کی نماز ہو گئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اس کے ذمہ سجدۂ سہو لازم نہیں تھا، اگر امام کے سلام سے پہلے اس نے مستقلاً سجدۂ سہو کیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ (۱)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۵۴)

کیا مقتدی کی قرأت سے سجدۂ سہو واجب ہوگا:

سوال: اگر امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت کرلے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟ (خان فیروز خان، نظام آباد)

الجواب ــــــــــــــــــــ

اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ ''جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو''۔ (۲) نیز رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ''امام کی قرأت مقتدی کی طرف سے بھی ہے''۔ (۳)

اس لیے حنفیہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرآن مجید نہیں پڑھنا چاہیے؛ بلکہ اس طرح قرآن پڑھنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"من قرأ خلف الإمام فقد أخطأ الفطرة". (۴) (جس نے امام کے پیچھے قرآن پڑھا، اس نے خلاف فطرت کام کیا)۔

البتہ چوں کہ مقتدی نماز میں امام کے تابع ہوتا ہے؛ اس لیے مقتدی کی غلطی سے اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ ''وسهو المقتدى لايوجب السهو''. (۵) اس لیے اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۸)

---

(۱) وإنما لم يلزم المأموم سهو نفسه؛ لأنه لو سجد وحده، كان مخالفًا لإمامه إن سجد قبل السلام، وإن أخره إلىٰ ما بعد سلام الإمام يخرج من الصلاة بسلام الإمام؛ لانه سلام عمد ممن لاسهو عليه، ولو تابعه الامام ينقلب التبع أصلاً". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۱۷۷، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۲) ﴿وإذا قرء القران فاستمعوا له وأنصتوا له لعلكم ترحمون﴾ (سورة الأعراف: ۲۰۴، انيس)

(۳) عن جابر بن عبد الله أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فقراءة الإمام قراءة. (شرح معانى الآثار، فى باب القراءة خلف الإمام: ۱/۱۵۹، مكتبة أشرفية ديوبند، انيس)

(۴) الكبيرى: ۵۲۷

(۵) الكبيرى: ۴۶۵

مختلف مقامات پر سجدۂ سہو کے احکام

تکبیر تحریمہ آہستہ کہنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں:

سوال: امام صاحب نے تکبیر تحریمہ بآواز بلند نہ کہا، اسماع غیر نہیں ہوا اور دوسری تکبیرات بآواز کہا، تب سجدہ سہو واجب ہے، یا نہیں؟ نیز اگر امام صاحب پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا، پھر بھی سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہوگئی، یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ امام صاحب نماز میں ترک مستحبات پر بھی سجدۂ سہو کر سکتا ہے، نماز میں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

تکبیرات آہستہ کہنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، مستحب کے چھوڑنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، (۱) اگر اس گمان سے سجدۂ سہو کر لیا کہ واجب ہوگیا تھا، تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

"لو ظن الإمام السهو فسجد له، فتابعه، فبان أن لا سهو، فالأشبه الفساد لاقتدائه في موضع الانفراد". (۲)

"(قوله: فالأشبه الفساد) وفي الفيض: وقيل: لا تفسد، وبه يفتىٰ، وفي البحر عن الظهيرية: قال الفقيه أبو الليث: في زماننا لا تفسد؛ لأن الجهل في القراء غالب". (ردالمحتار: ۱/۴۰۳) (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱۰/۱/۱۳۹۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۰۴)

ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں:

سوال: دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھ رہا ہوں، دوسری رکعت میں بجائے زانو پر ہاتھ رکھنے کے، نیت باندھ لی؛ مگر فوراً یاد آ گیا، کیا سجدۂ سہو کرنا چاہیے، جب کہ وقفہ تین تسبیح سے کم لگا ہو؟

---

(۱) ولا يجب السجود إلا بترك واجب، أو تأخيره أو تأخير ركن ... ولا يجب بترك التعوذ والبسملة في الأولىٰ والثناء وتكبيرات الانتقالات. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۶، رشيدية)

(۲) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۲/۳۵۰، مكتبة ز، ديوبند، انيس

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، باب الامامة: ۱/۵۹۹، سعيد

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۰۵)

بجائے ثنا درود شریف پڑھنے کا حکم:

سوال: نماز میں بعد تحریمہ بجائے ثنا اگر درود شریف پڑھ لیا جائے تو کیا حکم ہے؟ بعد اتمام قرأت حالت قیام میں قبل رکوع ''برحمتک یاأرحم الراحمین'' پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ

حامداً و مصلیاً و مسلماً:

فی الدر: قرأ بالفارسیة أو التوراة أو الإنجیل إن قصداً تفسد وإن ذکراً لا. (۲)

وفی الرد: أن الصلاة یمنع فیها عن غیر القراءة والذکر قطعا وما کان قصة ولم تثبت قرآنیته لم یکن قراءة ولا ذکرًا فیفسد بخلاف ما إذا کان ذکرا فإنه وإن ثبت لم تثبت قرآنیته لم یکن کلاما لکونه ذکراً لکن إن اقتصر علیه تفسد وإن قرأ معه من المتواتر ما تجوز به الصلاة فلا. (ردالمحتار: ۱/۳۲۶)(۳)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ دونوں صورتوں میں نماز ہوگئی، فاسد نہ ہوئی، جس کی فقہی دلیل یہ ہے کہ مفسدات صلوٰۃ میں سے کلام ناس ہے، نہ کہ ذکر اور درود شریف، نیز ''برحمتک یا أرحم الراحمین'' از قبیل ذکر ہے، نہ کہ کلام ناس؛ بلکہ نفل نمازوں میں تو بحالت قیام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اذکار وادعیۂ کثیرہ مثلاً ''اللّٰھم إنی ظلمت نفسی'' الخ، ''إنی وجھت'' الخ اور سید الاستغفار وغیرہ کا پڑھنا ثابت ہے اور فرض نمازوں میں گو ان اذکار وادعیہ کے پڑھنے کی اجازت نہیں؛ لیکن اگر کوئی پڑھ لے تو مفسد بھی نہ ہوں گے: اس لیے کہ جو عمل فرض کے لیے مفسد نہیں، نفل کے لیے بھی مفسد نہیں اور جو نفل کے لیے مفسد نہیں، فرض کے لیے مفسد نہیں اور نفل نمازوں میں اذکار کثیرہ کا پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور فقہاء حنفیہ بھی بالاتفاق اس کے قائل ہیں۔ (کمافی البدائع)(۴)

(۱) ولا یجب السجود إلا بترک واجب أو تاخیره، أو تاخیر رکن أو تقدیمه، أو تکراره أو تغییر واجب بأن یجهر فیما یخافت، وفی الحقیقة وجوبه بشئ واحد، وهو ترک الواجب، کذا فی الکافی''. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/۱۲۶، رشیدیة)

(۲) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۷٤، مکتبة سعید کراچی، انیس

(۳) رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب فی حکم القراءة بالفارسیة أو الإنجیل: ۱/۳۲٦، نعمانیة، دیوبند

(٤) عن ابن عمر أن النبی صلی الله علیه وسلم کان إذا افتتح الصلاة قال: وجهت، إلخ، ==

علی ہذا فرض ونفل تمام نمازوں کے اسباب سجدۂ سہو متحد ہیں اور نفل میں قبل فاتحہ ذکر سے سجدۂ سہو کا واجب نہ ہونا مسلم ہے، لہذا فرض میں بھی ذکر قبل فاتحہ سجدہ سہو کا موجب نہ ہوگا اور درود شریف ذکر ہے، جس کی شان نماز کا عدم افساد ہے، جس کی بہت واضح دلیل نماز میں درود کی مشروعیت ومسنونیت ہے۔ نیز درمختار اور شامی میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔ خلاصۂ دلیل یہ ہے کہ حدیث شریف، نیز مذاہب ائمہ سے ثابت ہے کہ قبل از فاتحہ ذکر نہ موجب فساد ہے، نہ موجب سجدۂ سہو اور درود شریف اسی ذکر کے افراد میں سے ہے۔

كما فى الدر: سمع إسم الله تعالىٰ فقال: جل جلاله أو النبى صلى الله عليه وسلم فصلىٰ عليه أو قراء ة الإمام فقال: صدق الله ورسوله تفسد إن قصد جوابه. (۱)

وفى الرد: لولم يقصد الجواب بل قصد الثناء والتعظيم لا تفسد، إلخ. (شامى: ۴۱۸/۱)(۲)

وأيضا فى الدرالمختار مع ردالمحتار: والدعاء بما يشبه كلامنا، هو ماليس فى القرآن ولا فى السنة، ولا يستحيل طلبه من العباد، فإن ورد فيهما، أو استحال طلبه لم يفسد، كما فى البحر. (شامى: ۴۱۷/۱)(۳) **والله أعلم بالصواب**

کتبہ: عبداللہ غفرلہ ۲۵/۲/۱۴۱۱ھ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۵۲۰/۲-۵۲۲)

سورۂ فاتحہ سے پہلے درود پڑھ لے:

سوال: اگر تحریمہ باندھنے کے بعد اور تعوذ وتسمیہ پڑھنے سے پہلے غلطی سے کوئی دوسری سورت، یا درود شریف تلاوت کرلے، پھر خیال آنے پر ثنا اور تعوذ وتسمیہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی سورت ملالے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے تو اس کی نماز ہوجائے گی، یا لوٹانی پڑے گی؟　　　(خلیل الرحمان، مدینہ مسجد، محبوب نگر)

الجواب

چوں کہ پہلے درود شریف، یا سورۂ فاتحہ کے بجائے دوسری سورت پڑھنے کی وجہ سے وہ تاخیر رکن، یا تاخیر واجب کا مرتکب ہوا؛ اس لیے اس پر سجدۂ سہو واجب ہوا، (۴) سجدۂ سہو کرلے تو نماز ادا ہوجائے گی، نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(کتاب الفتاویٰ: ۴۲۹/۲)

== سبحانك اللهم وبحمدك، إلخ والشافعى زاد عليه مارواه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قوله اللهم إنى ظلمت نفسى ظلماً كثيراً، إلخ وفى بعض الروايات: اللهم أنت الملك لا إله إلا أنت، أنت ربى وأنا عبدك وأنا علىٰ عهدك ووعدك، إلخ. (بدائع الصنائع، فى كيفية وضع اليدين: ۴۷۱/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۱) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۹۸/۱، مكتبة سعيد كراچى، انيس

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۳۸۱/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۳) الدرالمختار مع ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۴۱۶/۱-۴۱۷، نعمانية، ديوبند

(۴) ولا يجب سجود إلا بترك واجب أو تأخيره. (الفتاوى الهندية، الباب الثانى عشر فى سجود السهو: ۱۲۶/۱)

سورۂ فاتحہ مکمل پڑھنا واجب ہے:

سوال: نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے تو مکمل سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے؟ اگر مصلی سورہ فاتحہ کی ایک آیت بھول جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہے؟ اور سورہ فاتحہ کے ساتھ ملائی جانے والی سورہ کی ایک آیت کو سہواً دو مرتبہ پڑھ دے تو کیا تکرار واجب قرار پا کر سجدۂ سہو لازم ہوگا؟ (سید مصطفیٰ)

الجواب ــــــــــــــــــــ

جی ہاں! مکمل سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، اگر کوئی آیت بھول جائے تو ترک واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہے،(۱) اگر سورہ فاتحہ کے ساتھ پڑھی جانے والی سورہ کی ایک آیت کو دو مرتبہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔(۲)

(کتاب الفتاویٰ:۲/۴۳۰)

قرأت سورۂ فاتحہ نوافل وسنن میں:

سوال: تمام نوافل وسنن وفرائض کی اول دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور اخیر کی دو رکعت میں بھی واجب ہے، یا نہیں؟ اگر اخیر کی دو رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز درست ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نہیں، درست ہوگی۔(۳) (فتاویٰ دار العلوم:۴/۴۱۶، ۴۱۷)

سورۂ فاتحہ کا نہ پڑھنا یاد آ جائے:

سوال: فرض نماز ہو کہ سنت، پہلی رکعت ہو کہ دوسری رکعت، انفرادی نماز ادا کرتے ہوئے ضم سورت کی قرأت

---

(۱) اکثر متون میں یہ بات درج ہے کہ اکثر سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، اگر کوئی آیت چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب نہیں؛ لیکن ''قہستانی'' میں امام اعظمؒ کا مسلک نقل کیا گیا ہے کہ مکمل سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، لہذا اگر کوئی آیت بھی چھوٹ جائے تو ترک واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہے؛ لیکن فتوی پہلے قول پر ہے کہ سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ہاں! اگر سجدۂ سہو کر لے تو بہتر ہے۔

''وقرأة فاتحة الكتاب فيسجد للسهو بترک أكثرها لا أقلها، ولكن في المجتبیٰ: يسجد بترک آيةً منها وهو أولیٰ. (الدر المختار) في القهستاني: إنها بتمامها واجبة عنده فأما عندهما فأكثر ها. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱۴۹/۲، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس)

(۲) إذا كرر آية واحدة مرارًا إن كان في التطوع الذی يصليه وحده فذالک غير مكروه، وإن كان في الفريضة فهو مكروه، وهٰذا في حالة الاختيار أما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به. (الحلبی الكبير، تتمات فيما يكره من القرأة في الصلاة: ٤٦٢)

(۳) یعنی فرائض کی اخیری دو رکعتوں میں فاتحہ واجب نہیں ہے، پس اگر اخیری دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز درست ہوگی، البتہ وتر، سنن اور نوافل کی تمام رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ امین

کے وقت خیال آیا کہ شاید سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہیں کی گئی تو کیا ضم سورت کو درمیان میں چھوڑ کر پھر سے سورۂ فاتحہ پڑھ کر ضم سورت کرنی چاہیے؟ (نادر المسدوسی، مغلپورہ)

الجواب

سورۂ فاتحہ کے نہ پڑھنے کا خیال غالب گمان کے درجہ میں ضم سورت کے وقت آئے؛ بلکہ رکوع کے بعد بھی آئے تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر ضم سورت کی جائے، اگر رکوع کے بعد یہ بات یاد آئی تو فاتحہ اور ضم سورت کر کے دوبارہ رکوع کرے گا اور ہر دو صورت میں واجب کی ترتیب میں خلاف ورزی اور واجب، یا رکن میں تاخیر کی وجہ سے اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے گا۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"فلو تذكر ولو بعد الرفع من الركوع عاد، ثم أعاد الركوع أنه في تذكر الفاتحة يعيد السورة أيضا". (۱) (کتاب الفتاویٰ: ۴۳۲/۲)

ثنا پڑھ کر رکوع کیا، پھر یاد آیا کہ قرأت رہ گیا:

سوال: زید نے نیت باندھ کر "سبحان" یعنی "**سبحانک اللّٰهم**" پڑھ کر رکوع کیا، تسبیح پڑھ کر یاد آیا کہ قرأت نہیں پڑھی۔ اب اس کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

(۱) پڑھنا چاہیے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۱۵/۴-۴۱۶)

فاتحہ وقرأت کے درمیان کس قدر تاخیر سے سجدۂ سہو ہوتا ہے:

سوال: در بہشتی زیور مرقوم است کہ اگر تاخیر قدر سہ بار سبحان اللہ گفتن درمیان فاتحہ وسورۃ شد سہو واجب میشود، ودیگر فقہا دیر قدر تسبیح می فرمایند، پس کدامے قول معتبر است؟

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۵٤٤/۲

(۲) یعنی رکوع سے کھڑا ہو کر قرأت کرے، پھر رکوع دوبارہ کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ امین

ولو تذكرها (أى السورة) في ركوعه قرأها (أى بعد عوده إلى القيام) وأعاد الركوع. (الدر المختار مع رد المحتار، فصل القراءة: ۲۵٥/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

فقد ظهر أن إيقاع الركوع قبل القراءة أصلاً أو قبل قراءة الواجب يلزم به سجود السهو، لكن إذا لم يعد الركوع يسقط سجود السهو لفساد الصلٰوة، وإن أعاده صحت، ويسجد للسهو. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو تحت قوله لوجوب تقديمها: ۵٤۳/۲-۵٤٤، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

ولو قدم الركوع على القراءة لزمه السجود لكن لايعتد بالركوع، فيفرض إعادته بعد القراءة. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱۲۷/۱)

الجواب

ایں چہ در بہشتی زیور است ہماں است مختار محققین۔(۱)قال فی شرح المینۃ:فالصحیح أن قدر زیادۃ الحرف ونحوہ غیرمعتبرفی جنس ما یجب بہ سجود السھووإنما المعتبرقدرما یؤدی فیہ رکن کما فی الجھر فیما یخافت وعکسہ وکما فی التفکر حال الشک ونحوہ،الخ.(ص: ۳۲۱)فقط(فتاویٰ دارالعلوم:۳۸۸/۴-۳۸۹)

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش رہے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر امام، یا منفرد الحمد پڑھ کر بقدر پڑھنے ایک آیت طویل، یا سہ آیت قلیل کے دانستہ خاموش کھڑا رہ کر بعد میں ضم سورہ کرے تو اس پر سجدۂ سہو لازم آئے گا، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو اس پر لازم ہے، کما قال فی الدر المختار:وتفکرہ عمدًا حتی شغلہ عن رکن.(۲)وتحقیقہ فی الشامی. فقط(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۸۶/۴-۳۸۷)

سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان کتنی تاخیر پر سجدۂ سہو ہے:

سوال: فرض نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ وآمین بقدر تین تسبیح ٹھہرا، اس سوچ میں کہ کون سی سورت پڑھوں، بعدہ کوئی سورت پڑھی، آیا ایسی حالت میں سجدۂ سہو لازم ہوا، یا نہیں؟

(المستفتی:محمد صغیر خاں موضع پوسٹ اوسیا، ضلع غازیپور)

الجواب

بعض فقہا نے سجدۂ سہو کا حکم دیا ہے، کر لینا چاہیے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ(کفایت المفتی:۳۹۸/۳)

فاتحہ اور درمیانی قعدہ میں تحیات کے بعد کتنی تاخیر سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے:

سوال: فاتحہ کے بعد اور دوسری رکعت میں تشہد کے بعد اور تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کے وقت کتنے توقف سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے؟

(۱) ترجمہ سوال: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر فاتحہ اور سورۃ کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر تاخیر ہو تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے اور دوسرے فقہا تسبیح کے بقدر فرماتے ہیں تو کون سا قول معتبر ہے۔انیس

ترجمہ جواب: بہشتی زیور میں جو لکھا ہے، وہی محققین کا پسندیدہ قول ہے۔انیس

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار،باب سجود السھو: ۶۹۳/۱،ظفیر

(۳) ولایجب السجود إلا بترک واجب،أوتأخیرہ أوتأخیر رکن...ولایجب بترک التعوذ والبسملۃ فی الأولیٰ والثناء وتکبیرات الانتقالات.(الفتاویٰ الھندیۃ،الباب الثانی عشرفی سجود السھو: ۱۲۶/۱،رشیدیۃ،انیس)

الجواب

بقدر ادائے رکن اگر توقف سہواً کیا جاوے گا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

وتأخير قيام إلى الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن. (الدر المختار)(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۸۰/۴)

سنن ونوافل میں ضم سورت کا حکم:

سوال: آیا سنن ونوافل میں ترک ضم سورۃ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا اور وتر کو اس بارے میں حکم فرائض کا دیا جائے گا، یا سنن کا کہ وتر میں بھی ترک ضم سے سجدہ آوے؟

الجواب

ضم سورت، یا فاتحہ نوافل وسنن میں مثل فرائض کے واجب ہے، ترک سے سجدۂ سہو آوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(تالیفات رشیدیہ، ص: ۳۲۸)

پہلی رکعت میں ضم سورت بھول جائے تو کیا کرے:

سوال: سنت، یا نفل، یا فرض کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سہواً سورۃ نہیں ملائی اور رکوع کر دیا۔ کیا اب قیام کی طرف لوٹے، یا سجدے میں جائے؟

الجواب

قومہ کر کے سجدے میں جاوے اور آخر نماز میں سجدۂ سہو کرے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۹۷/۴-۳۹۸)

سورت بھولنے والے کو رکوع سے عود کر جانے کا حکم:

سوال: نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھی اور سورت ملانے کو بھول گیا جب رکوع میں گیا اور تسبیح پڑھنے لگا، یا تسبیح پڑھ چکا، تب یاد ہوئی کہ سورت نہیں ملائی، اب قیام کی طرف عود کرے اور سورت پڑھے اور پھر رکوع کرے، تب سجدہ میں جاوے، یا بلا سورت ملائے رکوع سے سجدے میں چلا جاوے، اولیٰ کیا ہے؟ بینوا توجروا فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۶۹۴/۱، ظفير

(۲) علامہ شامی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورت پڑھے، پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے، گو یہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدۂ سہو کر لے، جیسا کہ جواب میں مذکور ہے۔

"بترک... واجب سهوًا كركوع قبل قراءة الواجب لوجوب تقديمها ثم إنما يتحقق الترك بالسجود فلو تذكر ولو بعد الرفع من الركوع عاد ثم أعاد الركوع. (مختصرًا من الدر المختار على رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۵۴۳/۲-۵۴۴، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(قوله عاد) أي إلى القيام ليقرأ. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۵۴۴/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)==

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں قیام کی طرف عود کرے اور سورت ملائے، پھر رکوع کرے، تب سجدہ میں جاوے۔(۱)

فی الدر المختار، باب سجود السهو: كركوع قبل قراءة الواجب (إلى قوله) فلو تذكرو لو بعد الرفع من الركوع عاد، ثم أعاد الركوع، آه. (۲)

۵ / ربیع الاول ۱۳۲۷ھ تتمہ اولیٰ، ص: ۱۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۴۳-۵۴۴)

رکوع میں یاد آیا کہ سورت نہیں پڑھی تو کیا کرے:

سوال: ایک شخص چار رکعت فرض پڑھ رہا تھا، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا بھول گیا اور سیدھا رکوع میں چلا گیا، پھر رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا کہ سورت نہیں پڑھی تو کیا ایسی صورت میں رکوع میں یاد آنے کے بعد سورت پڑھنے کی طرف نہ لوٹنے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس صورت میں جب کہ اس کو رکوع میں یاد آیا کہ میں نے سورت نہیں ملائی تو اس کو چاہیے کہ قیام کی طرف لوٹ کر سورت پڑھ کر رکوع کا اعادہ کرلے اور سجدۂ سہو کرلے؛ لیکن اگر وہ قیام کی طرف نہیں لوٹا؛ بلکہ نماز جاری رکھی تو نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ سجدۂ سہو واجب ہے۔

ولو تذكرها في ركوعه قرأها وأعاد الركوع (قوله: ولو تذكرها) أي السورة (قوله: قرأها) أي بعد عوده إلى القيام، إلخ. (۳)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر وہ شخص سورت پڑھنے کے لیے قیام کی طرف لوٹا تو اس صورت میں سورت پڑھنے کے

== شامی نے دونوں صورتوں کا تذکرہ کیا ہے کہ کل قرأت ترک ہوجائے، یا صرف سورت۔

أما إذا قرأ الفاتحة مثلاً ثم ركع فتذكر السورة فعاد فقرأها، الخ. (أيضاً) (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۵۴۳، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

دوسری جگہ کی عبارت یہ ہے: ولو ترك سورة أوليي العشاء مثلاً ولو عمدًا قرأها وجوبًا وقيل ندبًا مع الفاتحة جهرًا في الأخريين، إلخ، ولو تذكرها في ركوعه قرأها وأعاد الركوع. (الدر المختار)

(قوله ولو تذكرها) أي السورة (قوله قرأها) أي بعد عوده إلى القيام (قوله: وأعاد الركوع) لأن ما يقع من القراءة في الصلاة يكون فرضًا فيرتفض الركوع ويلزمه إعادته؛ لأن الترتيب بين القراءة و الركوع فرض كما مر في الواجبات، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار، فصل في القراءة: ۲/۲۵۵، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۱) یہ اولیٰ صورت کا بیان ہے۔ (شامی: ۱/۵۰۰-۶۹۳)

اور یہ بھی جائز ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم جدید: ۴/۳۹۸، سعید)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۵۴۳-۵۴۴، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس

(۳) الدر المختار مع الرد، فصل القراءة: ۲/۲۵۵، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

بعد رکوع کا اعادہ ضروری ہے اور اگر اس نے رکوع نہیں لوٹایا تو نماز فاسد ہوگی۔ غالباً آپ کو اسی سے غلط فہمی ہوئی کہ سورت پڑھنے کی طرف نہ لوٹنے سے نماز فاسد ہوگی، حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ: ۱/۴۵۸-۴۵۹)

سورت پڑھنا بھول جائے:

سوال (۱) زید (امام) نے بحالت قیام سورہ فاتحہ پڑھی تھی کہ رکوع میں بلاتکبیر کہے چلا گیا، ابھی تکبیر کہنا چاہ رہا تھا کہ سورہ ملانے کا خیال آیا، اب وہ رکوع ہی کی حالت میں سورہ ملا لیتا ہے، کیا زید کی نماز اس صورت میں صحیح ہو جائے گی، کبھی بحالت تنہائی بلاقرأت بھی پڑھ لیتا ہے، کیا اس طرح نماز ہو جائے گی؟

(۲)　زید امامت کر رہا تھا، لزوم سہو کے باوجود سجدہ سہو کئے بغیر نماز پوری کر لیتا ہے اور اسی طرح کبھی عدم لزوم سجدہ کر لیتا ہے، کیا یہ صورتیں درست ہوں گی؟

هو المصوب

(۱)　پہلی صورت میں اگر سجد سہو کر لیا ہے تو نماز درست ہوگی ورنہ اعادہ لازم ہے،(۱) بغیر قرأت کے نماز درست نہ ہوگی۔ الحمد کے بعد اگر سورہ نہیں ملائی ہے تو سجدہ سہو کر لینے کے بعد نماز درست ہو جائے گی۔

(۲)　پہلی صورت میں نماز نہ ہوگی، اعادہ لازم ہوگا۔(۲) دوسری صورت میں نماز درست ہو جائے ہوگی؛ لیکن یہ عمل صحیح نہیں ہے، سجدہ سہو ترک واجب، تاخیر واجب، تاخیر رکن کی وجہ لازم ہوتا ہے۔(۳) اگر ان امور کے پائے جاتے ہوئے سجدہ سہو نہ کرے تو نماز کا اعادہ لازم ہوگا، ان صورتوں میں علاوہ سجدہ سہو کرنا درست نہیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۷۰-۷۱)

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ ملانا بھول گیا اور سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہوگئی:

سوال:　فرض کی پہلی دو رکعتوں میں، یا ایک رکعت میں سورۃ ملانا بھول گیا، سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہوگئی، یا نہ؟

الجواب

سورت ملانا واجب ہے، اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔

---

(۱)　وفی الخلاصة: إذا رکع ولم یقرأ السورة رفع رأسه وقرأ السورة وأعاد الرکوع وعلیه السهو وهو الصحیح. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو... ثم واجبات الصلاة: ۱/۱۲۶، انیس)

(۲)　(لها واجبات) لا تفسد بترکها وتعاد وجوباً فی العمد والسهو إن لم یسجد له. (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/٤٥٦، دار الفکر بیروت، انیس)

(۳)　لایجب السجود إلا بترک واجب أو تأخیره أو تأخیر رکن أو تقدیمه أو تکراره أو تغییر واجب بأن یجهر فیما یخافت وفی الحقیقة وجوبه بشئ واحد وهو ترک الواجب. (الفتاویٰ الهندیة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/۱۲٦)

پس صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۹۹/۴)

چار رکعت کی پہلی دو رکعت میں ضم سورت نہ کرنے پر بعد کی دو رکعتوں میں ضم سورت کا حکم:

سوال: فرض ظہر میں پہلے دونوں رکعتوں میں ضم سورہ نہیں کیا، دونوں رکعت اخیرہ میں ضم سورت کرے، یا نہیں؟ اور سجدہ سہو کرے، یا نہیں؟ فقط

الجواب

کرنا جائز ہے اور واجب ہونے میں اختلاف ہے؛ لیکن سجدہ سہو ہر حال میں ہے؛ کیوں کہ واجب ترک ہوا۔

فی الدرالمختار،بحث القراءة:ولوترک سورة أوليي العشاء مثلا ولوعمداً قرأ ها وجوبا وقيل ندبا.

وفی رد المحتار:ويسجد للسهو لوساهيا وليعم الرباعية السريّة،آه.(۲)

۱۷/محرم ۱۳۲۴ھ (امداد:۶۹/۱) (امدادالفتاویٰ جدید:۵۳۱/۱)

پہلی دو رکعتوں میں سہو کی وجہ سے دوسری دو رکعتوں میں قرأت کے اعادہ کی تحقیق:

سوال: نماز ظہر میں سہواً ابتدائی رکعات میں ضم سورت سے قاصر رہا؛ لیکن قعدۂ اولیٰ میں اس کو تنبہ ہو گیا، اب بقیہ دو رکعتوں میں اس نے عمداً ضم سورت نہ کی اور یہ سمجھا کہ اب کیا ضرورت ہے، سجدۂ سہو کر لوں گا، چناں چہ سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟ اور بعد سہو خالی رکعات میں ضم سورت کر لینا بطور اعادہ کے واجب تھا، یا کیا؟

الجواب

فی الدرالمختار:(ولوترک سورة أوليي العشاء)مثلا ولوعمداً(قرأها وجوباً)وقيل ندباً(مع الفاتحة جهرًا فی الأخريين).(۳)

فی ردالمحتار تحت(قوله مثلاًزاده (إلى قوله) وليعم الرباعية السرية) فإنه يأتی بها فی الأخريين أيضاً،أفاده ط،وإنما خص المصنف العشاء بالذکرلمکان قوله جهراً،إلخ.

وتحت (قوله:وجوباً وقيل ندباً)بعد بحث طويل والحاصل أن اختيارصاحب الفتح والبحر والنهرالندب؛لأنه صريح کلام محمد.(۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اخریین میں ضم سورت مستحب تھا، اگر نہ کیا، تب بھی درست ہے اور سجدہ سہو دونوں حال میں ہے، **لترکه تعيين الأولیين للسورة وکان واجباً.**

۱۰/رمضان ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ،ص:۴۷) (امدادالفتاویٰ جدید:۲۶۱/۱)

(۱) ولو قرأ الفاتحة وحدها وترک السورة يجب عليه سجود السهو.(الفتاوىٰ الهندية،کتاب الصلاة،الباب الثانی عشر فی سجود السهو:۱۲۶/۱،ظفير)

(۲-۳) الدرالمختارمع رد المحتار،باب صفة الصلاة،فصل فی القراءة:۲۵٤/۲،مکتبة زکريا ديوبند،انيس

(۴) ردالمحتار،فصل فی القراءة،مطلب فی الکلام علی الجهرو المخافتة:۵۳٤/۱-۵۳٦،دار الفکر،انيس

پہلی دو رکعتوں میں سورت بھول جانے سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: "وإن قرء الفاتحة (فی صلاۃ العشاء فی الأولیین) ولم یزد علیها،قرأ فی الأخریین الفاتحة والسورة وجهر". (الهداية)(۱)

اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ نفس قرأت سورت فوت ہونے سے بعد والی رکعات میں فرض نمازوں میں تلافی ہوسکتی ہے تو کوئی شخص پہلی ایک رکعت، یا دونوں رکعت میں ضم سورت کی تلافی کرسکتا ہے، یا نہیں؟ اسی طرح مغرب کی تیسری رکعت میں تلافی ہوسکتی ہے؟ اگر پہلی، یا دوسری رکعت میں ضم سورت بھول جائے اور جہری طور پر پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟ اور اگر کوئی شخص کوئی اور سورت علاوہ فاتحہ کے پڑھ لے (ایک، یا دونوں رکعت میں) تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

پہلی دونوں رکعتوں میں اگر ضم سورت بھول جائے، یا مغرب کی پہلی رکعت میں بھول جائے تو اخیر کی دو میں اور مغرب کی تیسری میں فاتحہ کے بعد ضم سورت کرے اور جہر بھی کرے۔

لوترک السورة فی رکعة من أولیی المغرب أوفی جمیع أولیی العشاء،قرأها:أی السورة وجوباً علی الأصح فی الأخریین من العشاء والثالثة من المغرب مع الفاتحة،جهراً بهما علی الأصح،ویقدم الفاتحة،ثم یقرأ السورة،وهو الأشبه" مراقی الفلاح.(۲)

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۳/۷)

فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں سورہ بھول جائے تو سجدۂ سہو:

سوال: اگر امام فرض نماز کی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ پڑھنا عصر، یا ظہر میں بھول جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟　　　(جنید بک ڈپو، مشیر آباد)

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت نہ ملائے تو سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہے۔

"ولو قرأ الفاتحة وحدها وترک السورة یجب علیه سجود السهو".(۳)

اس میں جہری اور سری نماز میں کوئی فرق نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴۳۲/۲-۴۳۳)

---

(۱)　الهداية،کتاب الصلاة،فصل فی القراءة: ۱۱۶/۱،مکتبه شرکة علمية ملتان

(۲)　مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، کتاب الصلاة،فصل فی بیان واجب الصلاة،ص: ۲۵۴-۲۵۵، قديمی

(۳)　الفتاوی الهندية،کتاب الصلاة،الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱۲۶/۱،انیس

صرف سورۂ فاتحہ، یا صرف سورہ پڑھ کر رکوع کیا تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر کوئی آدمی صبح کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے یا الحمد چھوڑ کر کوئی سورۃ پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے تو کیا حکم ہے؟

الجواب

دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے، نماز ہوگئی۔(۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۱۳)

بھول سے کوئی سورت شروع کی، پھر دوسری سورت پڑھی تو اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں:

سوال: امام نے تراویح کے اخیر دوگانہ کی پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے قل أعوذ کہہ کر فوراً تبت یدا کہا تھا کہ ایک مقتدی نے بطور بتلانے کے قل أعوذ برب الفلق پوری سورت پڑھ دی اور دوسری رکعت بھی تمام کر دی؛ مگر سجدۂ سہو نہ کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی، یا دوگانہ مذکور کا اعادہ کرنا ہوگا؟ اور یہ کہ سجدۂ سہو ضروری ہے کہ نہیں؟

الجواب

اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(کذا فی الد رالمختار)(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۳۷۵)

ایک سورۃ کی ایک آیت پڑھ کر دوسری سورت پڑھنے پر سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: نمازی نے نماز سنت میں پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ فلق پڑھا اور دوسری رکعت میں بھول کر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق سے ایک آیت پڑھ کر یاد آنے پر سورۂ فلق چھوڑ کر سورۂ ناس پڑھا، آیا اس نماز میں سجدۂ سہو واجب ہوا کہ نہیں؟ (المستفتی: محمد صغیر خاں میانجی، مقام اوسیا ضلع غازیپور)

الجواب

اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں، نہ فرض نماز میں نہ سنت میں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۳/۳۹۷)

---

(۱) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد و السهو،إلخ،وهي،إلخ، قراء ة فاتحة الكتاب فيسجد للسهوبترک أكثرها لا أقلها لكن في المجتبٰى يسجد بترک آية منها وهو أولٰى،إلخ،وضم أقصرصورة.(الدرالمختار علٰى هامش رد المحتار،باب صفة الصلاة: ۱/۴۲۴،ظفير)(مطلب واجبات الصلاة،انيس)

(۲) وفي القنية قرأ في الأولٰى الكافرون وفي الثانية ألم تر،وتبت ثم ذكر يتم وقيل يقطع و يبدأ(الدرالمختارعلٰى هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۲/۲۶۸،مكتبة زكريا،ديوبند،انيس)

قوله:(ثم ذكر يتم)أفاد أن التنكيس أو الفصل بالقصيرة إنما يكره إذا كان عن قصد فلو سهوًا فلا،كما في شرح المنية وإذا انتفت الكراهة فإعراضه عن التي شرع فيها لاينبغي.(رد المحتار، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،فصل في القراء ة،مطلب الإستماع للقرآن فرض كفاية: ۲/۲۶۹،مكتبة زكرياديوبند،انيس)

سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدۂ سہو

سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ لازم ہے، یا نہیں:

سوال: سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔

کما فی الشامی: (قوله: وکذا ترک تکریرها) فلو قرأها فی رکعة من الأولیین مرتین وجب سجود السهو لتأخیر الواجب وهو السورة، کما فی الذخیرة وغیرها. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۹۶/۴)

سورۂ فاتحہ مکرر پڑھنے سے اعادۂ نماز کا وجوب:

سوال: زید نے انفراداً مغرب کی نماز میں اول رکعت میں الحمد سری پڑھی، کل الحمد پڑھنے کے بعد اس کو خیال آیا کہ جہر سے پڑھنی چاہیے تھی، دوبارہ اس نے الحمد شریف جہر سے پڑھی اور بغیر سجدۂ سہو کئے ہوئے سلام پھیر دیا، آیا اس صورت میں نماز ادا ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

واجب الاعادہ ہے؛ کیوں کہ اس نے واجب کا ترک کیا اور وہ واجب (۲) جہر نہیں ہے؛ کیوں کہ منفرد پر جہر واجب نہیں؛ بلکہ وہ واجب دو امر ہیں: ایک عدم تاخیر سورہ عن الفاتحہ بمقدار ادائے رکن، دوسرا عدم تکرار فاتحہ۔

لأن فی التکرار زیادة واجب وهو موجب لسجود السهو.

فی مراقی الفلاح: لترک واجب بتقدیم أو تاخیر أو زیادة أو نقص. (۳)

وفی الطحطاوی: وأن لا یؤخر السورة عنها بمقدار أداء رکن (وفیه) ولو کرر الفاتحة أو بعضها فی إحدی الأولیین قبل السورة سجد للسهو. (۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۵۵۰/۱-۵۵۱)

---

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلوٰة، مطلب واجبات الصلوٰة: ۴۲۹/۱، ظفیر

(۲) یعنی وہ واجب، جسے ترک کیا گیا ہے جہر نہیں ہے۔ الخ

(۳-۴) فی باب سجود السهو، ص: ۴۶۰، انیس

تکرار فاتحہ سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: اگر نماز میں کسی رکعت میں بھول کر، یا قصداً سورۂ فاتحہ ایک سے زائد دفعہ پڑھی جاوے تو کیا سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اگر پہلی دو رکعت میں سہواً مسلسل مکرر پڑھا ہے تو سجدہ سہو لازم ہے، اگر اخیر کی دو رکعت میں مکرر پڑھا ہے ، یا پہلی ہی دو میں مکرر پڑھا ہے؛ مگر مسلسل نہیں؛ بلکہ ایک دفعہ سورت سے پہلے فاتحہ کو پڑھا ہے، دوبارہ پھر سورت کے بعد پڑھا ہے تو سجدۂ سہو لازم نہیں۔ عمداً پڑھنے سے بھی سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا، البتہ ایسی صورت میں نماز مکروہ ہوگی۔

ولو كررها: أي الفاتحة في الأوليين، يجب عليه سجود السهو، بخلاف مالو أعادها بعد السورة أو كررها في الأخريين، كذا في التبيين، إلخ. (الهندية: ۱۲٦/۱)(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۰۸/۷-۴۰۹)

دوبار سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ایک شکل:

سوال: زید پنجگانہ فرائض کی جہری نماز میں قوم امامت کر رہا تھا اور سورۂ فاتحہ کی تین آیتوں سے زائد کی تلاوت کر چکا تھا، اچانک اسے ہچکی آئی، بسبب ہچکی قدرے توقف ہوا، زید کے ذہن سے یہ بات خارج ہوگئی کہ سورہ فاتحہ کی تین آیتیں پڑھی جا چکی ہیں، یا دو کی تلاوت ہوئی ہے، زید نے پھر سورۂ فاتحہ ابتدا سے پڑھ کر مکمل کی اور بعد انقضائے نماز مقتدی بکر نے اعتراض کیا کہ سورہ فاتحہ کی تکرار سے سجدہ سہو واجب تھا، جو نہ کرنے سے نماز فاسد ہوگئی، جب کہ امام زید کا کہنا ہے کہ تکرار کی یہ صورت نہیں ہے؛ بلکہ سورۂ فاتحہ مکمل پڑھ لینے کے بعد اعادہ کیا جاتا ہے، تب تکرار ہوتی ہے اور سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

هو المصوب ــــــــــــــــــــ

یہ تکرار کی صورت نہیں ہے؛ بلکہ لوٹانا اصلاح کی نیت سے ہے؛ اس لیے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱۳۶/۳-۱۳۷)

دوبار سورۂ فاتحہ پڑھے:

سوال: تراویح کی نماز میں حافظ صاحب نے آخری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر سورۂ ناس اور پھر سورۂ فاتحہ اور آلم سے المفلحون تک پڑھ کر نماز ختم کردی۔ نماز ہوگی، یا نہیں؟

(۱) الفتاوى الهندية، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱۲٦/۱، رشيديه

هو المصوب

سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔(۱)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱۳۶/۳)

تکرار اکثر فاتحہ اور اعادۂ تشہد سے سجدۂ سہو کا واجب ہونا:

سوال: نماز میں اول، یا ثانی رکعت میں سورہ فاتحہ میں کوئی غلطی سے پڑھا گیا، یا شک ہوا، اس کلمہ میں غلط پڑھنے کے بعد قرأت کثیر سے سورہ فاتحہ کا اعادہ کیا، قرأت کے ماقبل کلمہ مذکورہ سے واسطے تصحیح کلمہ مذکور کے جس سے تکرار کثیر سورۂ فاتحہ کا لازم آیا، کیا یہ تکرار جو واسطے تصحیح کلمہ مذکور کے ہے، عذر واسطے رفع کراہت تکرار کثیر فاتحہ کے ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا تو ہر نماز کا اعادہ واجب ہوگا، یا سجدہ سہو کا؟

اسی طرح قعدۂ اولی میں تشہد کا کوئی کلمہ غیر صحیح پڑھا گیا، یا شک ہوا کہ غیر صحیح پڑھا گیا، پھر چند کلمات کے ساتھ اس کلمہ کو تصحیح کے لیے اعادہ کیا، ماقبل اس کلمہ کے، کیا یہ اعادہ زیادتی فی التشہد کے حکم میں ہے، یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر اعادہ نماز ہوگا، یا سجدۂ سہو؟

الجواب

فی الهندیة (۸۰/۱): ولو كررها في الأوليين يجب عليه سجود السهو بخلاف ما لو أعادها بعد السورة أو كررها في الأخريين، كذا في التبيين... ولو قرأ أكثرها ثم أعادها ساهيًا فهو بمنزلة مالو قرأها مرتين، كذا في الظهيرية... الافتتاح فأعاد التكبير والثناء ثم تذكر كان عليه السهو ولايكون الثانية استقبالاً وقطعا للأولى. (۲)

وفي الهندية (۸۱/۱): ولو كرر التشهد في القعدة الأولىٰ فعليه السهو. (۳)

روایت اولی سے معلوم ہوا کہ اگر سورت سے قبل فاتحہ کا تکرار کیا جاوے تو موجب سہو ہے اور بعد سورت کے اعادہ فاتحہ کا موجب سہو واجب ہوگا اور اگر اکثر حصہ نہیں پڑھا تھا تو اعادہ سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ سورۃ فاتحہ کل، یا اکثر پڑھنے کے بعد کتنی فاتحہ کے اعادہ سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، سو اس کی تصریح نہیں ملی، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بعض اقل فاتحہ پڑھ کر اس کا اعادہ موجب سہو نہیں، اسی طرح اکثر، یا کل پڑھ کر بھی اقل کا اعادہ

---

(۱) وكررها في الأوليين يجب عليه سجود السهو بخلاف ما لو أعادها بعد السورة أو كررها في الأخريين كذا في التبيين. (الفتاویٰ الهندية، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ثم واجبات الصلاة: ۱۲۶/۱، انیس)

(۲) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، واجبات الصلاة: ۱۲۶/۱، انیس

(۳) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، واجبات الصلاة ۱: ۱۲۷، انیس

موجب سہو نہ ہوگا؛ لیکن جزئیہ نہیں ملا؛ لیکن طحطاوی علی مراقی الفلاح کی اس عبارت سے متبادر یہ ہے کہ مطلقاً بعض فاتحہ کا تکرار بھی مثل کل فاتحہ کے تکرار کے موجب سہو ہے؛ لیکن اس بعض مطلق کو آیت واحدہ کے ساتھ مقید کیا جاوے گا؛ کیوں کہ اس سے قبل تو غیر معتبر ہے۔

قال: ولو كرر الفاتحة أو بعضها في إحدى الأوليين قبل السورة سجد للسهو، آه. (۲۶۷/۱)

وفي الدر في بيان واجبات الصلاة: وهي قراة فاتحة الكتب فيسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها لٰكن في المجتبى: يسجد بترك آية منها وهو أولىٰ. قلت: وعليه فكل آية واجبة ككل تكبيرة عيد وتعديل ركن واتيان كل وترك تكرير كل، آه. (۴۷۷/۱)(۱)

قلت: فلما كان كل آية منها واجباً فتكرر آية منها يوجب سجود السهو لكونه تاخيراً في الواجب الثاني أي تاخير اللآية الثانية عن محلها والله اعلم وفي شرح المنية: وكذالو قرأ الفاتحة إلا حرفًا ثم أعاد لاسهوعليه، كذا في الخلاصة. (۹۴۳/۱)

قال الشيخ: وهٰذا راجح عندي ويمكن ارحاع كلام الطحطاوي إليه. قلت: ولكن لم ينشرح (ووجه عدم الانشراح كون ما في الظهرية مخالفا له صريحا كمامر ذكره، فإنه واجب السهو في إعادة الفاتحة بغير قراء ة أكثرها وشارح المنية لايوجبه ولوقرأ كلها إلا حرفا ولا شك أن الاحتياط في إيجاب السهو والذي يظهر لي أن ما في الظهيرية أيضاً لايوافق قول الإمام بل هو مبني على قولهما فإن الواجب عند هما أكثر الفاتحة وعند الإمام كل آية منهما واجبة، كما ذكره في الدر، فينبغي إيجاب السهو بتكرار آية منهما كما يدل عليه كلام الطحطاوي المار قد جعلت الشافعية ترتيب آيات الفاتحة والموالاة بينهما شرطاً وعد و أكل آية منهما ركنا فالأحوط ما قاله في الدر: أن كل آية منهما واجبة وإذا كان كذلك فتكرر آية منهما يوجب التاب خيرفي الثانية وهي واجبة فيجب السهو لتأ خيرالواجب. ظ)به صدري بعد والحل الله يحدث بعد ذلك أمراً والله أعلم

اور روایت ثانیہ سے معلوم ہوا کہ شک کی وجہ سے اعادہ کی صورت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یاد آجاوے کہ پہلے صحیح پڑھا تھا تو وہ تکرار موجب سہو ہے، ورنہ نہیں اور روایت ثالثہ سے تشہد کے اعادہ کا بھی موجب سہو ہونا معلوم ہوا اور فاتحہ پر قیاس کر کے یہاں تفصیل مذکور ہوگی، ہر حال میں اعادہ موجب سہو نہ ہوگا؛ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ مقدار رکن کا اعادہ ہو جائے تو سجدہ سہو ہوگا۔ واللہ اعلم

عبدالکریم عفی عنہ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ، ۱۲/ رمضان ۱۳۴۴ھ (امداد الاحکام: ۲۹۵/۲)

---

(۱) رد المحتار، مطلب كل صلاة أديت مع الكراهة التحريم تجب إعادتها: ۱۴۹/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

سورۂ فاتحہ کی ایک آیت کا تکرار:

سوال (الف) نماز میں سورہ فاتحہ واجب ہے تو کیا اس کی ہر آیت واجب ہے؟

(ب) اگر کوئی مصلی سورہ فاتحہ کی ایک آیت سہواً دو مرتبہ پڑھے تو کیا تکرار واجب قرار پا کر اس مصلی پر سجدۂ سہو لازم ہوگا؟ (سید محمد مصطفیٰ)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

(الف) جی ہاں! پوری سورۂ فاتحہ کی قرأت واجب ہے، مسئلہ اختلافی ہے؛ لیکن فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے کہ ان کے نزدیک پوری سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔(۱)

(ب) سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا؛ کیوں کہ آیت کا عذر کی بنا پر تکرار مکروہ نہیں، بلا عذر مکروہ ہے؛ لیکن اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔(۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۳۱)

فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کی تکرار سے سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں:

سوال: امام صاحب نے عشا کی نماز پڑھانے میں غلطی سے، یا بھول سے پہلی رکعت، یا دوسری رکعت میں لگاتار دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ دی اور آخر میں سجدۂ سہو نہیں کیا، جب کہ ان کتابوں میں سجدۂ سہو واجب بتایا گیا ہے، کتابوں کے نام اور مصنف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)	آسان فقہ پہلا حصہ (اردو)	مصنف محمد یوسف صاحب اصلاحی
(۲)	مسائل سجدۂ سہو پہلا حصہ (اردو)	مصنف مولانا حبیب الرحمٰن خیر آبادی
(۳)	آئینۂ نماز (اردو)	مصنف عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

---

(۱) قوله قراءة الفاتحة فيسجد بترک أكثرها لا أقلها ،لكن في المجتبى:يسجد بترک آيةً منها،وهو أولىٰ قلت: وعليه فكل آية واجبة.(الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار،مطلب واجبات الصلاة:۱٤٩/۲ ،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

"(قوله:بترک أكثرها)يفيد أن الواجب الأكثر ولايعرى عن تأمل.بحر.و في القهستاني:أنها بتمامها واجبة عنده، وأما عندهما فأكثرها،ولذا لايجب السهو بنسيان الباقي ...(قوله عليه)أى و بناء علىٰ ما في المجتبى،فكل آية واجبة وفيه نظر؛لأن الظاهرأن ما في المجتبٰى مبنى علىٰ قول الإمام بأنها بتمامها واجبة،وذكرالآية تمثيل لا تقييد إذ بترک شيئ منها آية أو أقل ولوحرفًا لايكون آتيا بكلها الذى هو الواجب كما أن الواجب ضم ثلاث آيات فلوقرأ دونها كان تاركًا للواجب،أفاده الرحمتي.(ردالمحتار،مطلب واجبات الصلاة:۱٤٩/۲ ،مكتبة زكرياديوبند، انيس)

(۲) "لايجب السجود إلا بترک واجب أوتأخيره...أوتكراره".(الفتاوٰى الهندية،الباب الثانى عشر فى سجود السهو: ۱۲٦/۱،انيس)

(۴) سنی بہشتی زیور (اردو) مصنف خلیل احمد صاحب

ان کتابوں میں دوبارہ لگاتار سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب بتایا گیا ہے؛ لیکن فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کہ لگاتار دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، کس کو صحیح مانا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ امام صاحب نے پہلی، یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ مکرر پڑھ کر سورت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا؛ اس لیے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے، اس میں تکرار سورۂ فاتحہ کی وجہ سے تاخیر ہوئی اور واجب میں تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے۔

شامی میں ہے:

"فلو قرأها في ركعة من الأوليين مرتين وجب سجود السهو لتأخير الواجب وهو السورة كما في الذخيرة وغيرها". (ردالمحتار: ۱۵۲/۲)(۱)

سوال میں فتاویٰ قاضی خاں کے حوالہ سے جو لکھا گیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی تکرار سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد پھر سورۂ فاتحہ پڑھی؛ کیوں کہ اس صورت میں واجب کی ادائیگی میں تاخیر لازم نہیں آئی، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لمبی سورت پڑھ دی جائے، یہی مسئلہ شامی وغیرہ میں لکھا ہے۔ جہاں تک سورت سے قبل تکرار سورۂ فاتحہ کی بات ہے تو فتاویٰ قاضی خاں میں بھی ایسی صورت میں سجدۂ سہو کو واجب قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو! قاضی خاں کی عبارت:

"ومنها إذا قرأ في الأوليين أو في إحداهما الفاتحة ثم الفاتحة ثم السورة ولو قرأ الفاتحة ثم السورة ثم الفاتحة لاسهو عليه وقيل بأنه يلزمه السهو". (فتاویٰ قاضی خان: ۱۲۱/۱)(۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۴۱۴/۴/۱۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۷۷-۴۷۸)

☆ ☆ ☆

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب واجبات الصلاۃ: ۱۵۲/۲، انیس

(۲) کتاب الصلاۃ، باب فی سجود السهو، انیس

قرأت میں جہر وسر سے سجدۂ سہو

جہری نماز میں آہستہ پڑھنے سے سجدۂ سہو:

سوال: جمعہ وغیرہ جن نمازوں میں قرأت بالجہر کا حکم ہے، ان میں اگر بھول کر آہستہ پڑھے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

جس میں جہر واجب نہیں ہے، اس میں ترک جہر سے سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا اور جس میں جہر واجب ہے، جیسے: جمعہ، اس میں ترک جہر سے سجدۂ سہو لازم ہوگا؛(۱) مگر جمعہ کے اندر سجدۂ سہو کا حکم نہیں ہے۔(۲) **وباقی التفصیل یطلب من کتب الفقه.** فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۰۳)

جہری نماز میں قرأت سراً کرنے سے سجدۂ سہو:

سوال: فرض نماز جہر والی میں ایک رکعت پڑھ کر دوسری رکعت میں امام جہر بھول گیا اور خاموشی سے سورۂ فاتحہ پڑھی اور سورت بھی پڑھی، سورت پڑھنے کے دوران میں جب کہ آدھی سے زیادہ پڑھ چکے اور یاد آگئی تو باقی سورت جہر سے پڑھی جائے، یا نہیں؟ اگر یاد آنے کے بعد جہر نہیں کیا تو نماز ناقص تو نہ ہوئی اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز صحیح ہوگئی، یا نہیں؟ کراہت دار، یا بلا کراہت؟

مسئلہ نمبر: ۳۸ بہشتی زیور حصہ دوسرا، سجدۂ سہو کے بیان میں: فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں، یا ایک میں الحمد پڑھنی بھول گئی، چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔

(المستفتی:۲۵۸۹، انعام الٰہی صاحب (دہلی) ۹/ربیع الاول ۱۳۵۹ھ، ۱۸/اپریل ۱۹۴۰ء)

---

(۱) **والجهر فيما يخافت فيه) للإمام (وعكسه) لكل مصلّ في الأصح، والأصح تقديره (بقدرما تجوز به الصلاة في الفصلين. وقيل) قائله قاضيخان يجب السهو (بهما) أي بالجهر والمخافتة (مطلقاً) أي قل أو كثر. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۱، دارالفكر بيروت)**

(۲) **(والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) و المختار عند المتأخرين عدمه في الأولیين لدفع الفتنة، كما في جمعة البحر. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۹۲، دارالفكر بيروت، انيس)**

الجواب

اگر جہری نماز میں قرأت سرا پڑھ لی جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔(۱) اگر قرأت بھولے سے آہستہ پڑھنی شروع کردی اور درمیان میں یاد آیا کہ نماز جہری ہے؛ مگر باقی قرأت بھی آہستہ ہی پوری کرلی، جب بھی سجدۂ سہو سے نماز صحیح ہوگئی، بشرطیکہ جتنی قرأت آہستہ پڑھی تھی، وہ جواز نماز کے لیے کافی ہو اور اسے یاد آنے پر جہر کرنا چاہیے؛ مگر از سرنو فاتحہ اور سورت جہر سے پڑھے اور سجدۂ سہو کرلے، یہ نہ کرے کہ جہاں پر یاد آیا، وہیں سے جہر شروع کردے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۴۱۸/۱۷)

نماز عشا کی چار رکعتوں میں قصداً، یا سہواً جہر کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام نے نماز عشا کی چار رکعتوں میں قرأت بالجہر کیا اور سجدۂ سہو نہ کیا، اس نماز کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

عشا کی رکعتیں آخرین میں اسرار واجب ہے، لہٰذا اس اسرار کے ترک کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا، جب کہ یہ ترک سہواً ہو، ورنہ اعادہ واجب ہوگا۔

"قال فی شرح التنویر: (والجهر فيما يخافت فيه) للإمام. (الدر المختار: ۶۹٤/۱)(۲)

والاسرار يجب على الإمام والمنفرد فيما يسر فيه، وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والأخريان من العشاء. (ردالمحتار: ٤۳۷/۱)(۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۳۹/۲)

عشا کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو:

سوال (۱) اگر کوئی امام عشا کی اخیر رکعتوں میں جہر کرے تو سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

"السر فيما يسر والجهر فيما يجهر واجب" کا قاعدہ تو سجدۂ سہو کو چاہتا ہے اور چوں کہ فی نفسہ قرأت ان میں واجب نہیں، لہٰذا واجب نہ ہونا چاہیے؛ کیوں کہ واجب ماننے سے زیادتی صفت علی الذات لازم آتی ہے۔

(۱) والجهر فيما يخافت فيه) الإمام (وعكسه) لكل مصل فى الأصح، والأصح تقديره (بقدر ما تجوز به الصلاة فى الفصلين. وقيل) قائله قاضى خان يجب السهو (بهما) أى الجهر والمخافة (مطلقًا) أى قل أو كثر (وهو ظاهر الرواية. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۸۱/۲-۸۲، دار الفكر بيروت، انيس)

وفى الشامية: "وقال فى شرح المنية": والصحيح ظاهر الرواية، وهو التقدير بما تجوز به الصلاة من غير تفرقة، إلخ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۸۲/۲، ط: سعيد)

(۲) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۸۱/۲، دار الفكر بيروت، انيس

ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر سے سجدۂ سہو:

(۲)　اور ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، یا نہ؟

الجواب

(۱)　اس صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا؛ کیوں کہ عشا کی اُخریین میں اگر قرأت پڑھے تو سر لازم ہے، جیسا کہ شامی میں ''ویسر فی غیرها'' کی تفسیر میں لکھا ہے:

(قوله: ویسر فی غیرها) وهو الثالثة من المغرب والأخریان من العشاء، إلخ. (۱)

پس عشا کی اخریین میں اگر چہ قرأت واجب نہیں ہے؛ لیکن اگر قرأت کرے تو اخفا لازم ہے۔

(۲)　اور ظہر کی اخریین میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۹/۴-۳۹۰)

سری نماز میں دو آیتیں جہراً پڑھے:

سوال (۱) سری نماز میں دو، یا تین آیت جہر کر دیا، یا جہری نماز میں دو، یا تین آیت سر کر دیا تو کیا سجدۂ سہو لازم آئے گا؟

(۲)　تیسری، یا چوتھی رکعت بھولے سے سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورہ بھی ملالی تو سجدۂ سہو لازم آئے گا، یا نہیں؟

هو المصوب

(۱)　سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (۳)

(۲)　سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔ (۴)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱۳۹/۳-۱۴۰)

ظہر وعصر میں زور سے قرأت:

سوال:　امام اگر ظہر، یا عصر کی نماز میں غلطی سے زور سے قرأت کرنے لگے تو کتنی مقدار پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

(محمد یوسف، قاضی پورہ)

---

(۱)　رد المحتار، کتاب الصلاة، فصل فی القراءة: ۴۹۷/۱

(۲)　ولو جهر الإمام فیما یخافت أو خافت فیما یجهر تلزمه سجدتا السهو؛ لأن الجهر فی موضعه والمخافتة فی موضعها من الواجبات. (الهدایة، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۴۱/۱، ظفیر)

(۳)　(والجهر فیما یخافت فیه) للإمام (وعکسه) لکل مصل فی الأصح. والأصح تقدیره (بقدر ما تجوز به الصلاة فی الفصلین. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۸۱/۲، دار الفکر بیروت، انیس)

یجب السهو (بهما) أی بالجهر والمخافتة (مطلقاً) أی قل أو أکثر (وهو ظاهر الروایة). (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۸۱/۲-۸۲، دار الفکر بیروت، انیس)

(۴)　وفی أظهر الروایات لا یجب سجود السهو لأن القراءة فیهما مشروعة من غیر تقدیر والاقتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب. (ردالمحتار: ۱۵۰/۲، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

الجواب

سورۂ فاتحہ کی ابتدائی تین آیات؛ یعنی ﴿مالک یوم الدین﴾ تک اگر جہر کے ساتھ پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اس سلسلہ میں اصول یہی ہے کہ تین آیات، یا تین چھوٹی آیت کے جہر کے بجائے سر، سری کے بجائے جہر سے پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے۔

"...قیل یعتبر فی الفصلین بقدر ما تجوز به الصلاة، وهو الأصح". (۱)

لیکن یہ حکم امام کے لیے ہے، جو شخص تنہا نماز ادا کررہا ہو، اگر وہ فجر، مغرب، یا عشا کو سراً پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب نہیں، البتہ ظہر وعصر میں جہر سے قرأت کردے تو راجح قول پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؛ کیوں کہ راجح یہی ہے کہ سری نمازوں میں تنہا نماز ادا کرنے والے کے لیے سراً نماز ادا کرنا واجب ہے۔ (۲) ہاں! اگر اعوذ باللہ، بسم اللہ اور آمین کو زور سے کہہ دے تو اس میں بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (۳) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۳۳-۴۳۴)

تیسری رکعت میں زور سے قرأت:

سوال: امام نے تیسری رکعت میں زور سے قرأت شروع کردی تو کیا حکم ہوگا؟ (محمد یوسف، قاضی پورہ)

الجواب

سجدۂ سہو واجب ہوگا؛ کیوں کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں آہستہ قرآن مجید پڑھنا واجب ہے اور واجب کے ترک کرنے پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔

"والجهر للإمام والإسرار للكل فيما يجهر فيه ويسر. (۴)

والإسرار يجب على الإمام والمنفرد فيما يسر فيه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والأخريان من العشاء وصلاة الكسوف والاستسقاء". (۵) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۳۴-۴۳۵)

منفرد کا جہری نماز کی تیسری وچوتھی رکعت میں جہراً سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو:

سوال: منفرد شخص نے اپنی جہری نمازوں میں تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کو قصداً زور سے پڑھا تو نماز

---

(۱) الفتاوى الهندية: ۱/۱۲۸ (كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، انيس)

(۲) دیکھئے: الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۲۵۱

(۳) وإن جهر بالتعوذ أو بالتسمية أو التأمين لا سهو عليه. (الفتاوى الهندية، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۸، انيس)

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار، مطلب واجبات الصلاة: ۱/۷۲، مكتبة سعيد كراچي، انيس

(۵) رد المحتار، مطلب واجبات الصلاة: ۲/۱۶۳، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

ہوگی، یانہیں؟ اسی طرح اگر سنتوں میں قصداً قرأت زور سے پڑھے تو کیا حکم ہے؟ اور کیا سہوقرأت زور سے کرنے کی صورت میں سجدۂ سہو کافی ہوجائے گا؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

جس جگہ سراً پڑھنا واجب ہے، وہاں قصداً سورۂ فاتحہ زور سے پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی؛ لیکن ترک واجب کی وجہ سے مکروہ ہوگی اور اعادہ لازم ہوگا اور ایسے موقع میں سہواً زور سے پڑھنے سے سجدہ سہولازم ہوگا، (۱) اور سجدہ سہو سے نماز صحیح ہوجائے گی۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۰۶-۴۰۷)

مغرب میں سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھی، پھر یاددلانے پر سورہ آواز سے تو سجدۂ سہو کرے گا، یانہیں:

سوال: امام نے مغرب کی نماز کی نیت باندھ کر ''سبحانک'' اور سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھی، ایک مقتدی نے یاد دہانی کی غرض سے الحمد بآواز بلند کہا، تب امام نے سورۂ فاتحہ کے بعد کی سورہ کو جہر سے پڑھا اور سجدۂ سہو کیا۔ سجدۂ سہو سے نماز درست ہوئی، یانہیں؟ اور اس حالت میں سجدۂ سہوضروری تھا، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــ

اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدۂ سہواس صورت میں واجب تھا، سجدۂ سہو کرلینے سے نماز بلاکراہت صحیح ہوگئی۔ (۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۳۸۲)

جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کا جہر بھول گیا تو کیا سورۂ فاتحہ کا اعادہ کرے گا:

سوال: ایک شخص نماز جہری پڑھا رہا تھا، اس نے رکعت اولیٰ جہر کے ساتھ مکمل کی؛ مگر رکعت ثانیہ میں جہر کرنا بھول گیا، یہاں تک کہ اس نے سورہ فاتحہ پوری کرلی، پھر کسی نے پیچھے سے سبحان اللہ کے ذریعہ لقمہ دیا تو اس نے سورہ

---

(۱) عن إبراهيم النخعي رحمه الله تعالىٰ قال: سجد إذا أسر فيما يجهر فيه، أوجهر فيما يسر فيه، ذكره سحنون في المدونة بلا سند جزماً. (إعلاء السنن، باب في بقية أحكام السهو: ۷/۱۹۰-۱۹۱، مكتبة أشرفي ديوبند، انيس)

(۲) (والجهر فيما يخافت فيه) للإمام (وعكسه) لكل مصلٍّ في الأصح، والأصح تقديره بقدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين وقيل:) قائله قاضيخان (يجب السهو) (بهما) أي بالجهر والمخافتة (مطلقاً) أي قل أو كثر، إلخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۱۰۲، مكتبة سعيد كراچی، انيس)

وقال في شرح المنية: والصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوز به الصلاة من غير تفرقة؛ لأن القليل من الجهر في موضع المخافتة عفو أيضاً. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۶۹۴، ظفير)

جہر سے پڑھی؛ مگر سجدہ سہو نہ کیا؛ اس لیے نماز کا اعادہ کیا گیا، پھر دو شخص آئے، ان میں سے ایک نے جماعت اولیٰ کی ایک رکعت پائی اور دوسرے نے بالکل ہی نہیں پائی، جب دوسری مرتبہ جماعت شروع ہوئی تو ایک شخص نے کہا کہ آپ دونوں اپنی نمازیں الگ پڑھیں، اس میں آپ شرکت نہیں کر سکتے، آپ کی نماز نہیں ہوگی، کیا اس قسم کا بھی کوئی مسئلہ ہے؟ برائے مہربانی مطلع فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

حامداً ومصلیاً ومسلماً:

یہ دونوں شخص اعادہ کرنے والی جماعت کے ساتھ اپنی نماز ادا کر سکتے تھے؛ کیوں کہ صورت مسئولہ میں نماز کا اعادہ واجب تھا اور اعادہ کرنے کے بعد دوسری بار پڑھی ہوئی نماز فرض کامل ہو کر واقع ہوتی ہے۔

یؤخذ من لفظ الإعادة ومن تعریفها بمامر أنه ینوی بالثانیة الفرض؛لأن ما فعل أولا هو الفرض فإعادته فعله ثانیا أما علی القول بأن الفرض یسقط بالثانیة فظاهروأما علی القول الآخرفلأن المقصود من تکریرها ثانیاً جبرنقصان الأولٰی فالأولٰی فرض ناقص والثانیة فرض کامل مثل الأولٰی ذاتا مع زیادة وصف الکمال ولوکانت الثانیة نفلا لزم إن تجب القراء ة فی رکعاتها الأربع وأن لا تشرع الجماعة فیها ولم یذکروه ولایلزم من کونها فرضا عدم سقوط الفرض بالأولٰی؛لأن المراد أنها تکون فرضا بعد الوقوع أما قبله فالفرض هوالأولٰی وحاصله توقف الحکم بفرضیة الأولٰی علٰی عدم الإعادة وله نظائرکسلام من علیه سجود السهویخرجه خروجًا موقوفًا وکفساد الوقتیة مع تذکر الفائتة (إلٰی قوله)...ونظیرذلک القراء ة فی الصلاة فإن الفرض منها آیة والثلاث واجبة والزائد سنة وما ذاک إلا بالنظر إلٰی ما قبل الوقوع بدلیل أنه لوقرأ القرآن کله فی رکعة یقع الکل فرضًا وکذا لوأطال القیام أوالرکوع أوالسجود.(شامی: ۱/۵۳٦)(۱)

تنبیہ: حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے اور دلیل کی روشنی میں یہی راجح بھی معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ علامہ شامی اس پر مصر ہیں؛ لیکن بہت سے علما کا خیال ہے کہ بعد میں آنے والا شخص جو پہلی جماعت میں شریک نہ تھا، دوسری جماعت کے ساتھ اپنی فرض ادا نہیں کر سکتا، اگر پڑھا تو نفل ہو جائے گی، فرض الگ پڑھنی پڑے گی۔

نوٹ: اب علماء ہند کا عمل اور فتویٰ اسی آخری قول پر ہے، حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف رجوع

(۱) رد المحتار علی الدر المختار، باب قضاء الفوائت: ۲/۵۲۲_۵۲۳، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

فرمالیا ہے، چناں چہ امداد الاحکام: ۱/۷۴۷ میں ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، وہ یہی ہے کہ نو وارد جماعت میں شریک نہ ہو، حضرت مولانا (تھانوی) صاحب مدفیوضہم نے بھی اب اسی کو راجح فرمایا ہے۔(۱) واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ ریاض العلوم: ۲/۵۱۶-۵۱۸)

سورۂ فاتحہ تھوڑا سا خفیفہ پڑھنے پر فاتحہ کو لوٹانے کی اور سجدۂ سہو واجب ہونے، یا نہ ہونے کی تحقیق:

سوال: اگر منفرد نے نماز جہری شروع کی تھی اور کچھ قرأت خفی کر چکا تھا کہ کسی نے اس کی اقتدا کی تو جو پڑھ چکا ہے، اس کے اعادہ بجہر کرنے میں اختلاف ہے ، اگر چہ شامی نے عدم اعادہ کو ترجیح دی ہے؛ لیکن درمختار و بحر وغیرہ سے اعادہ مرجح معلوم ہوتا ہے، یا کہ امام غلطی سے قرأت خفی تھوڑی کر چکا تھا کہ اس کے بعد خیال آیا تو بھی اختلاف عدم اعادہ کی صورت میں تو ظاہر ہے کہ سجدۂ سہو صورت اولیٰ میں واجب نہ ہوگا اور صورت ثانیہ میں اگر مقدار ''مایجوز به الصلاة'' پڑھ چکا ہے تو واجب ہوگا؛ لیکن برتقدیر اعادہ کیا حکم ہے؟ فقہا نے لکھا ہے، جیسا کہ عالمگیری میں تصریح ہے: اگر اکثر فاتحہ پڑھ کر اعادہ کرے تو سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو آیا سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟ صورت اولیٰ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اعادہ بالقصد ہوا ہے؛ اس لیے سجدۂ سہو قصد سے واجب نہیں ہوتا؛ لیکن صورت ثانیہ میں بھی یہی حکم ہوگا کہ

(۱) سوال: امام نے مغرب کی نماز قاعدہ کے موافق تین رکعت پوری کر کے چوتھی رکعت سہواً اور پڑھا دی، بعد سلام کے مقتدیوں نے یاد دلایا کہ چار رکعت ہوئی ہیں، امام نے یہ سن کر دوبارہ پھر نماز پڑھا دی، سو یہ نماز یقیناً ادا ہوگئی ہوگی۔ اب اس میں دو بات اور قابل تحقیق ہیں:

(۱) پہلی نماز میں جو لوگ دوسری، یا تیسری، یا چوتھی رکعت میں آ کر شریک ہوئے تھے، وہ بھی اس اعادہ میں شریک ہو سکتے ہیں، یا نہیں؟

(۲) جو لوگ اس اعادہ والی نماز میں از سرِ نو شریک ہوئے ہیں، ان کی نماز بھی ہو جاوے گی، یا نہیں؟

جواب: اس کے متعلق جزئیہ تو نہیں ملا؛ لیکن قواعد سے اختلاف معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ امام کی نماز مقتدی کی نماز سے ادون ہونے کی صورت میں اقتدا صحیح نہیں اور صورت مذکورہ فی السوال (جب کوئی واجب ترک ہوا ہو) میں اعادہ کیا جاوے تو اس میں یہ اختلاف ہے کہ دوسری نماز، یا فرض واقع ہوگی، یا نماز اول کے جابر ہوتی ہے؛ اس لیے اعادہ مذکورہ کے وقت کسی نئے آدمی کی اقتدا میں اختلاف ہوگا اور چوں کہ مختار قول ثانی ہے، کما صرح فی الدرمع شرحه: ۱/٤٧٦؛ اس لیے اقتدا نہ کرنا مختار ہوگا اور جس شخص نے چوتھی رکعت میں اقتدا کی ہے، چوں کہ اس کی اقتداء صحیح نہیں ہوئی۔ (کمافی شامی: ۱/٧٨٢)

تتمة: لو اقتدیٰ به مفترض فی قیام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم یصح ولو أعاد إلی القعدة. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/٥٥٥، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

اس لیے وہ اس شخص کے مانند ہے، جو پہلی نماز میں بالکل شامل نہیں ہوا اور دوسری تیسری رکعت میں شامل ہونے والوں نے اگر اپنی وہ رکعت جس میں یہ مسبوق ہیں ادا کر لی ہے، تب تو جماعت ثانیہ میں شریک ہو جاویں اور اگر دوسری جماعت کی تیاری سن کر انھوں نے نماز توڑ دی ہے تو وہ بھی نئے اشخاص کے حکم میں ہوں گے، کما لایخفیٰ، واللہ أعلم (امداد الاحکام، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی المسبوق واللاحق: ۱/۴۵۷، مکتبہ دار العلوم، کراچی/ وکذا فی فتاویٰ محمودیہ، کتاب الصلوٰۃ: ٦/۴۴٦، ادارہ صدیق ڈابھیل)

کہا جا سکتا ہے کہ اگر چہ اعادہ کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا؛ لیکن جب مقدار ما یجوز بہ الصلوٰۃ سہواً خفی کر چکا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہو چکا ہے اور اس تلافی سے وہ رفع نہ ہوگا، یا رفع ہو جائے گا۔ شامی نے عدم اعادہ صورت اولیٰ میں ترجیح دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اعادہ فاتحہ سے سجدہ واجب ہوتا ہے؛ اس لیے اعادہ نہ کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

یہ تو معلوم ہے کہ دونوں صورتوں میں اعادہ وعدم اعادہ مختلف فیہ ہے، پس اگر اعادہ نہیں کیا گیا تو اس وقت دونوں صورتوں میں یہ تفصیل ہے کہ قائلین بعدم اعادہ کے نزدیک نماز کامل رہی اور قائلین بالاعادہ کے نزدیک نماز مکروہ ہوئی لترک الواجب اور چوں کہ یہ ترک عمداً واقع ہوا ہے؛ اس لیے سجدۂ سہو اس کا جائز نہیں ہو سکتا اور اعادۂ نماز لازم ہوگا، کما ہو مقتضیٰ القواعد اور اگر اعادہ کر لیا تو اس وقت تفصیل یہ ہے کہ قائلین بالاعادہ کے نزدیک نماز کامل ہوگی اور قائلین بعدم الاعادہ کے نزدیک نماز مکروہ ہوگی اور سجدۂ سہو سے جبر نقصان نہ ہو سکے گا، لما مر؛ مگر اقرب الی الفقہ عدم وجوب اعادہ ہے۔

ولعل وجهه أن فيه التحرز عن تكرار الفاتحة فى ركعة وتأخير الواجب عن محله وهو موجب لسجود السهو فكان مكروها وهو أسهل من لزوم الجمع بين الجهر والاسرار فى ركعة علىٰ أن كون ذلك الجمع شنيعا غير مطرد لماذكره فى آخر شرح المنية أن الإمام لو سها فخافت بالفاتحة فى الجهرية ثم تذكر يجهر بالسورة ولا يعيد ولو خافت بآية أو أكثر يتمها جهرًا ولا يعيد وفى القهستانى ولا خلاف أنه إذ جهر بأكثر الفاتحة يتمها مخافتةً كما فى الزاهدى آه أى فى الصلٰوة السرية وكون القول الأول نقله فى الخلاصة عن الأصل كما فى البحر والأصل من كتب ظاهر الرواية لايلزم منه كون الثانى لم يذكر فى كتاب آخر من كتب ظاهر الرواية فدعوى أنه ضعيف رواية ودراية غير مسلمة فافهم، آه. (ردالمحتار)(۱)

اب رہی یہ بات کہ اگر اعادہ کر لیا تو کیا حکم ہے، سو اس کا جواب یہ ہے کہ احتیاطاً اعادہ مناسب ہے، للتحرز عن الاختلاف اور اگر اعادہ نہ کرے تو نماز ہو جاوے گی، لما فيه من السعة للاختلاف المذكور فيها، رہا عالمگیری کا جزئیہ، سو وہ مطلق نہیں ہے؛ بلکہ مقید بسہو ہے اور صورت ثانیہ میں اعادہ فاتحہ سے سجدۂ سہو ساقط نہ ہوگا؛ کیوں کہ حکم اعادہ جبر نقصان کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمع بین الجہر والمخافتۃ لازم نہ آوے۔

ہذا عندنا فقط واللہ اعلم

۱۶/محرم ۱۳۲۵ھ (امداد: ۱/۸۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۳۶-۵۳۸)

سوال: منفرد نماز جہریہ کو سری پڑھ رہا ہے کچھ قرأت کر چکا تھا، مثلاً فاتحہ اور اس کے پیچھے ایک اور شخص آملا، اب

(۱) فی أول فصل القراءة: ۱/۴۹۷، سعید

یہ اول سے؛ یعنی فاتحہ سے اعادۂ قرأت کرے، جیسا کہ درمختار سے مفہوم ہوتا ہے، یا جہاں سے پڑھ رہا تھا، وہیں سے جہر کرنا شروع کردے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

درمختار میں تو دوسرے قول کی طرف بھی اشارہ ہے؛ بلکہ یہ عنوان استدراک لانے سے کسی قدر قول ثانی ترجیح کسی مترشح ہوتی ہے اور علامہ شامی کی تحقیق سے بھی قول ثانی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، خصوص آخر شرح منیہ کے جزئیہ نے اس قول کو بہت قوی کردیا اور شامی نے سب نقل کرکے بعض کی تضعیف کا بھی جواب دیا ہے۔ (۱/۵۵۵، فصل فی القراءۃ) البتہ طحاوی نے قول اول کو نقل کرکے اس پر کچھ کلام نہیں کیا، جس سے ان کا رجحان قول اول کی طرف سمجھنے کی گنجائش ہے؛ لیکن راقم کے نزدیک قول ثانی کو ترجیح ہے، **لقوۃ دلیله وضعف دعویٰ الشناعة فی الجمیع.**

۱۴/محرم ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ، ص: ۸) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۳۸-۵۳۹)

جہری نماز کی ایک رکعت میں قرأت آہستہ کی تو سجدۂ سہو واجب ہے:

سوال: مغرب کی نماز میں امام نے صرف ایک رکعت جہر سے پڑھا اور باقی رکعتوں کو آہستہ پڑھا اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

امام نے سجدۂ سہو کرلیا تو امام اور مقتدی سب کی نماز صحیح ہوئی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۶/۲/۱۳۷۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۲۲۵)

جہری نماز میں سرًّا پڑھ دیا، پھر جہر سے پڑھ دیا، تو کیا حکم ہے:

سوال: امام نے صلوٰۃ جہری میں قرأت سرًّا پڑھی، بعد میں اس کو یاد آیا کہ صلوٰۃ جہری ہے، وہ تھوڑی سی قرأت پڑھ چکا تھا؛ مگر اس نے پھر شروع ہی سے پڑھی تو اس کی نماز ہوگئی، یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو کرے، یا نہیں؟ اور اگر سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

اس کی نماز ہوگئی، اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں اور بقدر تین آیت کے اگر سرًّا پڑھی تھی تو سجدۂ سہو لازم ہے، ورنہ

(۱) ولا یجب السجود ألا بترک واجب أو تأخیره أو تأخیر رکن أو تقدیمه أو تکراره أو تغییر واجب بأن یجهر فیما یخافت. (الفتاوی الهندیه، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/۱۲۶)

نہیں اور باوجود وجوب سجدہ کے اگر سجدۂ سہو نہ کیا، تو نماز میں نقصان آیا، اعادہ واجب ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۰۸/۴)

یاد آنے، یا لقمہ دینے کے بعد جہر کہاں سے شروع اور سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: اگر جہری نماز میں امام دو تین آیتیں آہستہ پڑ گیا، بعد کو لقمہ دینے سے، یا خود اس کو یاد آ گیا، اب وہ سب کو جہر سے پڑھے، یا جہاں سے یاد آیا وہیں سے جہر شروع کردے؟ سجدۂ سہو تو کرے گا ہی؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

جہاں سے یاد آیا، وہیں سے جہر شروع کردے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۴۰۶/۷)

☆ ☆ ☆

(۱) يجب له بعد سلام واحد سجدتان (إلى قوله) بترك واجب سهو أو إن تكرر كركوع قبل قراءة الواجب (إلى أن قال) والجهر فيما يخافت فيه وعكسه بقدر ما تجوز به الصلاة۔ (التنوير مع شرحه، سجود السهو ملخصًا: ۱۰۲/۱، مكتبة سعيد، كراچي، انيس)

(۲) "سها الإمام، فخافت بالفاتحة فى الجهرية، ثم تذكر، يجهر بالسورة، ولا يعيد، ولو خافت بآية أو أكثر يتمها جهراً ولا يعيد" (الحلبى الكبير، مسائل شتى، ص: ٦١٨، سهيل اكادمى لاهور)

قرأت میں غلطی سے سجدۂ سہو

قرأت کی غلطی سے سجدۂ سہو:

سوال: اگر امام نے تراویح میں غلط پڑھنے اور مقتدی صحیح بتلائے تو امام کو سجدۂ سہو کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

اگر امام نے تراویح میں قرأت کی غلطی کی ہے تو اس کی وجہ سے سجدہ سہو کا حکم نہیں، سجدہ سہو کرنا اس مقصد کے لیے غلط ہے، امام لقمہ لے، یا نہ لے، اس سے سجدہ سہو نہیں آتا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۱۴)

بقدر واجب قرأت کے بعد قرأت میں غلطی سے سجدۂ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: اگر کوئی ضم سورۃ میں آیت کے اوپر مثلاً ﴿افواجاً﴾ پر غلطی ہو، تو سجدۂ سہو لازم ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

سجدۂ سہو نہیں آتا؛ لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ ہے تو نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر غلطی ایسی ہے، جس سے فساد نماز کا حکم ہو تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۴/۳۷۷-۳۷۸)

درمیان سے آیت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں:

سوال: سورۂ بقرہ کی آخری آیت ﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا﴾ سے نماز پڑھنا شروع کیا؛ مگر سہواً ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا﴾ چھوڑ کر آگے آخیر تک پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اس میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور نماز ہوگئی۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۰۴)

---

(۱) ”ولا يجب السهو إلا بترك واجب، أو تاخيره، أو تاخير ركن، أو تقديمه، أو تكراره، أو تغير واجب بان يجهر فيما يخافت، وفي الحقيقة وجوبه بشئ واحد، وهو ترك الواجب، كذا في الكافي“ (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲٦، رشيديه)

(۲) اس میں کوئی وجہ سجدۂ سہو کی نہیں ہے؛ اس لیے کہ کسی واجب کا ترک، یا اس کی تقدیم و تاخیر لازم نہیں آتی۔ ظفیر

درمیان میں آیتوں کے چھوٹنے پر سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: زید نے جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ کہف شروع کی، آخری رکوع میں دو ایک آیت پڑھ کر درمیان میں چھ آیت چھوڑ کر اس کے بعد کی آیت پڑھ کر نماز ختم کی۔ اخیر میں سجدۂ سہو بھی نہیں کیا، اس صورت میں نماز درست ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ایک بڑی آیت، یا تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا ادا وجوب کے لیے کافی ہے اور سورۂ الکہف کے آخری رکوع کی پہلی آیت بڑی آیت ہے؛ اس لیے جب اس نے دو آیتیں پڑھ لی اور درمیان میں پھر چھ آیتیں چھوڑ دیں تو نماز صحیح ہوئی، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں تھی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۱/۳/۱۳۷۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۲۲۷)

﴿والعادیات﴾ میں ﴿فالمغیرات﴾ چھوڑ دیا، کیا حکم ہے:

سوال: ﴿والعادیات﴾ بعد الحمد کے پڑھی؛ مگر ﴿فالمغیرات صبحاً﴾ کو چھوڑ کر سب سورت پڑھ دی، سجدۂ سہو آوے گا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ

اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/۴۰۸)

قرأت بھولنے کے بعد امام کتنی دیر خاموش کھڑا رہے گا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا:

سوال: اگر قرأت پڑھتے وقت امام بھول گیا تو کتنی دیر رکنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــ

بقدر ایک رکن کے توقف سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/۴۰۱)

---

(۱) اس لیے کہ درمیان میں آیتوں کے چھوٹنے سے معنی میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں آئی، جس سے کہ نماز خراب ہو۔ [مجاهد]

"والقاعدة عند المتقدمين أن ما غيّر المعنى تغييرًا يكون اعتقاده كفرًا يفسد في جميع ذلك". (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها،مطلب مسائل زلة القاري: ۱/۶۳۱،دار الفكر بيروت،انيس)

(۲) فلو أتم القراءة فمكث متفكرًا سهوًا ثم ركع ،إلخ، سجد للسهو (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، واجبات الصلاة: ۱/۷۲،مكتبة سعيد، كراچى،انيس)

"وتفكره عمدًا حتى شغله عن ركن". (الدر المختار،باب سجود السهو: ۱/۱۰۲،مكتبة سعيد،انيس) ==

ترتیب سور کے خلاف قرأت کا حکم:

سوال: ترتیب سور کے خلاف پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

(قوله: بترک واجب) أی من واجبات الصلاة الأصلية لا كل واجب إذ لو ترک ترتيب السور لا يلزمه شيء، إلخ. (شامی) (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۱۹)

خلاف ترتیب پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں:

سوال: اگر امام قرأت مؤخر کو مقدم کر دے تو نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدر المختار: وتقديم الفاتحة علىٰ كل السورة حتى قالوا لو قرأ حرفاً من السورة ساهياً ثم تذكر يقرأ الفاتحة ثم السورة ويلزمه سجود السهو. (۲)

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر الحمد سے پہلے بھول کر سورت پڑھے تو سجدۂ سہو آئے گا۔ فقط

کتبہ: اشفاق الرحمٰن

سوال نہایت مبہم ہے، اگر سائل کا یہی مطلب ہے، جو مفتی صاحب نے سمجھا ہے تو جواب صحیح ہے۔

عبد اللطیف عفا اللہ عنہ

سورۃ اور فاتحہ کی تقدیم وتاخیر کا یہی حکم ہے، جو حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

بندہ عبد الرحمٰن عفی عنہ۔ (کاملپوری)

اگر سائل کا یہ مقصود ہے کہ رکعات میں ترتیب قرآنی کے خلاف بھول کر، یا قصداً پڑھ دیا تو دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو نہ آئے گا، البتہ اگر بقصد ایسا کرے گا تو گنہ گار ہوگا اور اگر ایک ہی رکعت میں ناواقفی سے ترتیب قرآنی بدل گئی تب بھی سجدۂ سہو نہیں آتا۔ (۳)

خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۱۱۵-۱۱۶)

== "وأجاب فی الحلية عن وجوب السجود فی مسئلة التفكر عمدًا بأنه وجب لما يلزم منه من ترک واجب هو تأخير الركن أو الواجب عما قبله فإنه نوع سهو (رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۵۴۳، مكتبة زكريا، ظفير)

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة، ابتداء باب سجود السهو: ۲/۸۰، دار الفكر بيروت، ظفير

(۲) الدر المختار متن رد المحتار، كتاب الصلاة، باب واجبات الصلاة: ۲/۱۵۲، مكتبة زكريا، انيس

(۳) (يجب له بعد سلام واحد)... (سجدتان و)... (تشهد وسلام)... إذا كان الوقت صالحًا... بترک واجب. ==

سورۂ مقدم کو مؤخر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہے، یا نہیں:

سوال: نماز میں سورۂ مقدم مؤخر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو لازم نہیں؛ مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے۔

ويكره الفصل بسورة قصيرة و أن يقرء منكوسًا. (۱) (فتاویٰ دار العلوم: ۴/۴۱۸)

اگر ایک سورت کا کچھ حصہ پڑھ کر دوسری سورت شروع کردی تو نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے نماز فریضہ میں بعد الحمد شریف کے اس رکوع ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ﴾ کو ﴿کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ﴾ تک پڑھ کر دوسری سورت شروع کردی اور بلا سجدۂ سہو کے نماز ختم کردی تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

اگر تاخیر بقدر تحریمہ کے نہ ہوئی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۰۰)

ایک بڑی آیت سے نماز ہو جاتی ہے:

سوال: ایک آیت کلاں سے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟ ایک آیت پڑھ کر بھول گیا اور دوسری سورت پڑھنے لگا، نماز ہوئی، یا نہیں؟ رکا بالکل نہیں اور سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب

ہوگئی، ایک آیت طویل، یا چھوٹی چھوٹی تین آیتیں سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملانے سے نماز ہو جاتی ہے، سجدۂ سہو بھی لازم نہیں۔ (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۰۱)

== (قوله بترك واجب) أي من واجبات الصلوٰة الأصلية لا كل واجب إذ لو ترك ترتيب السور لايلزمه شيء مع كونه واجباً، بحر. (الدر المختار على هامش رد المحتار: ۲/۵۴۰-۵۴۳، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۱) الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل ويجهر الإمام، قبيل باب الإمامة: ۱/۸۱، مكتبة سعيد، انيس

(۲) اور نماز ہوگئی۔ ظفیر

منشا یہ ہے کہ رکوع مذکورہ حصہ پڑھنے کے بعد اگر فوراً دوسری سورۃ شروع کردی بقدر رکن تاخیر نہیں کی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

واعلم أنه إذا شغله ذلك الشك فتفكر قدر أداء ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراءة ولا تسبيح... وجب عليه سجود السهو. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/۵۶۱، ۵۶۲، مكتبة زكريا، ظفير)

(۳) وضم أقصر سورة كالكوثر أو ما قام مقامها وهو ثلاث آيات قصار نحو ﴿ثُمَّ نَظَرَ، ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ، ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ﴾ وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثًا قصارًا. (الدر المختار، مطلب في واجبات الصلاة: ۱/۷۱، مكتبة سعيد، كراچی) ==

فاتحہ کے ساتھ صرف دو چھوٹی آیت پڑھی، تو کیا حکم ہے:

سوال: نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورہ والعادیات پڑھی؛ مگر صرف اس قدر ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ٥ فَالْمُوْرِيَاتِ قَدْحًا٥﴾ پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو آئے گا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں ترکِ واجب ہوا، اگر سہواً ایسا ہوا تو سجدۂ سہو کرے اور جو سہواً نہیں ہوا تو اعادۂ نماز کرے۔(۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۰۸)

تین آیتوں سے کم میں بھول جائے، تو دوسری سورت ملائے یا نہیں:

سوال: اگر نمازی تین آیتوں سے کم میں قرأت بھول گیا اور دوسری سورۃ ملائی تو کچھ حرج ہے؟ اگر ملائی تو سجدۂ سہو کرے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔(۲) (فتاویٰ دار العلوم:۴/۴۱۲-۴۱۳)

قرأت کی تکرار سے سجدۂ سہو لازم نہیں:

سوال: نمازِ جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورۂ دہر شروع کی نصف سورہ پڑھ کر آگے نہ پڑھ سکا، دوبارہ سہ بارہ پڑھ کر اول سے تب پوری ہوئی۔ ایسی صورت میں نمازِ جمعہ بغیر سجدۂ سہو درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں نماز ہوگئی سجدۂ سہو لازم نہیں ہے۔ (کذا فی کتب الفقہ) (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۳۷)

== وهي ثلاثون حرفًا فلو قرأ اٰية طويلة قدر ثلاثين حرفًا يكون قد أتى بقدر ثلاث اٰيات. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في واجبات الصلاة: ۱۴۹/۲، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

(۱) في الدر المختار: وضم أقصر سورة كالكوثر أو ما قام مقامها، إلخ. (جميل الرحمن) (، كتاب الصلاة، في بيان واجبات الصلاة: ۷۱/۱، مكتبة سعيد كراچی، انيس)

(۲) يكره أن يفتح من ساعته كما يكره للإمام أن يلجئه إليه بل ينتقل إلٰى آية أخرىٰ لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلاة أو إلٰى سورة أخرىٰ. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۳۸۲/۲، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

(۳) يكره أن يفتح من ساعته كما يكره للإمام أن يلجئه إليه بل ينتقل إلٰى آية أخرىٰ لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة أو إلٰى سورة أخرىٰ أو يركع إذا قرأ قدر الفرض كما جزم به الزيلعي و غيره وفي رواية قدر المستحب كما رجحه الكمال، إلخ. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة: ۵۸۲/۱، ظفير)

تکرارِ قرأت ہوجائے تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص نے ایک ہی رکوع کو مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھا اور سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۰۵)

قرأت میں متشابہ کی وجہ دوبارہ پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں:

سوال: امام نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جاوے، یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی تین آیت پڑھے اور پھر یاد آنے پر، یا بوجہ بھول جانے کے ابتدا سے قرأت پڑھے تو نماز ہوجاتی ہے، یا نہیں اور سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں اور غلطی سے اگر سجدۂ سہو کرلیا، تب بھی نماز ہوگئی۔(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۳۹۳)

آیات کے دہرانے سے سجدۂ سہو نہیں لازم ہوتا:

سوال: اگر کسی نے نماز میں قرأت مکرر پڑھی، مثلاً کسی نے سورۃ النصر شروع کر کے افواجاً پر ٹھیرا، پھر دوبارہ افواجاً فسبح سے ختم کیا، سجدۂ سہو لازم ہے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو اس میں لازم نہیں آتا۔(۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۳۷۷)

---

(۱) لابأس أن يقرأ سورة ويعيدها في الثانية .(الدرالمختار على هامش ردالمحتار،كتاب الصلاة، فصل في القراءة: ۱/۵۴۶،دارالفكر بيروت،انيس)

أفاد أنه يكره تنزيهاً،وعليه يحمل جزم القنية بالكراهة،إلخ.(رد المحتار،فصل في القراءة،مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية: ۲/۵۴۶،دارالفكر بيروت،انيس)

(۲) ولو سلم ساهيًا إن بعد إمامه لزمه السهو وإلا... إلخ ولوظن الإمام السهوفسجد له فتابعه فبان أن لا سهو فالأشبه الفساد لاقتدائه في موضع الانفراد.(الدرالمختارباب الإمامة،قبيل باب الاستخلاف: ۱/۸۷،مكتبة سعيد كراچی،انيس)

وفي الفيض:وقيل لاتفسد وبه يفتى،و في البحرعن الظهيرية:قال الفقيه أبو الليث:في زماننا لاتفسد؛لأن الجهل في القراء غالب.(ردالمحتار،كتاب الصلاة،قبيل باب الاستخلاف: ۲/۳۵۰،مكتبة زكريا ،ظفير)

(۳) ويجب أيضاً تشهد وسلام...بترك واجب مما مرفي صفة الصلاة.(الدرالمختار،باب سجود السهو: ۱/۱۰۲، مكتبة سعيد كراچی،انيس)

==

آیت کے تکرار سے سجدۂ سہو لازم ہے، یا نہیں:

سوال: نمازِ تراویح میں جو کہ سنت مؤکدہ ہے، کوئی شخص، یا پیش امام حافظ (بیس آدمیوں کی جماعت میں) اگر ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدۂ سہو ضروری ہے؛ یا نہیں؟ کیونکہ اردو مفتاح الصلوٰۃ صفحہ ۸۲ر میں لکھا ہے کہ وہی آیت دو تین بار تکرار کی تو سہو کا سجدہ لازم ہے۔ درمختار جلد اول صفحہ: ۳۳۸ر میں لکھا ہے کہ سہو نمازِ عیدین، جمعہ، فرض اور نفل میں برابر ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ: ۳۲۰ر میں لکھا ہے کہ احتراز کرے تراویح میں غیر مشروع باتوں سے وغیرہ وغیرہ۔ پس ان صورتوں میں سجدۂ سہو ادا کرنا چاہیے، یا نہیں؟ مہربانی فرما کر مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔ فقط

الجواب

ایک آیت کے بار بار پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے، وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید وہ اس موقعہ میں ہو کہ صرف ایک آیت کو ہی بار بار پڑھا اور کچھ نہ پڑھا، یا فقط سورۂ فاتحہ پڑھی، سورت نہ پڑھی تو بسبب ترک واجب کے اس صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے؛= مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو۔ تراویح میں اکثر یہ پیش آتا ہے کہ بسبب یاد نہ آنے اگلی آیت کے ایک آیت کا بار بار اعادہ کیا جاوے، اس میں سجدۂ سہو لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور شامی میں ہے کہ عیدین و جمعہ میں جب مجمع زیادہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے: ''**بل الأولٰی ترکه لئلا یقع الناس فی فتنة**'' اور درمختار میں بھی اس عبارت کے نقل کے بعد جو آپ نے لکھی ہے، یہ لکھ دیا ہے کہ مختار اور عند المتأخرین یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۰۶/۴)

متشابہ لگنے پر آیت کے تکرار سے سجدۂ سہو لازم نہیں:

سوال: امام نے نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ پڑھی اور ''**ملک القدوس**'' پر متشابہ لگا، امام سورہ کو دہراتا رہا۔ اسی دوروان میں ایک مقتدی نے لقمہ دیا؛ لیکن امام نے لقمہ کا خیال نہیں کیا اور خود ہی درست پڑھ کر نماز ختم کی، سجدۂ سہو نہیں کیا۔ نماز ہوئی، یا نہیں؟

= بترک واجب أی من واجبات الصلاة الأصلیة لا کل واجب، الخ. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۵۴۳/۲، مکتبة زکریا دیوبند، ظفیر)

(۱) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الأولیین. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب سجود السهو: ۱۰۳/۱، مکتبة سعید کراچی، انیس)

قال الشامی: الظاهر أن الجمع الکثیر فیما سواهما کذلک. (ردالمحتار، باب فجود السهو: ۵۶۰/۲، مکتبة زکریادیوبند، انیس)

الجواب

اس صورت میں سجدۂ سہو لازم نہ تھا، نماز صحیح ہوگئی۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۳۸۲)

نماز میں قرأت بلاترتیل کا حکم:

سوال: ایک شخص نے نماز جہریہ میں قرآن شریف بلاترتیل پڑھا نماز ہوئی، یا نہ؟ اور سجدۂ سہو بھی نہیں کیا؟

الجواب

اگر ایسی غلطی نہیں ہوئی، جو مفسد نماز ہو تو نماز ہوگئی، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱۹)

☆ ☆ ☆

(۱) بخلاف فتحه علٰى إمامه فإنه لايفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بكل حال. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب ما يفسد الصلٰوة ومايكره فيها: ۲/ ۳۸۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

اور سجدۂ سہو ترک واجب اور اس کی تقدیم وتاخیر سے واجب ہوتا ہے، جو یہاں پایا نہیں گیا۔ ظفیر

(۲) ومنها القراءة بالإلحان إن غير المعنى وإلا لا، إلا فى حرف مد ولين إذا فحش وإلا لا بزازية. (الدر المختار علٰى هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۹۰، مكتبة سعيد كراچى، ظفير)

سجدۂ تلاوت میں سہو کے احکام

نماز کے سجدۂ تلاوت میں سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: اگر امام نے سجدۂ تلاوتِ نماز میں سہو کیا اور جب یاد آیا تو اسی رکعت میں، یا دوسری رکعت میں ادا کیا، پس سجدۂ سہو اس پر واجب ہوا، یا نہیں؟ اور اگر سجدۂ تلاوت بعد فراغ نماز کے یاد آیا تو جبر اس نقصان کا کس طرح کرے، آیا دوسرے شفع تراویح میں سجدہ تلاوت ادا کرے، یا نماز کا مع قرأت سجدۂ تلاوت اعادہ کرے؟

الجواب

سجدۂ تلاوت علی الفور واجب ہے، (۱) اور معنی علی الفور کے یہ ہیں کہ دو، یا تین آیت سے زیادہ فصل نہ ہو، پس جب اپنے فعل سے سہواً تاخیر ہوگئی تو جب یاد آوے، اسی وقت ادا کرے اور بوجہ ترک واجب کے بنا بر مذہب مختار کے سجدۂ سہو اس پر واجب ہوگا۔

وهی علی التراخی...إن لم تكن صلوية فعلی الفور لصيرورتها جزء ا منها ويأثم بتأخيرها و يقضيها مادام فی حرمة الصلاة و لو بعد السلام، فتح، آه. (۲)

(قوله: فعلی الفور...) تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة و السجدة بقراء ة أكثر من آيتين أو ثلاث علی ما سيأتی، حلية (قوله: ويأثم بتأخيرها، إلخ) ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها كما قدمناه فی بابه عند قوله بترك واجب، آه. (ردالمحتار) (۳)

اور اگر بعد فراغ یاد آیا، سو اگر عمداً چھوڑا تھا تو اس کا تدارک بجز استغفار کے کچھ نہیں اور اگر سہواً چھوٹ گیا تھا، سو اگر علی الفور اس شخص نے بعد تلاوت آیتِ سجدہ کے رکوع کر کے سجدہ نماز کا کیا تھا، تب تو سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو گیا، اگر چہ نیت نہ کی ہو اور اگر اس طرح ادا نہیں ہوا، پس اگر کوئی عمل منافی نماز کے ہنوز صادر نہیں ہو تو اسی وقت ادا کر کے سجدہ سہو کرے، ورنہ بجز استغفار کے کچھ چارہ نہیں اور اعادہ شفعہ سے کچھ نہیں ہوتا؛ کیوں کہ اگر اس میں سجدہ کیا بھی تو اس شفعہ اولیٰ سے تو خارج ہے۔

(۱) یعنی صلاتی سجدۂ تلاوت علی الفور ادا کرنا واجب ہے۔ (سعید)

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب سجود السهو: ۵۸٤/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۳) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة: ۵۸۳/۲-۵۸٤، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

ولوتلاها فى الصلاة سجدها فيها لاخارجها،لما مروفى البدائع:وإذا لم يسجد أثم فتلزمه التوبة.(۱)

(قوله:وإذا لم يسجد أثم،إلخ) أفاد أنه لايقضيها،قال فى شرح المنية:وكل سجدة وجبت فى الصلاة ولم تؤد فيها سقطت أى لم يبق السجود لها مشروعًا لفوائت محله،آه.

أقول:وهٰذا اذالم يركع بعدها على الفوروإلا دخلت فى السجود وإن لم ينوها كما سيأتى وهو مقيد أيضاً بما إذا تركها عمدًا حتٰى سلم وخرج من حرمة الصلاة أما لوسهوًا وتذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافيا يأتى بها ويسجد للسهو كما قدمناه،آه.(ردالمحتار)(۲)والله أعلم

۱۷/ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ(امداد:۱/۱۰۰)(امدادالفتاویٰ جدید:۱/۵۴۲-۵۴۳)

آخری قعدہ کے بعد سجدۂ تلاوت یاد آنے کا حکم:

سوال: کسی شخص نے اول رکعت میں آیت سجدہ کی پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا،جب قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا،اس وقت یاد آیا تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

اب سجدۂ تلاوت کر کے سجدۂ سہو کرے،جس کے قبل و بعد تشہد ہوتا ہے،پھر سلام فراغ پھیرے۔

فى الدرالمختار:ولونسى السهو أو سجدة صلبية أوتلاوية يلزمه ذلك مادام فى المسجد.(۳)

فى ردالمحتار: فإذا تذكر يلزمه ذلك الذى تذكره (إلٰى قوله) ثم يتشهد ويسلم ثم يسجد للسهو.(۷۸٦/۱)(۴)

وفى الدرالمختار:لأن سجود السهويرفع التشهد دون القعدة لقوتها بخلاف الصلبية فإنها ترفعهما وكذا التلاوة على المختار.(۵)

فى ردالمحتار:لأنها أثرالقراءة وهى ركن فأخذت حكمها بحر،أى تأخذ حكمها بعد سجودها أما قبله فإنها واجبة حتٰى لوسلم ولم يسجدها فصلاته صحيحة بخلاف الصلبية فإنها ركن أصلى من كل وجه كما سيأتى.(۷۷۳/۱)(٦)

۱۲/شعبان ۱۳۳۱ھ(تتمہ ثانیہ،ص:٦۴)(امدادالفتاویٰ جدید:۱/۵۴٦)

(۱) الدرالمختار علٰى هامش رد المحتار،باب سجود التلاوة:۱۰۵/۱،مکتبة سعيد كراچى،انيس
(۲) رد المحتار،باب سجود التلاوة:۲۱۰/۲،دارالفكربيروت،انيس
(۳) الدرالمختار علٰى هامش ردالمحتار،باب سجود السهو:۱۰۳/۱،مکتبة سعيد كراچى،انيس
(۴) الدرالمختارمع رد المحتار،كتاب الصلاة،باب سجود السهو:۵۵۸/۲،مکتبة زكريا ديوبند،انيس
(۵) الدرالمختارعلٰى هامش ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب سجود السهو:۵۴۱/۱،مکتبة زكريا ديوبند،انيس
(٦) رد المحتار،كتاب الصلاة،باب سجود السهو:۵۴۱/۲،مکتبة زكريا ديوبند،انيس

سجدۂ تلاوت مؤخر کرنے سے سجدۂ سہو:

سوال: تراویح میں حافظ قرآن نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ اس مقام پر نہیں کیا؛ بلکہ رکوع دو رکوع کے بعد پھر سجدہ مع مقتدیوں کے کیا تو کیا سجدۂ قرآن درست ہوا، یا نہیں؟ بعد سلام کے مع مقتدیوں کے سجدہ کرلیا تو درست ہوا، یا نہیں؟ اگر سجدہ سہو کرے تو ادا ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً مصلیاً

صورت مسئولہ میں سجدہ ذمہ سے ساقط ہوگیا؛ لیکن تاخیر کی وجہ سے ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور جو سجدہ حالت نماز میں امام پر تلاوت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، وہ خارج نماز میں ادا کرنا درست نہیں؛ بلکہ نماز ہی میں ادا کیا جائے۔

"المصلی إذا نسی سجدة التلاوة فی موضعها، ثم ذکرها فی الرکوع أو السجود أو فی القعود، فإنه یخرلها ساجدًا، ثم یعود إلٰی ما کان فیه، ویعیده استحساناً، وإن لم یعده جازت صلاته کذا فی الظهیریة. (الهندیة: ۱/۱۳٤)(۱)

"لو أخر التلاوية عن موضعها، فإن علیه سجود السهو، کما فی الخلاصة". (رد المحتار: ۱/۷۷٤)(۲)

"والسجدة التی وجبت للتلاوة فی الصلاة، لا تقضٰی إلا فی الصلاة. (رسائل الأرکان: ۱٦۲)(۳)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۱۵)

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، یا نہیں:

سوال: امام نے "الحمد" کے بعد ایسی سورت پڑھی جس میں آیت سجدہ آگئی اور سجدہ تلاوت کیا، پھر کھڑے ہوکر "الحمد" پڑھی یعنی ایک رکعت میں "الحمد" دو دفعہ پڑھی گئی، تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیًا

ایسی حالت میں سجدۂ سہو واجب نہیں، اگر "الحمد" دو دفعہ مسلسل پڑھتا یعنی درمیان میں کسی اور قرأت کا فصل نہ ہوتا تب سجدہ سہو واجب ہوتا۔ (فتاویٰ قاضی خان، ص:۶۱)(۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۰۸)

---

(۱) الفتاویٰ الهندیة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة: ۱/۱۳٤، رشیدیة

(۲) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۰، سعید

(۳) (قوله: وإذا لم یسجد أثم، إلخ) أفاد أنه لا یقضیها، قال فی شرح المنیة: وکل سجدة وجبت فی الصلاة ولم تؤد فیها، سقطت: أی لم یبق السجود لها مشروعا لفوات محله" (ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۱۰، سعید)

(۴) وسجود السهو یتعلق بأشیاء: ...ومنها إذا قرأ فی الأولیین أو أحدیهما الفاتحة، ثم الفاتحة، ثم السورة، ولو قرأ الفاتحة، ثم السورة، ثم الفاتحة، لا سهو علیه. (فتاویٰ قاضی خان، فصل فیما یوجب السهو وما لا یوجب السهو: ۱/۱۲۱، رشیدیة)

سجدۂ تلاوت کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا:

سوال: ایک حافظ نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا، جب کھڑا ہوا تو بھول کر سورۂ فاتحہ پڑھ لیا، سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں نے کہا، تب معلوم ہوا، پھر بھی حافظ صاحب کو یاد نہیں ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھا تھا، یا نہیں؟ ایسی صورت میں وہ دو رکعت ہوئی، یا نہیں؟ اور ان رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا لوٹانا پڑے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں یہ دو رکعتیں بھی صحیح ہوگئیں، اس صورت میں سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہوا تھا، لہٰذا ان رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا ہے، اسے بھی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فتح القدیر میں اس قسم کا جزئیہ مذکور ہے:

"ولو كرر الفاتحة فى الأخريين لا سهو وفى الأولىين متواليًا عليه السهو، لا ان فصل بينهما بالسورة للزوم تأخير الواجب وهو السورة فى الأول لا الثانى، إذ ليس الركوع واجبًا بأثر السورة فإنه لو جمع بين سور بعد الفاتحة لم يمتنع ولا يجب عليه شىء بفعل مثل ذلك فى الأخريين". (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۲۴/۹/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۷۸/۲)

سجدۂ تلاوت کے بعد سہواً سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھنے کا حکم:

سوال: زید حالت نماز میں قرأت کر رہا تھا، اس کو سجدہ تلاوت لاحق ہوگیا، وہ فوراً اس کی ادائیگی کے لیے سجدہ میں چلا گیا، سجدے سے اٹھنے کے بعد اس نے پھر سورہ فاتحہ پڑھ لیا، بایں صورت اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا، یا نہیں؟ دلائل کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے، نیز اگر سورہ فاتحہ کے علاوہ دوسری سورت پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

حامدا و مصليا و مسلما: سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا، سورۂ فاتحہ کے بعد بغیر دوسری سورت پڑھے، معاً دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، كذا فى الطحطاوى (۲۵۰): ولو كرر الفاتحة أو بعضها فى إحدى الأولين قبل السورة سجده للسهو، الخ. (۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: حبیب اللہ القاسمی غفرلہ، ۹/۸/۱۴۱۱، الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲/۵۱۹-۵۲۰)

☆☆☆

(۱) فتح القدير، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۵۲۰، مكتبة دار الكتب العيمية بيروت، انيس

(۲) حاشية الطحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲۹۸، مصرى

اخیر رکعتوں سے متعلق سجدۂ سہو

چار رکعت والی نماز کی اخیر رکعت میں قرأت:

سوال: چار رکعت والی نماز میں اخیر کی دو رکعت میں ایک آیت کے پڑھنے سے قیام ادا ہو جاتا ہے۔ یہ کیا مصلحت ہے کہ آدھی الحمد پڑھی اور دوسری بار پوری کر لی تو اس کے ذمہ سجدۂ سہو لازم ہوا اور جو دونوں بار پڑھے تو لازم نہیں ہوتا؟

الجواب

اخریین میں ترک قرأت تمام سورہ فاتحہ پر سجدۂ سہو اس قول کے موافق لازم آتا ہے، جو وجوب قرأت سورۂ فاتحہ کے اخریین میں قائل ہیں اور ظاہر الروایۃ کے موافق چوں کہ قرأت فاتحہ اخریین میں واجب نہیں ہے تو کل، یا بعض سورۂ فاتحہ کے ترک سے اخریین میں ان کے نزدیک سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۹۲/۴)

اخیر رکعتوں میں سورہ ملانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا:

سوال: فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں اگر کوئی سورہ ملا لے تو تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

اخیر کی دو رکعتوں میں سورہ ملانے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا۔(۲)

---

(۱) واکتفی المفترض فیما بعد الأولیین بالفاتحة فإنها سنة علی الظاهرولوزاد لابأس به وهومخیربین قراء ة الفاتحة وصحح العینی وجوبها(الدرالمختار، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ۷۷/۱،مکتبة سعید کراچی،انیس)

أی ظاهرالروایة(ولوزاد لابأس به إلخ) أی لوضم إلیها سورة لابأس به؛لأن القراء ة فی الأخریین مشروعة من غیر تقدیر والاقتصارعلی الفاتحة مسنون لاواجب فکان الضم خلاف الأولٰی وذلک لاینافی المشروعیة والإباحة بمعنی عدم الإثم فی الفعل والترک کما قدمناه.(رد المحتار،باب صفة الصلاة،مطلب فی عقد الأصابع عند التشهد: ۲۲۱/۲،مکتبة زکریا دیوبند،ظفیر)

(۲) (وضم)أقصر(سورة)...(فی الأولیین من الفرض)وهل یکره فی الأخریین المختارلا(الدرالمختار، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة وفیه واجبات الصلاة: ۷۱/۲،مکتبة سعید کراچی،انیس)

أی لا یکره تحریماً بل تنزیهاً؛لأنه خلاف السنة،قال فی المنیة وشرحها:فإن ضم السورة إلی الفاتحة ساهیا یجب علیه سجدتا السهو فی قول أبی یوسف لتأخیرالرکوع عن محله،وفی أظهر الروایات:لایجب؛لأن القراء ة==

درمختار میں ہے:

ولوزاد لابأس به،الخ.

وفي الشامي:فكان الضم خلاف الأولٰى. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۷۵/۴-۳۷۶)

فرائض کی اخیر رکعتوں میں سورت ملانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں:

سوال: فرائض نماز کی خالی رکعتوں میں اگر کوئی سورت سہواً، یا قصداً بعد فاتحہ کے پڑھی جاوے تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو نہیں آتا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۹۲/۴)

رباعی نمازوں کی اخیر رکعتوں میں ضم سورہ سے سجدۂ سہو لازم نہیں:

سوال: چار فرضوں کی آخری رکعتوں میں ضم سورت کیا تو سجدہ لازم آئے گا، یا نہیں؟ اس صورت میں اگر تاخیر رکن نہیں ہوئی تو قعدۂ اولیٰ میں ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ'' زیادہ پڑھنے سے کیسے تاخیر رکن ہوتی ہے کہ سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور عدم مشروع قرأت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب

اُخریین میں ضم سورت کرنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا؛ کیوں کہ اُخریین میں اکتفا فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو؛ بلکہ سورت ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے، اگرچہ نہ پڑھنا سورت کا اولیٰ اور مسنون ہے، بخلاف قعدہ اولیٰ کے کہ اس میں اکتفا تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔

درمختار میں ہے: **واكتفى المفترض فيما بعد الأوليين بالفاتحة فإنها سنة على الظاهر ولوزاد لابأس به،إلخ.** (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۹۶/۴)

== فيهما مشروعة من غير تقدير،والاقتصار على الفاتحة مسنون لاواجب آه إلخ فلاينافي كونه خلاف الأولى كما أفاده في الحلية،(رد المحتار،باب صفة الصلاة،مطلب في واجبات الصلاة: ٤٢٧/١،ظفير)

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار،باب صفة الصلاة،مطلب مهم في عقد الأصابع:٢٢١/٢،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۲) واكتفى المفترض فيما بعد الأوليين بالفاتحة فإنها سنة على الظاهر ولوزاد لابأس.(الدر المختار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ٧٧/١،مكتبة سعيد كراچي،ظفير)

(۳) الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ٧٧/١،مكتبة سعيد كراچي،انيس ==

رکعتین اُخریین میں سہواً ضم سورت کیا اور موجب سجدۂ سہو سمجھ کر سجدہ کیا تو نماز صحیح ہوگی، یا نہیں:

سوال: اگر اُخریین میں کسی نے ضم سورت سہوا کیا اور اس نے سجدۂ سہو اس کو موجب سہو سمجھ کر کرلیا تو نماز ہوجاوے گی، یا نہیں؟ آیا سجدۂ بے ضرورت کو زیادت فی الرکن قرار دے کر اعادۂ صلوٰۃ لازم قرار دیں گے، یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار (واجبات الصلاۃ)... و (لفظ السلام) مرتین فالثانی واجب. (۱)

وفیہ قبیل باب الاستخلاف: ولو ظن الإمام السهو فسجد له فتابعه فبان أن لا سهو فالأشبه الفساد لاقتدائه فی موضع الانفراد. (۲)

فی ردالمحتار: وفی الفیض: وقیل لا تفسد وبه یفتی وفی البحر عن الظهیریة قال الفقیه أبو اللیث فی زماننا لاتفسد؛ لأن الجهل فی القراء غالب، آه. (۳)

ان روایات سے امور ذیل مستفاد ہوئے۔

(۱) نماز ہوجاوے گی۔

(۲) اگر دونوں طرف سلام پھیرا ہے تو اعادہ واجب نہیں اور اگر ایک طرف سلام پھیرا ہے تو چوں کہ ایک واجب؛ یعنی سلام ثانی ترک کردیا، اعادہ واجب ہوگا۔

(۳) اگر یہ شخص امام ہے تو اس کے ساتھ اگر کوئی مسبوق ہو اور اس نے بھی سجدۂ سہو اور اس کے بعد قعدہ میں اس کا اقتدا اس مسبوق کی نماز درمختار کے قول پر اور وہی مقتضاء قواعد کا ہے، فاسد ہوگئی؛ لیکن اگر اس کو اس فضول سہو کا پتہ ہی نہ ہولگا تو یہ معذور ہے اور میرے نزدیک صاحب فیض اور ابواللیث کے حکم عدم فساد کا محمل اسی کو قرار دیا جاوے تو بہتر ہے کہ جب مسبوق کو پتہ نہ لگے۔ پس دونوں قولوں میں تطبیق ہوجاوے گی۔ فقط

۱۰/محرم ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ، ص:۵) (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۵۴۷)

تمام رکعتوں میں سورت ملائی تو کیا حکم ہے:

سوال: امام نے تین رکعت یا چاروں رکعت بھری پڑھ لی، اب اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہئے یا کیا؟

== أی لو ضم إلیها سورة لابأس به؛ لأن القراءة فی الأخریین مشروعة من غیر تقدیر والاقتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب فکان الضم خلاف الأولٰی وذلک لاینافی المشروعیة والإباحة بمعنی عدم الإثم فی الفعل والترک. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب مهم فی عقد الأصابع عند التشهد: ۲/۲۲۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وفیه واجبات الصلاة: ۱/۷۲، مکتبة سعید کراچی، انیس

(۲) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبیل باب الاستخلاف: ۱/۸۷، مکتبة سعید کراچی، انیس

(۳) رد المحتار، قبیل باب الاستخلاف: ۲/۳۵۰، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

الجواب

نہیں۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴۱۶/۴-۴۱۷)

مغرب وعشا کی تیسری رکعت میں ضم سورت:

سوال: امام مغرب، یا عشا میں تیسری رکعت میں سورہ ملانا شروع کردے تو کیا اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؟
(محمد یوسف، قاضی پورہ)

الجواب

اگر تیسری، یا چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملالے تو گو اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے؛ لیکن اگر کرلے تو اس کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں علامہ سرخسی کی ''کتاب محیط'' کے حوالہ سے یہی بات لکھی گئی ہے:

''ولو قرأ فی الأخريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهو وهو الأصح''. (۲) (کتاب الفتاویٰ:۴۳۵/۲)

ان صورتوں میں سجدۂ سہو نہیں:

سوال: اگر چار رکعت والی نماز کی تیسری، یا چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت بھی ملالے، یا قیام کی حالت میں تشہد پڑھ دیا تو کیا اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؟　　(خان فیروز خان، نظام آباد)

الجواب

تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا چاہیے؛ لیکن اگر سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ لے، یا غفلت میں سورۂ فاتحہ ہی کو مکرر پڑھ لے، یا قیام کی حالت میں تشہد پڑھ جائے تو ان صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

''إن قرأ الفاتحة فی الأخريين مرتين أوضم فيهما سورة أو قرأ التشهد مرتين فی الأخيرة أوتشهد قائما أو راكعًا أوساجدًا لا سهو عليه''. (۳) (کتاب الفتاویٰ:۴۳۳/۲)

☆ ☆ ☆

(۱) ولوقرأ فی الأخريين الفاتحة والسورة لايلزمه السهو وهو الأصح. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو : ۱۲۶/۱، انيس)

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱۲۶/۱، انيس

(۳) الحلبی الكبير، كتاب الصلاة: ٤٦٠

وتر سے متعلق سجدۂ سہو

تکبیر قنوت چھوڑ دینا:

سوال: تکبیر قنوت ترک کردینے سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

نہیں۔ البحر الرائق میں ہے:

ذکر فی الظهيرية أنه لو ترك تكبيرة القنوت فإنه لارواية لهٰذا وقيل يجب سجود السهو اعتباراً لتكبيرات العيد وقيل لا يجب، انتهٰى.

وينبغي ترجيح عدم الوجوب؛ لأنه لا أصل ولادليل عليه بخلاف تكبيرات العيد فإن دليل الوجوب المواظبة مع قوله تعالٰى: "اذكروا اسم الله فى أيام معلومات" انتهٰى(۱) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو:۲۱۶)

امام دعاء قنوت چھوڑ کر رکوع کو جائے تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: اگر وتر کی جماعت میں امام بجائے تکبیر کے رکوع میں چلا جائے؛ یعنی دعاء قنوت سے قبل والی تکبیر اور دعاء قنوت دونوں بھول گیا، رکوع میں چلا گیا تو امام کو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــ

اس وقت رکوع کر پورا کرے اور پھر سجدۂ سہو وغیرہ کر کے بعد سجدۂ سہو کرے، رکوع سے کھڑا ہو کر قنوت نہ پڑھے۔

احقر عبدالکریم عفی عنہ، الجواب صحیح: ظفر احمد عفا اللہ عنہ، ۵؍شوال ۱۳۴۸ھ۔ (امداد الاحکام:۲؍۳۰۰)

چھوٹی ہوئی چیز ادا کرنے کے لیے رکوع سے قیام کی طرف پلٹنا کیسا ہے:

سوال: رکوع سے قیام کی طرف کو ہٹنا بخیال ادا کرنے کسی سنت، یا واجب کے، جو چھوٹ گیا ہو، عام ہے کہ واقع میں کوئی چیز ان ہی دو سے چھوٹی ہو، یا نہیں؟ اور قیام کی طرف لوٹنا قصداً، یا سہواً ان سب صورتوں میں رکوع سے قیام کی طرف آنے کا کیا حکم ہے؟

(۱) البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱٤٩/۲، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس

الجواب

ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے، نماز کا اعادہ لازم نہیں، (۱) اور دراصل اس حکم میں نمازِ عید و جمعہ وغیرہ سب برابر ہیں؛ لیکن عیدین و جمعہ میں متاخرین نے ترک سجدۂ سہو کو اولیٰ فرمایا ہے بوجہ اژدحام کے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۱۴)

دعاء قنوت بھول جائے تو کیا قیام کی طرف لوٹ آئے:

سوال: اگر وتر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے تو کیا قیام کی طرف لوٹ آئے اور دعا قنوت پڑھے؟ اور کیا ایسی صورت میں سجدۂ سہو بھی واجب ہوگا؟ (سمیع احمد، ملک پیٹ)

الجواب

نماز وتر میں دعاء قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس کی جگہ تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے، لہٰذا اگر اپنی جگہ پر دعاء قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں، یا اس کے بعد یاد آیا، تو اب دعاء قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں؛ تاہم اگر قیام کی طرف لوٹ آئے اور قنوت پڑھ لے تو اس صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

"ولو نسي القنوت فتذكر في الركوع فالصحيح أنه لا يقنت في الركوع ولايعود إلى القيام". (۲)

البتہ چوں کہ دعا قنوت پڑھنا واجب ہے اور واجب کے چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے؛ اس لیے سجدۂ سہو بہر صورت واجب ہوگا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۴۲-۴۴۳)

اگر وتر میں دعاءِ قنوت بھول جائے:

سوال: ایک مسجد کے امام صاحب وتر کی تیسری رکعت میں "اللّٰـه أكبر" کہہ کر سیدھے رکوع میں چلے گئے، مقتدی کے لقمہ دینے پر رکوع سے اٹھ کر دعاءِ قنوت پڑھی، پھر دوبارہ رکوع کیا اور نماز پوری کر لی۔ ان سے کہا گیا کہ اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا چاہیے تھا، جو آپ نے نہیں کیا؛ اس لیے دوبارہ نماز پڑھائیں؛ لیکن امام صاحب نے کہا کہ نماز ہوگئی، صحیح حکم کی رہنمائی فرمائیں؟ (شیخ عمران، بلال فارم)

الجواب

امام صاحب کو جو توجہ دلائی گئی، وہ صحیح تھی، اگر دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں، یا رکوع کے بعد یاد آئے تو اب رکوع میں یا رکوع سے اٹھنے کے بعد قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ نماز پوری کرتے ہوئے سجدہ کر لے اور اگر

(۱) ولو نسيه أي القنوت ثم تذكره في الركوع لا يقنت فيه لفوات محله ولايعود إلى القيام في الأصح؛لأن فيه رفض الفرض للواجب فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته،إلخ،وسجد للسهو. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/ ٤٤٦-٤٤٧، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

(۲) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر: ۱/ ۱۱۱، انيس

ناواقفیت کی وجہ سے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دعاءِ قنوت پڑھ ہی لے، تب بھی رکوع کو لوٹانا ضروری نہیں؛ لیکن سجدۂ سہوا س صورت میں بھی واجب ہوگا؛ کیوں کہ دعاءِ قنوت جو واجب ہے، اس کو اپنے محل سے ہٹا دیا گیا اور واجب کے ادا کرنے میں تاخیر ہوئی اور واجب کو چھوڑ دے، یا مؤخر کردے، ہر دو صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔(۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۴۲)

وتر میں سہو کی ایک صورت کا حکم:

سوال: نماز وتر میں ایک دفعہ اس طرح سہو ہوا کہ دو رکعت کے بعد قعدہ میں خیال ہوا کہ شاید تیسری رکعت کے قیام میں دعاء قنوت نہیں پڑھی تھی؛ اس لیے سجدۂ سہو کرلیا؛ مگر پھر یاد آ گیا کہ ابھی تک ایک رکعت باقی ہے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے تیسری رکعت پوری کرلی اور دو سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا، کیا اس طرح یہ نماز درست ہوگئی؟ کیا سجدۂ سہو کے بعد پھر سہو ہو جاوے تو اس کے لیے دوسرا سجدۂ سہو کرلینا درست ہے؟

الجواب

ہاں نماز درست ہوگئی اور اس حالت میں سجدۂ سہو دوبارہ کرنا ضروری ہے، پہلا سجدہ کیا تھا وہ بے موقع تھا۔

فی الدر المختار: (وإذا صلّٰی رکعتین فرضاً أو نفلاً وسها فیهما فسجد له بعد السلام ثم شفع علیه لم یکن له ذلک) البناء أی یکره تحریما أراد بنا لئلا یبطل سجوده بلاضرورة بخلاف المسافر) إذا نوٰی الاقامة؛ لأنه لو لم یبن بطلت (ولو فعل مالیس له) من البناء (صح) بناءه لبقاء التحریمة ویعید) هو والمسافر (سجود السهو علی المختار) لبطلانه بوقوعه فی خلال الصلاة.(۲)

وفی الشامی: (قوله: بخلاف المسافر، إلخ) أی لو کان مسافرًا فسجد للسهو ثم نوی الاقامة فله ذلک؛ لأنه لو لم یبن وقد لزم الاتمام بنیة الاقامة بطلت صلاته وفی البناء نقص الواجب وهو أدنٰی فیتحمل دفعاً للاعلی، بحر. (ص: ٧٨٤)(۳)

قلت: والصورة المسئولة نظیر صلاة المسافر، کما لایخفی.

وفی الشامیة أیضا (ص: ٧٨٧): عن التتارخانیة أن السهو إن وقع فی أصل الصلاة أوجب فسادها وان فی وصفها فلا فالأول کما إذا سلم علی الرکعتین علٰی ظن أنه فی الفجر أو الجمعة أو السفر والثانی کما إذا سلم علیهما علٰی ظن أنها رابعة، آه، واللّٰه أعلم(۴)

احقر عبدالکریم عفی عنہ، ۱۱رشوال ۱۳۴۸ھ، الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ۔ (امداد الاحکام:۲/۳۰۰)

---

(۱) دیکھئے: مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص: ٢١١

(۲) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ١/١٠٣، مکتبة سعید کراچی، انیس

(۳) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٢/٥٥٥، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۴) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٢/٥٥٩، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

دعائے قنوت، یا التحیات سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

سوال: اگر کوئی شخص التحیات، یا دعائے قنوت سے پہلے پوری ''بسم اللہ'' سہواً پڑھ لے تو تاخیر واجب کی بنا پر سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟ اور اگر قصداً پڑھے تو کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــ حامدًا ومصليًا

اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا، (۱) قصداً میں سجدۂ سہو کا سوال ہی نہیں۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۴۳۳/۷)

☆ ☆ ☆

---

(۱) بعض روایات میں التحیات اور دعائے قنوت سے پہلے بسم اللہ کا ثبوت ہے:

''عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا التشهد كما يعلمنا السورة من القرآن. ''باسم الله، وبالله، التحيات لله والصلوات والطيبات لله السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلىٰ عباد الله الصالحين أشهد أن لا إلٰه إلا الله وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله أسأل الله الجنة وأعوذ بالله من النار. (سنن ابن ماجة، باب ما جاء فى التشهد: ٦٤/١، مكتبة البدر ديوبند، انيس)

راجع للتفصیل امداد الاحکام، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی سجود السہو: ۶۷۹/۱، مکتبہ دار العلوم کراچی

قال الطحطاوى: ''قوله: (أن يقول: اللّٰهم ...إلخ) ذكر السيوطى أن دعاء القنوت من جملة الذى أنزل الله على النبى صلى الله عليه وسلم وكانا سورتين: كل سورة ببسملة وفواصل، أحدهما تسمى سورة الخلع، وهى: بسم الله الرحمٰن الرحيم اللهم إنا نستعينك ... من يكفرك، والأخرىٰ تسمى سورة الحفد، وهى: بسم الله الرحمٰن الرحيم إياك نعبد ــ إلىٰ ــ ملحق''. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ص: ٣٧٨، قديمى)

(۲) ظاهر كلام الجم الغفير أنه لايجب السجود فى العمد ... وذكر الولوالجى فى فتاوه أن الواجب إذا تركه عمداً لاينجبر فى السهو. (البحر الرائق، باب سجود السهو: ١٦١/٢، مكتبة رشيدية ديوبند، انيس)

رکوع، قومہ اور تعدیل ارکان سے متعلق سجدۂ سہو

رکوع بھول گیا تو کیا کرے:

سوال: مصلی نے نیت باندھ کر قرأت پڑھ کر رکوع نہیں کیا؛ بلکہ سجدہ میں چلا گیا، دونوں سجدوں کے بعد یاد آیا کہ رکوع نہیں کی، اس کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ______________

سجدہ سے کھڑا ہو کر رکوع کرے اور سجدہ پھر کرے اور آخر میں سجدۂ سہو (کرے)۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۱۵-۴۱۶)

بغیر رکوع کئے ہوئے سجدہ میں جانا، پھر اٹھنا:

سوال: ہمارے امام صاحب نے فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی، پھر بغیر رکوع کئے ہوئے سجدہ میں چلے گئے، سجدہ میں کسی مقتدی نے زور سے کہا کہ رکوع نہیں ہوا تو پھر رکوع میں آگئے اور پھر سجدہ کیا اور قدرے تشہد کے بعد پھر سجدۂ سہو کیا تو کیا اس طرح کرنے سے نماز ادا ہوگی اور جس مقتدی نے یہ کہ رکوع نہیں ہوا، اس کی نماز بھی درست ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ______________ حامدًا و مصلیًا

جس مقتدی نے امام کو اس طرح کہا ہے، اس کی نماز نہیں ہوئی، (۱) اس کے اس طرح کہنے سے اگر امام کو خود بھی یاد آگیا کہ رکوع نہیں ہوا اور وہ اپنی یاد پر اٹھا اور رکوع وغیرہ کر کے سجدۂ سہو کر لیا تو امام کی نماز ہوگئی اور بقیہ سب مقتدیوں کی بھی ہوگئی، اگر امام کو یاد نہیں آیا، محض اس کے کہنے پر کھڑا ہو گیا تو کسی کی نماز نہیں ہوئی، سب کو لوٹانا ضروری ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۱۶)

---

(۱) ”إذا تکلم فی صلاته ناسیًا أو عامدًا، خاطئاً أو قاصدًا، قلیلًا أو کثیرًا، تکلم لإصلاح صلاته بأن قام الإمام فی موضع القعود، فقال له المقتدی: اقعد، أو قعد فی موضع القیام فقال: له قم، أو لا لإصلاح صلاته، ویکون الکلام من کلام الناس، استقبل الصلاة عندنا، کذا فی المحیط“ (الفتاوی الهندیة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة و مایکره فیها: ۱/۹۸، رشیدیه)

(۲) (قوله: إلا إذا تذکر) قال فی القنیة: ارتج علی الإمام، ففتح علیه من لیس فی صلا ته و تذکر، فإن أخذ فی التلاوة قبل تمام الفتح، لم تفسد، و إلا تفسد؛ لأن تذکره یضاف إلی الفتح ... قلت: و الذی ینبغی أن یقال: ==

رکوع کے بجائے سجدہ میں جانے سے سجدۂ سہو:

سوال: اگر کوئی شخص رکوع میں جانے کے بجائے بھولے سے سجدہ میں چلا جائے تو وہ کیا کرے؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

لوٹ کر آئے رکوع کرے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۴/۷)

ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے سجدۂ سہو:

سوال: ایک رکعت میں اگر دو رکوع کئے جاویں اور سجدۂ سہو بھی نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ مثلاً نمازِ عید الاضحیٰ میں امام صاحب نے ۱۲ تکبیروں کے ساتھ نیت باندھنا فرمایا ہے اور دوسری رکعت میں دو رکوع کے درمیان بقیہ تین تکبیریں ادا کیں اور سجدۂ سہو نہ کیا گیا، جب امام سے کہا گیا کہ نماز نہیں ہوئی، اگرچہ غلطی تسلیم کر لی؛ مگر نماز نہ لوٹائی۔ کیا وہ امام قابل امامت ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ

نمازِ عیدین میں امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق ہر ایک رکعت میں تین تین تکبیریں زائد ہیں، بارہ تکبیرات نہیں ہیں،(۲) اور ترکِ واجب اور تاخیر واجب سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور دو دفعہ رکوع کرنے سے بھی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے؛ لیکن نماز عیدین میں بوجہ اژدحام کثیر کے ترکِ سجدۂ سہو سے نماز صحیح ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۷۹/۴)

== إن حصل التذكر بسبب الفتح،تفسد مطلقًا...وإن حصل تذكره من نفسه لابسبب الفتح،لاتفسد مطلقًا" (ردالمحتارباب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ٦٢٢/١،سعيد)

(١) "فيجب بتقديم ركن نحو أن يركع قبل أن يقرأ،ويسجد قبل أن يركع)هٰذا التمثيل غير واقع فى محله؛لأن الركوع قبل القراءة والسجود قبل الركوع غير معتد به حتٰى يفترض عليه إعادة الركوع بعد القراءة وإعادة السجود بعد الركوع علٰى ما مرمن أن الترتيب بين مالا يتكررفى الركعة الواحدة وبين غيره فرض،وإذا لم يقع ذلك معتدًا به،لايكون فيه تقديم الركن،نعم إذا فعل ذلك يجب عليه سجود السهو لتأخير الركن بسبب الزيادة التى زادها،فليتأمل"(الحلبى الكبير،كتاب الصلاة،فصل فى سجود السهو،ص:٤٥٦،سهيل اكادمى لاهور)

(٢) ويصلى الإمام بهم ركعتين مثنياً قبل الزوائد وهى ثلاث تكبيرات فى كل ركعة.(الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب العيدين: ١١٥/١،مكتبة سعيد كراچى،انيس)

هٰذا مذهب ابن مسعود وكثير من الصحابة ورواية عن ابن عباس وبه أخذ أئمتنا الثلاثة.(رد المحتار،كتاب الصلاة، باب العيدين : ٧٧٩/١،ظفير)

(٣) والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختارعند المتأخرين عدمه ==

تحمید زور سے پڑھنا:

سوال: ہماری ''مسجد خطیبان'' میں کچھ لوگ امام کے پیچھے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کے بعد بآواز بلند ''ربنا لک الحمد'' پڑھتے ہیں، کیا اسے زور سے پڑھنا چاہیے؟ (رمیز، اودگیر)

الجواب

مقتدی کو تمام اذکار بشمول تکبیرات انتقال اور ''ربنا لک الحمد'' آہستہ پڑھنا چاہیے، یہی مسنون طریقہ ہے اور یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کا عام تعامل تھا؛ تاہم اگر تکبیرات انتقال کو زور سے کہہ دیا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؛ کیوں کہ سجدۂ سہو قرأت قرآن میں جہر کی جگہ سر اور سر کی جگہ جہر سے واجب ہوتا ہے۔(۱) (کتاب الفتاویٰ: ۴۳۵/۲، ۴۳۶)

رکوع، یا سجدہ کی تسبیحات چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: رکوع، یا سجدہ کی تسبیح بھول گئے اور رکوع یا سجدہ سے لوٹ آئے؛ یعنی رکوع میں تسبیح بھول گئے اور سجدہ کرلیا، یا سجدہ کی تسبیح بھول گئے اور دوسرا سجدہ کرلیا تو اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب　وباللہ التوفیق

نماز ہوگئی، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بشیر احمد، ۱۸/رجب ۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۷۹/۲)

رکوع میں بھول سے سجدہ کی تسبیح پڑھ دے تو کیا حکم ہے:

سوال: رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھے، یا برعکس تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہوگی؟

الجواب

کچھ خرابی نہ ہوگی۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۸۵/۴)

= = فی الأولیین لدفع الفتنة کما فی جمعة البحر و أقرّہ المصنف وبہ جزم فی الدرر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو: ۷۵/۱، ظفیر)

(۱) ''لو جھر الإمام فیما یخافت أو خافت فیما یجھر تلزمہ سجدتا السھو''. (الھدایۃ: ۱۳۷/۱)

(۲) ''فلا یجب بترک السنن والمستحبات کالتعوذ، والتسمیۃ. والثناء. والتأمین. و تکبیرات الانتقالات. والتسبیحات''. (غنیۃ المستملی، فصل سجود السھو، ص: ۴۵۵)

(۳) ویسبح فیہ (أی فی الرکوع) وأقلہ ثلاثاً فلو ترکہ أو نقصہ کرہ تنزیھًا. (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فروع قرأ بالفارسیۃ أو التوراۃ: ۷۵/۱، مکتبۃ سعید کراچی، انیس)

رکوع میں تسبیح کی جگہ بسم اللہ پڑھنے سے سجدۂ سہو ہے، یا نہیں:

سوال: اگر رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں؟ اور تشہد میں قرأت کرنے سے سجدۂ سہو آتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

رکوع میں بجائے تسبیح کے بسم اللہ پڑھنے سے سجدۂ سہو نہیں آتا؛ کیوں کہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے اور تشہد واجب ہے، اس میں ایسا کرنے سے؛ یعنی تشہد کے ترک کرنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۹۵/۴-۳۹۶)

سجدہ میں رکوع کی تسبیح:

سوال: رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آنے پر سجدے کی تسبیح کہے، یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

سجدہ کی تسبیح کہنی چاہیے؛ تاکہ سنت کے موافق ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۸۵/۴)

سجدۂ سہو میں تسبیح پڑھنے کی ضرورت ہے، یا نہیں:

سوال: سجدۂ سہو میں تسبیح سبحان ربی الاعلی پڑھنے کی ضرورت ہے، یا نہیں؟ برائے کرم جواب صاف طور سے تحریر فرمادیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

سجدۂ سہو میں بھی سبحان ربی الاعلی پڑھنا چاہیے اور سجدوں کی طرح اس میں بھی تسبیح مذکور سنت ہے۔ واللہ اعلم
۵/ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ ()

سجدہ میں ''بسم اللہ'':

سوال: سجدہ میں تسبیح سے پہلے تسمیہ نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

کوئی حرج نہیں۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۸/۷)

---

(۱) ویلزمه إذا ترک فعلا مسنونا کأنه أراد به فعلاً واجباً، إلخ، أو ترک قراء ة الفاتحة، إلخ، أو القنوت أو التشهد أو تکبیرات العیدین؛ لأنها واجبات. (الهداية، باب سجود السهو: ۱۳۶/۱، مکتبة رشیدیة سهارنپور، ظفیر)

(۲) قال الحلبی: ''اوقرأ التشهد مرتین) فی القعدة الاخیرة اوتشهد قائما اوراکعا اوساجدا، لاسهو علیه... ==

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کی جگہ الحمد للہ پڑھے تو کیا حکم ہے:

سوال (۱) صلوٰۃ التسبیح میں الحمد سے پہلے سبحان اللہ پڑھا گیا اور بجائے تسبیح کے اگر الحمد پڑھی گئی تو سجدۂ سہو آوے گا، یا نہیں؟

صلوٰۃ التسبیح میں قرأت کے بعد رکوع میں چلا گیا:

(۲) صلوٰۃ التسبیح میں قرأت کے بعد بھول کر رکوع میں چلا گیا، رکوع میں یاد آیا اور رکوع میں اس تسبیح کو پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱-۲) نماز ہوگئی، سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۸۸/۴)

ترکِ تعدیل اور سجدۂ سہو:

سوال: قومہ اور جلسہ بوجہ تعجیل مصلی موافق واجب ادا نہ ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، یہ نہیں؟

الجواب

سجدۂ سہو اس فعل سے واجب ہوتا ہے جو سہواً ہو اور جو لوگ عمداً و عادۃً قومہ و جلسہ پورا نہیں کرتے، اس میں سجدۂ سہو نہیں ہے؛ بلکہ ایسی نمازوں کا اعادہ واجب ہے؛ کیوں کہ ترک واجب عمداً کرنے سے اعادہ واجب ہوتا ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۸۵/۴)

== وأما التشهد، فلأنه ثناء والقيام والركوع والسجود محل للثناء". (الحلبي الكبير الكبير، فصل في سجود السهو، ص: ٤٦٠، سهيل اكادمي لاهور)

(۱) ولها (أي للصلاة) (واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو، إن لم يسجد له وإن لم يعدها يكون فاسقاً آثماً. (الدر المختار على هامش رد المحتار، مطلب في واجبات الصلاة: ١٤٦/٢-١٤٧، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(قوله: إن لم يسجد له) أي للسهو هٰذا قيد لقوله: والسهو إذ لا سجود في العمد. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في واجبات الصلاة، قبيل مطلب المكروه تحريماً من الصغائر ولا تسقط به العدالة: ١٤٧/٢، ظفير)

(وتعديل الأركان) وهو تسكين الجوارح حتى تطمئن مفاصله. (النهر الفائق، باب صفة الصلاة: ١٩٩/١، دار الكتب العلمية. انيس)

قال العلامة إبراهيم الحلبي: وعندهما تعديل الأركان من الواجبات لا من الفرائض. (الكبيري، باب صفة الصلاة: ٢٩٤، انيس) ==

بھول سے تعدیل ارکان چھوڑنا:

سوال: اگر سہواً تعدیل صلوٰۃ ترک شود برائے جبر نقصان فقط اعادہ واجب است، یا خیار مابین سجدۂ سہو واعادہ ہست؟ بینوا توجروا۔(۱)

الجواب

فی الدرالمختار: و(لها)...(واجبات)لا تفسد بتركها وتعاد وجوبًا فی العمد والسهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها يكون فاسقًا آثما...وفيه تعديل الأركان.(۲)

وفی ردالمحتار: فيمكث فی الركوع والسجود وفی القومة بينهما حتی يطمئن كل عضو منه هٰذا هو الواجب عند أبی حنيفة ومحمد رحمهما اللّٰه تعالٰی، حتٰی لو تركها، أو شئيا منها ساهياً يلزمه السهو،آه.(۳)

== عن أبی هريرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فرد رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم عليه السلام،وقال:ارجع فصل فإنک لم تصل، فرجع الرجل فصلی كماكان صلی،ثم جاء إلی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فسلم عليه،فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم وعليک السلام،ثم قال:ارجع فصل فإنک لم تصل،حتی فعل ذلک ثلاث مرارٍ،فقال الرجل:والذی بعثک بالحق ما أحسن غير هذا فعلمنی؟قال:إذا قمت إلی الصلاة فكبر ثم اقرأ ماتيسر معک من القرآن ثم اركع حتی تطمئن راكعاً ثم ارفع حتی تعتدل قائماً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم اجلس حتی تطمئن جالساً ثم افعل ذلک فی صلاتک كلها،قال القعنبی عن سعيد بن أبی سعيد المقبری عن أبی هريرة وقال فی آخره:فإذا فعلت هذا فقد تمت صلاتک وما انتقصت من هذا شيئاً فإنما انتقصته من صلاتک وقال فيه:إذا قمت إلی الصلاة فأسبغ الوضوء.(سنن أبی داؤد،باب صلاة من لايقيم صلبه فی الركوع والسجود (ح:٨٥٦)انيس)

مقتضی الدليل وجوب الطمأنينة فی الأربعة ووجوب نفس الرفع من الركوع والجلوس بين السجدتين للمواظبة علی ذلک كله وللأمر فی حديث المسیء صلاته وفی فتاویٰ قاضی فی فصل مايوجب السهو،قال:المصلی إذا ركع ولم يرفع رأسه من الركوع حتی خر ساجداً ساهياً تجوز صلاته فی قول أبی حنيفة ومحمد وعليه السهو،وفی المحيط: لو ترک تعديل الأركان أو القومة التی بين الركوع والسجود ساهياً لزمه سجود السهو،آه.

فيكون حكم الجلسة بين السجدتين كذلک،لأن الكلام فيهما واحد والقول بوجوب الكل هو مختار المحقق ابن الهمام وتلميذه ابن أمير الحاج حتی قال:إنه الصواب واللّٰه الموفق للصواب.(البحرالرائق، الركوع والسجود فی الصلاة: ٣١٧/١، دارالكتب الإسلامی.انيس)

(۱) ترجمۂ سوال: اگر بھولے سے تعدیل ارکان نہ کیا تو نقصان کی تلافی کے لیے اعادہ ہی واجب ہے، یا اعادہ اور سجدۂ سہو میں اختیار ہے؟ سعید

(۲) الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار مطلب فی واجبات الصلاة:١٤٦/٢-١٤٧،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۳) رد المحتار،مطلب:لاينبغی أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها الرواية:١٥٧/٢،مكتبه زكريا ديوبند،انيس

پس ازیں روایات حاصل شد کہ درصورت مسئول عنہا سجدۂ واجب باشد مخیّر درمیان سجدہ سہو و اعادہ نباشد، آرے اگر سجدۂ سہو نہ کرد، اعادہ واجب ست علی التعیین ۔ واللہ اعلم (۱)

۲۶/ شوال ۱۳۲۴ھ (امداد: ۱/۸۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۳۲-۵۳۴)

قومہ اور جلسہ سہواً چھوڑ دے تو سجدۂ سہو لازم ہے:

سوال: اگر کسی نے بھول کر قومہ ترک کیا تو سجدہ سہو لازم آئے گا، یا نہیں؟

الجواب

اگر چہ مشہور مذہب حنفیہ کا ہے کہ قومہ اور جلسہ سنت ہیں اور ان کے ترک سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا؛ لیکن متاخرین نے ترجیح اسی کو دی ہے کہ واجب ہے اور ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ محقق ابن ہمام وغیرہ حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار فرمایا ہے۔

کما فی ردالمحتار: والحاصل أن الأصح رواية ودراية وجوب تعديل الأركان وأما القومة والجلسة وتعديلهما فالمشهور فی المذهب السنية وروی وجوبها وهو الموافق للأدلة وعليه الكمال ومن بعده من المتأخرين وقدعلمت قول تلميذه: أنه الصواب وقال أبو يوسف بفرضية الكل، إلخ. (شامی مصری کلاں: ۱/۳۱۲) (۲) (امداد المفتین: ۲/۳۱۸)

---

(۱) ترجمہ جواب: فی الدرالمختار: (ولها)... (واجبات)... (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة. باب صفة الصلاة، وفيه واجبات الصلاة: ۲/۱٤٦، مکتبة زکريا ديوبند، انيس)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئول عنہا میں سجدۂ سہو واجب ہے، سجدہ اور اعادہ میں اختیار نہ ہوگا۔ ہاں اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو پھر متعین طور پر اعادہ ہی واجب ہے۔ واللہ اعلم

اطمینان سے ارکان کو ادا کرنا واجب ہے:

اطمینان یہ ہے کہ ہر رکن کو اس طرح ادا کرے کہ اس رکن میں ہر عضو اپنی جگہ ساکن ہو جائے۔ رکوع اور سجدہ میں اطمینان یہ ہے کہ ہر عضو اپنی جگہ اتنی دیر رہے کہ ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جا سکے۔ (مراقی و درمختار بر شامی: ۱/۳۱۲)

قیام کی حالت میں قرأت لمبی ہوتی ہے؛ اس لیے قرأت کرنے کی مدت اطمینان کے لیے کافی ہے۔ (ملخص طحطاوی: ۱۳۵)

اگر فرض نماز کی آخری دونوں رکعتوں میں، یا کوئی ایک رکعت میں قراءت نہ کرے اور چپ کھڑا رہے تو ایک تسبیح کی مقدار کھڑا رہنا واجب ہے، اس سے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ (طحطاوی: ۱۳۵)

اگر اتنی دیر بھی کھڑا نہ رہا تو گنہ گار رہوگا؛ لیکن نماز فاسد نہ ہوگی؛ کیوں کہ اصل قیام فرض ہے وہ پایا گیا۔ (طحطاوی: ۱۳۶)

قومہ میں بھی اطمینان عملاً فرض ہے اس کے اندر اطمینان کی صورت یہ ہے کہ رکوع سے بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے۔ (طحطاوی: ۱۳۶)

جلسہ میں بھی اطمینان واجب ہے اور اس کے اندر اطمینان کی صورت یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھ کر پورے طور پر بیٹھ جائے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۳۶) (ماخوذ از طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۲۳۵-۲۳۶) (انیس)

(۲) ردالمحتار، مطلب: لا ينبغی أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية: ۲/۱۵۷، مکتبة زکريا ديوبند، انيس

قومہ کی دعا کے بجائے جلسہ کی دعا سے سجدۂ سہو کا حکم:

سوال: قومہ میں "ربنا لک الحمد" کے بعد "حمدا طیبا مبارکاً فیه" کے بجائے اگر جلسہ میں پڑھنے والی دعا منفرد سہواً پڑھ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی، یا سجدۂ سہو سے درست ہوگئی، یا سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

سجدۂ سہو لازم نہیں۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۳/۷/۱۳۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۲۰-۴۲۱)

☆ ☆ ☆

---

(۱) قال الحلبي: "فلا يجب بترک السنن والمستحبات كالتعوذ، والتسمية، والثناء، والتأمين، و تكبيرات الانتقالات، والتسبيحات". (الحلبي الكبير، فصل في سجود السهو، ص: ٤٥٥، سهيل اكادمى لاهور)

ترک السنة لايوجب فساداً ولا سهواً بل إساءةً لو عامداً غير مستخف. (الدر المختار على صدر ردالمحتار، واجبات الصلاة، قبيل مطلب في قولهم الإساءة دون الكراهة: ٤٧٤/١، دار الفكر. انيس)

قال الشامي عن الكشف الكبير معزيًا إلىٰ أصول أبي اليسر: حكم السنة أن يندب الىٰ تحصيلها ويلام علىٰ تركها مع لحوق إثم يسير، آه، وعن هٰذا قال في البحر: أن الظاهر من كلامهم أن الإثم منوط بترک الواجب أو السنة المؤكدة لتصريحهم بإثم من ترک سنن الصلوات الخمس على الصحيح وتصريحهم بإثم من ترک الجماعة مع أنها سنة على الصحيح ولاشک أن الإثم وبعضه أشد من بعض فالإثم لتارک السنة المؤكدة أخف منه لتارک الواجب، آه. وظاهره حصول الإثم بالترک مرة ويخالفه ما في شرح التحرير أن المراد الترک بلاعذر علىٰ سبيل الاصرار ... وقال محمد في المصرين علىٰ ترک السنة بالقتال وأبويوسف بالتاديب، آه، فيتعين حمل الترک فيما مر عن البحر على الترک علىٰ سبيل الاصرار توفيقًا بين كلامهم، آه. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الاساءة دون الكراهة: ١٧٠/٢، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

سجدہ سے متعلق سجدۂ سہو

اگر پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو کیا کرے:

سوال: اول رکعت میں اگر کسی نے ایک سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو کیا کرے، لوٹ کر دوسرا سجدہ کرے، یا دوسری رکعت میں تین سجدے کرے اور سجدہ سہو بھی کرے، یا نہیں؟

الجواب

جس وقت یاد آوے کہ ایک سجدہ کیا ہے، اسی وقت دوسرا سجدہ کر لیوے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۷۶/۴)

ایک سجدہ کر کے اٹھ گیا کیا کرے:

سوال: نماز میں پہلی رکعت میں دو سجدوں میں سے صرف ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا، بعدہ یاد آیا کہ ایک سجدہ نہیں کیا ہے تو اس حالت میں کیا کیا جاوے؟

الجواب

جس وقت یاد آوے اسی وقت دوسرا سجدہ کر لے اور پھر آخر میں سجدۂ سہو کر لیوے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۰۶/۴-۴۰۷)

ایک ہی سجدہ کیا تو کیا کرے:

سوال: مصلی نے پہلی رکعت میں صرف ایک ہی سجدہ کیا، دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں نے سجدہ ایک کیا ہے، اب اس کو کیا کرنا چاہیے؟

---

(۱) ولایجب السجود إلاّ بترک واجب أوتأخیره أوتأخیر رکن أوتقدیمه، إلخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشرفی سجود السهو: ۱۲۶/۱، مکتبة زکریا دیوبند، ظفیر)

(۲) لوترک سجدة من رکعة ثم تذکرها فیما بعدها من قیام أورکوع أوسجود فإنه یقضیها ولا یقضی ما فعله قبل قضائها مما هوبعد رکعتها من قیام أو رکوع أوسجود بل یلزمه سجود السهوفحسب. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب کل شفع من النفل صلاة: ٤٦٢/١، دارالفکر بیروت، انیس)

الجواب

وہ سجدہ اب کرے، اور پھر رکعت پڑھ کر آخر میں سجدۂ سہو کرے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱۵-۴۱۶)

پہلی رکعت کے سجدہ کی قضا کا حکم بعد والی رکعت میں:

سوال: مصلی نے ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا، یاد نہ آنے پر دوسری تیسری رکعت میں تین سجدے قصداً کئے اور آخر میں سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کر لی تو اس کی نماز صحیح ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار، باب صفة الصلاة: ورعاية الترتيب فيما يتكرر في كل ركعة كا لسجدة.(۲)

فی ردالمحتار: الكاف استقصائية إذ لم يتكرر في الركعة سواها(ثم قال)والمراد بها السجدة الثانية من كل ركعة(ثم قال)حتّٰى لوترك سجدة من ركعة ثم تذكرها فيما بعدها من قيام أو ركوع أوسجود فإنه يقضيها ولايقضي مافعله قبل قضائها مما هوبعد ركعتها من قيام أو ركوع أوسجود بل يلزمه سجود السهو فقط.(۳)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ اس شخص کی نماز درست ہوگئی۔

۱۰/شوال ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ،ص:۸۸) (امدادالفتاویٰ جدید:۱/۵۴۹-۵۵۰)

امام اگر ایک سجدہ کر کے بیٹھ جائے:

سوال: امام نے دوسری رکعت میں ایک سجدہ کر کے بیٹھ گیا تو اب لقمہ کس طرح دیوئے کہ امام کو معلوم ہو جاوے کہ میں دوسرا سجدہ بھول گیا؟

الجواب

جب امام ایک سجدہ کر کے بیٹھ جائے تو مقتدی سبحان اللہ کہہ دیں، اس سے امام کو یاد آ جاوے گا کہ مجھ سے کچھ رہ گیا ہے۔ (امدادالاحکام:۲/۱۲۴)

(۱) ''اور پھر رکعت پڑھ کر'' یعنی باقی نماز پڑھ کر آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

قال في شرح المنية: حتّٰى لوترك سجدة من ركعة ثم تذكرها فيما بعدها من قيام أوركوع أوسجود،فإنه يقضيها ولايقضي ما فعله قبل قضائها مما هوبعد ركعتها من قيام أوركوع أوسجود،بل يلزمه سجود السهو.فقط (ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ۱/۷۱،زكريا ديوبند،انيس)

(۲) الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ۱/۷۱،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۳) الدرالمختارمع رد المحتار،مطلب: كل شفع من النفل صلاة: ۱/۴۶۲،دارالفكربيروت،انيس

ایک سجدہ بھول گیا تو اس کو کب ادا کرے:

سوال: اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس نے پہلی رکعت میں ایک سجدہ غلطی سے کیا ہو، دوسری رکعت میں یاد آجائے تو کیا حکم ہے؟　　(عبدالحق گیاوی، متعلم مدرسہ ہذا)

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جب یاد آئے جب ہی سجدہ کرلے، اگر دوسری رکعت کے سجدہ کے بعد یاد آئے، اس وقت کرے، ورنہ اگر قیام قعود وغیرہ میں یاد آئے تو اس وقت کر کے جس رکن کو وسط میں چھوڑ کر سجدہ کیا ہے، اس کا اعادہ کرے۔

"فلو ترك سجدة من ركعة فتذكرها في آخر صلاة سجدها،وسجد للسهو لترك الترتيب فيه،وليس عليه اعادة ماقبلها". (۱)

"وإن كان إمامًا فصلّى ركعة وترك فيها سجدة،صلّى ركعة أخرىٰ وسجدلها،وتذكر المتروكة في السجود،فإنه يرفع رأسه من السجدة،يسجد المتروكة،ثم يعيد ما كان فيها؛لأنها ارتفضت فيعيدها استحسانًا". (۲)

اور سجدۂ سہو کر کے نماز ختم کرے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفرلہ، ۱۳۵۳/۲/۱۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد ۱۵/صفر/۱۳۵۳ھ، صحیح: عبداللطیف، ناظم مدرسہ، ۱۵/صفر/۱۳۵۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۱۹)

ایک سجدہ بھول گیا، کیا سجدۂ سہو سے نماز ہوجائے گی:

سوال: نماز میں ایک سجدہ بھول گیا، پھر آخر میں سجدہ سہو کرلیا، کیا نماز درست ہوگئی، یا نہیں؟ ایک فرض ہے دوسرا واجب، خیال رہے کہ جو سجدہ بھولا ہے وہ دوسرا سجدہ ہے، کیا دونوں سجدے فرض ہیں، یا ایک فرض ہے دوسرا واجب؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں سجدتان کا لفظ نہیں آیا ہے، دونوں کیسے فرض ہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا

دونوں سجدے فرض ہیں، ترک فرض سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اعادہ ضروری ہے، سجدہ سہو کافی نہیں ہوتا، (۳) کتب

---

(۱) البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۶۷/۲، رشيدية، انيس

(۲) الفتاوىٰ التاتارخانية، الفصل السابع عشر في سجود السهو، نوع آخر في المتفرقات: ۴۲۸/۲، زكريا ديوبند، انيس

(۳) "(سجدة السهو واجبة، انه لايجب إلا بترك الواجب)...ولا بترك الفرائض؛لان تركها لاينجبر بسجود السهو، بل هو مفسد، إن لم يتدارك، فيعاد"(الحلبي الكبير، فصل في سجود السهو، ص: ۴۵۵، سهيل اكادمی لاهور)

فقہ میں سجدۂ ثانیہ کی تصریح موجود ہے۔(کبیری،ص:۳۱۳/ البحر الرائق: ۲۹۳/۱/ رد المحتار: ۳۰۰/۱)(۱) وغیرہ جملہ کتب میں ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۴۲۰/۷)

ایک رکعت میں تین سجدہ کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہے:

سوال: تراویح کی بارہویں رکعت میں امام نے غلطی سے تین سجدہ کرلیا اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر امام نے غلطی سے تراویح میں تین سجدے کئے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا واجب تھا، سجدۂ سہو نہیں کیا تو دو رکعت نماز نہیں ہوئی، اس کا اعادہ کرنا چاہیے تھا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان، ۱۳۷۵/۱۰/۲۳ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۲/۲)

ایک رکعت میں ایک، یا تین سجدے کرے:

سوال: اگر کوئی شخص صرف ایک ہی سجدہ کر کے کھڑا ہو گیا یا کسی نے دو کے بجائے تین سجدے کرڈالے تو وہ اب کیا کرے؟

ھو المصوب ــــــــــــــــــــ

اگر کسی نے بھولے صرف ایک ہی سجدہ کیا ہے تو دوسری رکعت میں تین سجدے کرے اور اخیر میں سہو کرلے۔اسی

(۱) "وتكلموا في تكرار السجود،فقيل:هو تعبد الايطلب فيه المعنى كأعدد الركعات...الخ".(البحلبي الكبير، فصل في صفة الصلاة،ص: ۳۲۲،سهيل اكادمي لاهور)

والمراد من السجود والسجدتان،فأصله ثابت بالكتاب والسنة والاجماع،وكونه مثنىٰ في كل ركعة بالسنة والإجماع،وهو أمر تعبدي لم يعقل له معنى علىٰ قول أكثر مشايخنا تحقيقًا للابتداء".(البحر الرائق،كتاب الصلوٰة،باب صفة الصلاة: ۵۱۱/۱،رشيدية)

"قوله:وتكراره تعبد):أي تكرار السجود أمر تعبدي:أي لم يعقل معناه علىٰ قول أكثر المشايخ تحقيقا للابتلاء".(ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،بحث الركوع والسجود: ۴۴۷/۱،دارالفكر بيروت،سعيد)

(۲) ولو زاد في صلاته ركوعًا أوسجودًا لا تفسد صلاته ويلزمه السهو".(فتاوى قاضي خان علىٰ هامش الفتاوى الهندية،كتاب الصلاة،فصل فيما يوجب السهو وما لا يوجب السهو: ۱۲۱/۱)

(لها واجبات)لا تفسد بتركها وتعاد وجوبًا في العمد والسهو إن لم يسجد له،وإن لم يعدها يكون فاسقًا إثمًا.(الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار،مطلب واجبات الصلاة: ۱۴۶/۲-۱۴۷، دارالكتاب العلمية،بيروت،انيس)

طرح تین سجدے کر ڈالے ہیں تو سجدۂ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔

"وإذا كان واجباً لايجب إلا بترك واجب أوتأخيره أوتأخير ركن ساهيا.(۱)

تحریر: ساجد علی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱۳۸/۳)

تیسرے سجدہ کی وجہ سے سجدۂ سہو:

سوال(۱) کل نماز جمعہ میں ایک نئی صورت پیش آئی؛ یعنی دوسری رکعت میں امام نے دوسرا سجدہ کرنے کے بعد تیسرا سجدہ کرنے کا قصد کیا تو مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا؛ مگر امام سجدہ میں پہنچ گیا، جملہ مقتدیوں نے اقتدا کی، اکثر مقتدیوں کا بیان ہے کہ امام بلاتکبیر اٹھ گیا اور تشہد ختم کر کے سجدۂ سہو کے لیے سلام پھیرا، اس وقت تک بجز دو تین مقتدیوں کے بقیہ مقتدی سجدہ ہی میں تھے، السلام کا لفظ سن کر فوراً سجدہ سے اٹھے اور امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوئے اور سجدۂ سہو کر کے نماز ختم کی، بجز دو تین مقتدیوں کے تمام نے بلا قعود اور تشہد سلام سہو میں امام کی متابعت کی، اس کے بعد جھگڑا ہوا۔ اکثر کی رائے یہ ہوئی کہ سب کی نماز ہو گئی؛ اس لیے نماز نہیں لوٹائی گئی۔

تیسرے سجدہ میں اگر اقتدا نہ کرے:

(۲) جو مقتدی تیسرے سجدے میں اتباع نہ کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

مقتدی کو سلام سہو میں اقتدا کرنی چاہیے:

(۳) مقتدی بجز امام کے ساتھ سلام سہو میں اتباع کرنے کے اور کیا کر سکتے تھے؟

الجواب

(۱) اس صورت میں نماز سب کی ہو گئی؛ کیوں کہ جو مقتدی سلام سجود سہو میں شریک امام ہو کر سجدہ میں امام کے ساتھ گئے اور سجدۂ سہو کے بعد امام کے ساتھ قعدہ کیا اور تشہد وغیرہ حسب قاعدہ پڑھا تو ان کو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نہ قعود کیا اور نہ تشہد پڑھا۔(۲)

(۲) اس کی نماز صحیح ہے۔(۳)

---

(۱) الهداية مع الفتح، باب سجود السهو: ۵۱۹/۱، دارالكتب العلمية، بيروت، انيس

(۲) نعم تكون المتابعة فرضًا بمعنى أن يأتي بالفرض مع إمامه أوبعده كما لوركع إمامه فركع معه مقارناً ومعاقباً وشاركه فيه، إلخ. (ردالمحتار، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام:۱۶۶/۲، دارالكتب العلمية، بيروت، انيس)

(۳) وأنه ليس له أن يتابعه في البدعة والمنسوخ وما لا تعلق له بالصلاة فلا يتابعه لو زاد سجدة. (رد المحتار، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام:۱۶۶/۲، دارالكتب العلمية، بيروت، انيس)

(۳) مقتدی مدرک کا یہی حکم ہے اور مسبوق سلام سہو میں امام کے شریک نہ ہو سجدہ میں شریک ہو۔(۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۸۰/۴-۳۸۱)

امام کو سجدۂ سہو میں سہو ہو گیا تو مقتدی کیا کریں:

سوال: امام کو سہو ہوا، اس نے سجدۂ سہو کر لیا اور اس کے بعد پھر یہ بھول جاتا ہے کہ اس نے سجدۂ سہو ادا کیا، یا نہیں؟ بالآخر اس کو یقین ہوتا ہے کہ نہیں کیا اور پھر سجدۂ سہو کرتا ہے۔ ایسی حالت میں مقتدیوں کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جب وہ دوسری دفعہ سجدۂ سہو کے لیے سلام پھیرائے تو مقتدی دونو طرف سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کر دیں۔(۲)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۴۵۳/۷)

☆ ☆ ☆

(۱) و لو سلم ساهيًا إن بعد إمامه لزمه السهو و إلا لا. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۳۵۰/۲، دار الكتب العلمية بيروت، ظفير)

(۲) "واربعة لايتبع فيها: زيادة تكبير عيد، أو جنازة و ركن، وقيام الخامسة" (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل: ۹۵/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

"(قوله: لايتبع): أى إذا فعلها الإمام لايتبعه فيها القوم، والأصل فى هٰذا النوع أنه ليس له أن يتابعه فى البدعة و المنسوخ، وما لاتعلق له بالصلاة، شرح المنية... (قوله: و ركن) كزيادة سجدة ثالثة". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فى القنوت للنازلة: ۱۲/۲، دار الفكر بيروت، سعيد)

قعدہ سے متعلق سجدۂ سہو

پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، یا نہیں:

(الجمعیۃ، مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

سوال (۱) تراویح کی نماز میں امام پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے اس خیال میں کہ دوسری رکعت کا سجدہ ختم ہوا قعدہ میں بیٹھا ہی تھا کہ مقتدی کے لقمہ دینے سے فوراً بلا تاخیر کھڑا ہوا اور دوسری رکعت پوری کی سجدۂ سہو کئے بغیر جس پر مقتدی میں ایک سندی عالم نے کہا کہ سجدہ سہو واجب ہوا تھا، جس کو ترک کیا گیا ہے، لہذا نماز لوٹانی واجب ہے؟

(۲)　امام پر سجدۂ سہو واجب تھا؛ لیکن یاد نہ رہنے سے سلام پھیر کر نماز سے باہر آ گیا تو نماز ہو جاوے گی، یا نہیں؟

الجواب

(۱)　اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً بلا تاخیر کھڑا ہو گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔(۱)

(۲)　جب سجدۂ سہو واجب ہو اور بھول کر بغیر سجدہ کئے سلام پھیر دیا جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۴۲۰/۳)

پہلی رکعت میں بیٹھ کر فوراً کھڑا ہو گیا:

سوال: ایک شخص پہلی رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد التحیات پڑھنے کے لیے تھوڑی دیر بیٹھ گیا، کچھ بھی نہیں پڑھا کہ اسے یاد آ گیا، فوراً دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا۔ سجدہ سہو کی ضرورت تھی، یا نہیں؟ اگر وہ اتنی دیر بیٹھا کہ تین مرتبہ ''سبحان اللّٰہ'' کہا جا سکتا تھا، تب ضرورت تھی، یا نہیں؟

---

(۱)　والتأخير اليسير، و هو مادون ركن معفو عنه. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب كل شفع من النفل صلاة: ۴۶۰/۱، ط: سعيد)

ولأن العمل القليل معفو عنه. (تبيين الحقائق، باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها: ۱۵۵/۱، الأميرية بولاق، انيس)

(۲)　ولها واجبات) لا تفسد بتركها و تعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له و إن لم يعدها يكون فاسقًا... (و هي) (قراءة فاتحة الكتاب) وضم سورة... والقعود الأولىٰ... والتشهدان، إلخ. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۴۵۶/۱، ط: سعيد)

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اگر تین مرتبہ "سبحان اللّٰہ" کہنے کی مقدار بیٹھا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہے اس سے کم میں سجدہ واجب نہیں۔(۱)
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۱۱-۴۱۲)

اگر ایک رکعت پر بھول کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو:

سوال: ایک شخص نے دو رکعت نماز کی نیت باندھی اور ایک رکعت پڑھ کر سہو ہوا کہ دونوں پڑھ لی ہیں اور اس نے سلام پھیر دیا اور بعد سلام پھیر دینے کے یاد آیا کہ ایک رکعت ہوئی ہے اور بہت جلد کھڑا ہو کر وہ رکعت بھی پڑھ لی تو سجدۂ سہو کا کرے، یا نہیں؟

الجوابـــــــــــــــ

اس صورت میں سجدۂ سہو کرے، نماز ہو جاوے گی۔(۲)

(بدست خاص، سوال: ۱۶۳) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۸)

سنت ظہر میں قعدۂ اولیٰ بھول جائے اور سجدۂ سہو کرلے تو نماز ہو جائے گی:

سوال: اگر ظہر کی چار رکعت سنت میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول جاوے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟ اور اگر دو رکعت سنت مؤکدہ پر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجوابـــــــــــــــ

سجدۂ سہو کر لینے سے نماز ہوگئی، (۳) اور درود شریف درمیان کے قعدہ میں پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہے۔(۴) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۳۷۴)

---

(۱) "قوله: وجب عليه سجود السهو) إذا شغله التفكر عن أداء واجب بقدر ركن ... وهو مقدر بثلاث تسبيحات، ثم إن محل وجوب سجود السهو إذا لم يشتغل حالة الشك بقرآءة ولا تسبيح، آه". (حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، باب سجود السهو، ص: ٤٧٤، قديمي)

(۲) عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفاعاً، إذا شك أحدكم في صلاته فليتحر الصواب فليتم عليه ثم يسلم ثم يسجد سجدتين. (إعلاء السنن، باب وجوب سجود السهو وكونه بين السلامين۔ ١٥١/٧، إدارة القرآن باكستان، انيس)

(۳) و لو ترك القعود الأول في النفل سهوًا سجد ولم تفسد استحساناً؛ لأنه كما شرع ركعتين شرع أربعًا أيضًا. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٨٨/٢، ظفير)

(۴) (ولا يزيد) في الفرض (على التشهد في القعدة الأولى) إجماعاً (فإن زاد عامدًا كره) فتجب الإعادة أو ساهياً وجب عليه سجود السهو. (الدر المختار)
==

قعدۂ اولیٰ بھول جانے کی صورت میں سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہوئی، یا نہیں:

سوال: امام نماز عصر میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا، کسی مقتدی نے یاد دہانی کی، امام متوجہ نہیں ہوا اور اپنی نماز پوری کر لی، سجدۂ سہو بھی ادا نہیں کیا تو کیا ایسی صورت میں نماز ہوگئی اور نماز میں کوئی خرابی اور کراہت نہیں آئی؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور ترک سے سجدۂ سہو لازم ہے؛ اس لیے جب امام نے قعدۂ اولی چھوڑ دیا تو اس کو سجدہ کرنا چاہیے تھا اور جب اس نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے، اعادہ نہ کرنے کی صورت میں گہنگار ہوں گے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۱/۵/۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۲/۲-۲۲۳)

سنت قبل الظہر میں قعدۂ اولیٰ بھول جانے سے سجدۂ سہو:

سوال: کسی شخص نے چار رکعت سنت قبل الظہر کی نیت کی اور قعدۂ اولیٰ فراموش کر کے سیدھا کھڑا ہوا بعدہ قعدہ کیا اور آخر میں سجدۂ سہو نہ کیا۔ یہ نماز صحیح ہوگی، یا نہیں؟ اس پر اعادہ واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

سجدۂ سہو نہ کرنے کی وجہ سے اعادہ واجب ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۷/۴)

سنتوں کی چار رکعتوں میں پہلا قعدہ واجب ہے:

سوال: سنتوں میں مثلاً چار رکعت میں قعدہ وسط کا فرض ہے، یا واجب؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

واجب ہے امام صاحب کے نزدیک۔

(بدست خاص، سوال: ۵۸) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۸۰)

سنت مؤکدہ میں قعدۂ اولی چھوڑنے کا حکم:

سوال: ایک شخص نے ظہر کے وقت چار رکعت سنت کی نیت باندھی اور قعدۂ اولیٰ فراموش کر کے تیسری رکعت

== قوله: (لا يزيد في الفرض) أي وما ألحق به كالوتر والسنن الرواتب. (رد المحتار، مطلب: مهم عقد الأصابع عند التشهد: ۲۲۰/۲، دارالکتب العلمية، بيروت، ظفير)

(۱-۲) (ولها واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوبًا في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها يكون فاسقًا آثمًا. (الدر المختار على هامش رد المحتار مطلب في واجبات الصلاة: ۱۴۶/۲-۱۴۷، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور قرأت شروع کردی تو کیا اس کو یاد آجانے پر قعدہ کی جانب پھر عود کرنا چاہیے اور نماز تمام کر کے سجدۂ سہو کر لینا چاہیے اور اگر یاد آنے نہ، یا آنے پر قعدہ کی طرف نہ عود کرے اور تمام کرلے تو کیا حکم ہے؟

الجواب

فی الدر المختار: والأصل أن کل شفع صلاۃ إلا بعارض، إلخ. (۱)

فی ردالمحتار: ینبغی أن یستثنی أیضًا من الأصل المذکور المؤکدۃ بناء علٰی اختیار الحلبی وغیرہ. (۷۲٤/۱)(۲)

وفی الدر المختار: سها عن القعود الأول من الفرض، إلخ. (۳)

فی ردالمحتار: قوله أما النفل فیعود، إلخ، جزم به فی المعراج والسراج وعلله ابن وهبان بأن کل شفع منه صلاۃ (إلٰی قوله) قیل: یعود، وقیل: لا، وفی الخلاصة: والأربع قبل الظهر کالتطوع، الخ. (۷۷۸/۱)(۴)

روایت ثانیہ سے اس کا مختلف فیہ ہونا اور روایت اولیٰ سے حلبی وغیرہ کے قول پر عدم عود کا راجح ہونا اور سجدۂ سہو سے نماز کا صحیح ہوجانا معلوم ہوتا ہے۔ وبهٰذا أفتٰی أنا (یعنی حسب الروایة الأولٰی)

۸؍رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ ص:۷۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۵۴۷/۱-۵۴۸)

سنن ونوافل میں قعدہ اولیٰ کا چھوڑنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے چار رکعت نفل کی نیت کی اور بیچ کے قعدہ میں بیٹھنا بھول گیا، اسی طور پر چاروں رکعت پوری کرلیں، اخیر میں قعدہ کر کے سلام پھیرا۔ یہ نماز اس کی ہوئی، یا نہیں؟ اگر ہوئی تو نوافل کی اصل رکعات دو ہیں، بیچ کا قعدہ فرض تھا باوجود ترک نماز کیسے ہوئی اور جو نہیں ہوئی تو قضا میں کے رکعت پڑھے دو، یا چار؟ دوسرے یہ کہ ایک شخص نے چار فرائض کی نیت کی اور قعدہ اخیر کا نہ کیا۔ پس اس صورت میں جو فقہا لکھتے ہیں کہ اگر پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا تو بیٹھ جائے اور سجدہ کر کے فارغ ہوجائے اور جو سجدہ پانچویں رکعت کا کرلیا تو فرض باطل ہوگئے۔ اب اگر ایک رکعت اور ملا لیوے گا تو چھ نفل ہوجاویں گے۔ پس جس حالت میں قعدہ اخیر فرض کا ترک ہوا تو نوافل ہونا کیسے صحیح ہوا، یا قعدہ اخیرہ کی فرضیت میں بہ نسبت فرائض ونوافل کے کچھ تفاوت ہے

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل: ۹۷/۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل الستة عشریة: ۳۲/۲، دار الفکر بیروت، انیس

(۳) الدر المختار، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۴) الدر المختار مع رد المحتار، باب سجود السهو: ۸۳/۲، دار الفکر بیروت، انیس

اور پہلی صورت نوافل کی بعض صاحب ایسی فرماتے ہیں کہ دو رکعت نفل کی قضا ہوگی۔اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہاں فرض سے دو جائز اور دو ناجائز اور یہاں فرائض میں چاروں؛ بلکہ چھٹوں جائز؛ مگر فرضیت باطل اور نفلیت قائم دونوں میں کیا فرق ہے؟ بینوا وتو جروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

اس کی چار رکعتیں ہو گئیں اور قعدہ اولیٰ نوافل میں مطلقاً فرض نہیں؛ بلکہ اس وقت فرض ہوتا ہے کہ رکعت اخیرہ بعد واقع ہو اور جس وقت کہ یہ شخص تیسری رکعت میں کھڑا ہو گیا تو معلوم ہوا کہ یہ محل قعدہ فرض کا نہ تھا؛ بلکہ قعدہ اس جگہ واجب تھا، جیسا کہ فرائض میں بھی واجب ہوتا ہے۔پس اس کا انجبار سجدۂ سہو سے ہوسکتا ہے، نفل میں بھی اور فرض میں بھی۔ہاں! اگر مصلی تیسری رکعت کے قیام سے قعدہ اولیٰ کی طرف لوٹ آیا تو معلوم ہوا کہ یہ قعدہ قعدہ اخیرہ تھا، جو فرض ہے۔پس اس وقت میں قیام سے تاخیر فرض ہوئی؛ اس لیے انجبار اس کا سجدۂ سہو سے ہوجائے گا اور فرض میں قعدہ اولیٰ کا وجوب اور ثانیہ رکن ہوتا ہے۔مستر داور موقوف فعل مصلی پر نہیں؛ بلکہ قعدہ اخیرہ یعنی ثنائی میں دو رکعت کے بعد اور ثلاثی میں تین رکعت کے بعد اور رباعی میں چار رکعت کے بعد قعدہ ہر حال فرض ہے۔مصلی اگر اس موقوف سے تجاوز کرے تو قبل اس کے کہ رکعت زائدہ کو مقید بسجدہ کرے، دو رکعت محل رفض ہے، اس کو چھوڑ سکتا ہے اور جب اس کو مقید بسجدہ کر دیا تو اب یہ رکعت ثانیہ ہو کر قابلیت فرض سے نکل گئی تو اس میں متحقق ہو گیا کہ مصلی نے قعدۂ مفروضہ کو چھوڑ دیا پس فرضیت باطل ہو گئی؛ مگر نفلیت کا بطلان اس وجہ سے نہیں ہوا کہ اس میں یہ قعدہ فرض نہ تھا؛ کیوں کہ یہ رکعت وسط صلوٰۃ میں واقع ہوئی ہے، نہ اخیر میں۔

قال فی رد المحتار تحت (قوله: والقعود الأوّل): ولو فی نفل فی الأصح. (۱)

اور اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے:

لأنه وإن كان كل شفع منه صلاة علىٰ حدة حتىٰ افترضت القراء ة فی جمیعه لکن القعدة إنما فرضت للخروج من الصلاة فإذا قام إلی الثالثة تبین أن ما قبلها لم یکن أوان الخروج من الصلاة فلم تبق القعدة فریضة، انتهىٰ كلامه. (۲)

---

(۱)　ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۱/ ٤٦٥، دارالفکر بیروت، انیس
درمختار میں اس قول کے تحت قعدہ اولیٰ اگرچہ نوافل میں ہو۔

(۲)　ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۱/ ٤٦٥، دارالفکر بیروت، انیس
اس لیے کہ اگرچہ وہ اس کی ہر دو رکعت مستقل علاحدہ نماز ہے اور اسی لیے قرأت اس کی کل رکعات میں فرض ہے؛ لیکن قعدہ کی فرضیت صرف نماز سے نکلنے کے لیے ہے تو جب وہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ اس سے ماقبل نماز سے نکلنے کا وقت نہ تھا، لہٰذا وہ قعدہ اولیٰ فرض نہ رہا۔

پس اس سے معلوم ہوگیا کہ چار رکعت اس کی ہوگئیں اور قضا نہ آوے گی، نہ دو کی نہ چار کی۔ پس ان صاحب کا قول غلط ہوگیا کہ جو فرماتے ہیں کہ دو کی قضا آوے گی اور دونوں صورتوں میں فرق بھی ظاہر ہوگیا اور یہ جواب موافق مذہب شیخین کے ہے اور امام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض ونفل میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ فرائض باطل ہوگئے، ویسے ہی اصلی صلوٰۃ باطل ہوگی۔ پس ان کے مذہب کے موافق سرے سے سوال ہی وارد نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ "کل شفع منه صلاة علیٰ حدة" (۱) کلیہ نہیں؛ بلکہ بعض احکام کے اعتبار سے ہے۔

قال في رد المحتار: وكون كل شفع صلاة على حدة ليس مطرداً في كل الاحكام ولذا لو ترك القعدة الأولیٰ لا تفسد خلافًا لمحمد رحمه الله. (۲) انتھی فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ ص:۳۲۶-۳۲۸)

سنن ونوافل میں قعدہ اولیٰ کے ترک سے سجدۂ سہو:

سوال: چار رکعت والی سنت کے قعدہ اولیٰ، یا دو رکعت والی سنت ونفل کے اندر "التحیات" بھول جائے، پھر اس کی حالت میں بیٹھ کے سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے تو اس کی نماز ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا ومصليًا

چار رکعت والی سنت میں قعدہ اولیٰ اور تشہد واجب ہے، اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہے اور نفل میں دو رکعت پر قعدہ فرض ہے، اس کے ترک سے نماز درست نہ ہوگی۔ پس اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگا تو سجدہ سے پہلے پہلے جب یاد آئے، فوراً بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے، اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو چوتھی رکعت بھی اس کے ساتھ ملائے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کر دے؛ لیکن اس صورت میں دو رکعت معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعت قعدہ ترک ہونے کی وجہ سے فاسد ہوں گی اور اسی تحریمہ پر شفعہ ثانیہ کی بناء صحیح ہوگی؛ (۳) مگر سجدہ سہو ضروری ہوا، تشہد بہرحال واجب ہے، اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

(۱) ردالمحتار، مطلب: لاينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وقفتها رواية: ۱/ ٤٦٥، دارالفكر بيروت، انيس
نفل کی ہر دو رکعت مستقل علاحدہ نماز ہے۔

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب النوافل، مطلب: قولهم كل شفع من النفل صلاة ليس مطرداً، انيس)
ردالمختار میں ہے کہ ہر دو رکعت کا مستقل نماز ہونا تمام احکام میں ضروری نہیں اور اسی لیے اگر کسی نے قعدہ اولیٰ چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اس میں محمد رحمۃ اللہ کا اختلاف ہے۔

(۳) قال الحلبي: "وإن صلىٰ أربع ركعات بتسلمية واحدة، وإنه لم يقعد علىٰ ركعتين، تجزئ عن تسليمة واحدة، وهو المختار... لأن القعدة علىٰ رأس الثانية فرض في التطوع، فإذا تركها، كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلاً، كما هو قول محمد وزفر وهو القياس، وإنما جاز علىٰ قول أبي حنيفة وأبي يوسف استحساناً فأخذنا بالقياس في فساد الشفع الأول وبالاستحسان في حق بقاء التحريمة، وإذا بقيت صح شروعه في الشفع الثاني، وقد أتمه بالقعدة فجاز عن تسلمية واحدة". (الحلبي الكبير، فصل في النوافل، ص: ٣٥٤، دار الكتاب ديوبند، انيس)

قعود واجب اگر سہو چھوڑ دیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا، اس کے بعد یاد آیا تو بیٹھنا نہیں چاہیے، اگر بیٹھے گا تو اس میں فقہا کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ نماز فاسد ہوجائے گی؛ کیوں کہ فرض کو ترک کر کے واجب کی طرف عود کیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فاسد نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہاں فرض کو ترک نہیں کیا؛ بلکہ مؤخر کیا ہے۔

(سها عن القعود الأول من الفرض)ولو عملياً،أما النفل فيعود ما لم يقيد بالسجدة،(ثم تذكره ،عاد إليه)وتشهد،ولاسهو عليه في الأصح (ما لم يستقم قائمًا) في ظاهر المذهب،وهو الأصح، فتح، و(إلا)أي وإن استقام قائمًا (لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام(وسجد للسهو)لترك الواجب،فلوعاد إلى القعود)بعد ذلك (تفسد صلاته)لرفض الفرض لما ليس بفرض،وصححه الزيلعي،(وقيل:لا) تفسد لكنه يكون مسيئا،ويسجد لتأخير الواجب(وهو الأشبه) كما حققه الكمال،وهو الحق،إلخ". (الدرالمختار: ۱/۷۷۹)(۱)

اور ایک قول پر نفل میں قعدہ اولیٰ واجب ہے، فرض نہیں۔

"والقعدة الأولٰى ولوفي نفل في الأصح،خلافًا لمحمد رحمه اللّٰه تعالٰى في افتراضه قعدة كل شفع نفل،آه". (ردالمحتار: ۱/۴۸۵)(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۱۴/شوال ۱۳۵۶ھ/جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۲۴-۴۲۶)

نوافل کی چار رکعت کی نیت کی اور پہلا قعدہ بھول گیا تو؟

سوال: اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور وسط کا قعدہ نہ کیا سہو سے اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوگیا تو یاد آیا کہ قعدہ نہیں کیا تو اب کیا کرے، آیا بیٹھ کر التحیات پڑھے، یا بعد چاروں رکعت کے سجدہ سہو کرے؟

الجواب

بیٹھ کر تشہد پڑھ کر، پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ فقط

(بدست خاص، ص:۱۲)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۸۳)

ترک تشہد اول کا حکم:

سوال: ترک تشہد اول سے نماز ہوئی، یا نہیں اگر سجدۂ سہو بھول کر نہ کیا ہو؟

الجواب

نماز کا اعادہ واجب ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۱۸)

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب سجود السهو: ۲/ ۸۳-۸۴،سعيد

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار،مطلب:لاينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية: ۱/۴۶۵،دارالفكر بيروت،انيس

(۳) ومنها قراءة التشهد فإنها واجبة في القعدتين الأولٰى والأخيرة وإلٰى هٰذا مال صاحب الهداية في باب سجود السهوفأوجب السجود بترك التشهد في القعدة الأولٰى.(غنية المستملي،ص: ۲۹۰)

قعدۂ آخر میں شبہ ہو کہ قعدۂ اولیٰ نہیں کیا تو کیا کرے:

سوال: نماز کے قعدۂ اخیرہ میں شبہ ہوا کہ قعدۂ اولیٰ کیا ہے، یا نہیں؟ تو سجدۂ سہو کرے، یا نہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۱۷)

دوسری رکعت میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں:

سوال: چار رکعت والی نماز میں امام اگر دوسری رکعت میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو جائے اور مقتدیوں کے یاد دلانے پر بیٹھ جائے تو سجدۂ سہو لازم آئے گا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

جب بھی امام، یا منفرد نماز میں کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ جائے، یا بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو جائے تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے۔اس دوسری رکعت میں جب امام کھڑا ہو جائے تو اس کو بیٹھنا نہیں چاہیے؛ بلکہ سجدۂ سہو کرے۔صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو لازم ہے۔(فتاوی قاضی خاں)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی،۱۴/۲/۱۳۷۳ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۲۲۴)

اگر چار رکعت میں قعدۂ اولیٰ نہیں کیا تو سجدۂ سہو سے نماز ہو گئی:

سوال: اگر چار رکعت نفل کی نیت کی تھی اور دو رکعت کے بعد قعدہ وسط کا نہ کیا اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، پھر چاروں رکعت کے بعد اخیر میں سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

[نماز] ہو گئی۔فقط

(بدست خاص،ص:۱۱)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ،ص:۱۷۷)

پہلا قعدہ چھوٹ جائے:

سوال: چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت سے سیدھے قیام میں چلے جائیں، قعدۂ اولی نہ کریں تو کیا اس نماز کو مکمل کرنا چاہیے؟ یا از سر نو نماز ادا کرنی چاہیے؟ (کے،ایم،عبد الباسط قادری رضوی،مشیر آباد)

---

(۱) وسجود السهو يتعلق بأشياء (منها)إذا قعد فيما يقام فيه أو قام فيما يجلس فيه و هو إمام أو منفرد،أراد بالقيام اذا استتم قائمًا أو كان إلى القيام أقرب فإنه لا يعود إلى القعدة.(فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية،فصل فيما يوجب السهو وما لا يوجب السهو: ١/١٢٠،انيس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں از سرِنو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں، پہلا قعدہ واجب ہے اور واجب کے چھوٹ جانے پر سجدۂ سہو کر لینا کافی ہے، لہذا اسی نماز کو مکمل کرتے ہوئے اخیر میں سجدۂ سہو کر لینا چاہیے۔

"ویجب إذا قعد فیما یقام أو قام فیما یجلس فیه وهو إمام أو منفرد أراد بالقیام إذا استتم قائمًا أو كان إلى القیام أقرب فإنه لایعود إلى القعدة،هٰكذا في قاضی خان وسجد للسهو". (۱)

(کتاب الفتاویٰ:۲/۴۳۶)

اگر قعدۂ اولیٰ چھوٹ گیا:

سوال: امام نے چار رکعت والی نماز میں غلطی سے جلسۂ اولیٰ نہیں کیا، تیسری رکعت میں جلسہ کیا جا سکتا ہے؟ اس کے بعد اگر چوتھی رکعت میں سجدۂ سہو بعد التحیات کرے تو نماز کامل ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر پہلا قعدہ (یعنی دو رکعت کے بعد بیٹھ کر جو تشہد پڑھتے ہیں) بھول گیا تو تیسری رکعت کے بعد قعدہ نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ چوتھی رکعت کے بعد۔ (۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۱/۵/۱۳۵۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۲۲۳-۲۲۴)

قعدہ اولیٰ بھولنے اور تیسری رکعت میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو:

سوال: امام سہوا قعدۂ اولیٰ کے بجائے رکعت ثالثہ کے لیے کھڑا ہو گیا اور فاتحہ بالجہر شروع کر دی، دیر بعد یاد آیا کہ یہ تیسری رکعت ہے؛ اس لیے جہر بالقرأۃ کے بجائے بالسر شروع کر دی اور سجدۂ سہو بھی کر لیا، آیا نماز صحیح ہو گئی، یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جس وقت یاد آیا تھا، اسی وقت سلام پھیر دینا افضل ہے۔ آیا زید قول صحیح ہے، یا نہیں؟

(سائل: فرخ احمد، چاٹگامی، متعلم مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور)

(۱) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة،(الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۷،مكتبة زكريا ديوبند،انيس
قلت: أرأيت رجلاً صلى فقام فيما يقعد فيه أو قعد فيما يقام فيه؟ قال: يمضي على صلاته، وعليه سجدتا السهو. (الأصل للشيباني،باب السهو في الصلاة وما يقطعها: ۱/۱۹۳،دارابن حزم بيروت،انيس)
(وَمَنْ سَهَا عَنْ قِيَامٍ أَوْ قُعُودٍ فَعَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ) لِحَدِيثِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ -رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا- أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَامَ مِنْ الثَّانِيَةِ إلَى الثَّالِثَةِ وَلَمْ يَقْعُدْ فَسَبَّحُوا لَهُ فَلَمْ يَعُدْ وَسَجَدَ لِسَهْوِهِ. (المبسوط للسرخسي،باب سجود السهو: ۱/۲۲۰،دارالمعرفة بيروت،انيس)

(۲) ولا يجب السجود إلابترك واجب أوتأخيره أوتأخير ركن أوتقديمه أوتكراره أوتغييرواجب بأن يجهر فيما يخافت"(الفتاوى الهندية،الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۶،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

صورت مسئولہ میں نماز صحیح ہوگئی، قعدہ اولیٰ واجب ہے اور تیسری رکعت میں اسرار واجب ہے، دو واجب بھول کر ترک کرنے سے ایک سجدۂ سہو کافی ہوجاتا ہے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۷/۱۳۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۴۲۱/۷)

امام قعدۂ اولی بھول جائے تو کیا کرے:

سوال: چار رکعت والی نماز میں امام صاحب قعدۂ اولی میں بیٹھنا بھول گئے اور قیام میں چلے گئے، پیچھے سے مقتدی کے لقمہ دینے سے قعدہ میں بیٹھ گئے تو کیا سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست ہوجائے گی، یا دہرانی ہوگی؟

(حافظ محمد عبد الواحد، بہادر پورہ)

الجواب ــــــــــــــــ

ایسی صورت میں امام صاحب کو قعدہ میں لوٹے بغیر نماز پوری کرلینی چاہیے تھی، اخیر میں سجدۂ سہو کر لیتے، یہی کافی ہوجاتی، قیام میں پہونچنے کے بعد پھر قعدۂ اولی میں واپس لوٹ آیا تو یہ فرض سے واجب کی طرف لوٹنا ہوا؛ لہذا نماز فاسد ہوجائے گی اور دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

”ثم لو عاد في موضع وجوب، عدمه، قیل: الأصح أنها تفسد لكمال الجناية، برفض الفرض لما ليس بفرض“. (فتح القدير: ۵۰۹/۱)(۲)(کتاب الفتاویٰ: ۴۳۷/۲)

قعدۂ اولی کے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے میں امام کی اتباع واجب ہونے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چار رکعت والی نماز میں امام نے بھولے سے قعدۂ اولیٰ نہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو مقتدیان قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھ کر قیام کے واسطے کھڑے ہوں یا بغیر تشہد پڑھنے کے امام کی تابعداری کے لئے قیام کریں؟

الجواب ــــــــــــــــ

في الدر المختار: خمس يتبع فيها الإمام قنوت وقعود أول. (۳)

(۱) (قوله: وإن تكرر) حتى لو ترك جميع واجبات الصلاة سهوًا، لايلزمه إلا سجدتان، بحر. (رد المحتار، باب سجود السهو: ۸۰/۲، دار الفكر بيروت، سعيد)

(۲) كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۵۲۵/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

(۳) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل: ۹۵/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

فی ردالمحتار: قوله(وقعود أول)الظاهر أنه ينتظر إمامه إلٰى أن يصير إلى القيام أقرب لاحتمال عوده قبله ثم يتابعه؛لأن الإمام إذا عاد حينئذٍ تفسد صلاته علٰى أحد القولين ويأثم على القول الآخر وليس للمقتدى أن يقعد ثم يتابعه؛لأنه يكون فاعلاً ما يحرم على الإمام فعله ومخالفًا له فى عمل فعلى بخلاف ما إذا قام الإمام قبل فراغ المقتدى من التشهد فإنه يتمه ثم يتابعه؛لأن فى اتمامه متابعة لإمامه فيما فعله الإمام فافهم. (۱/۷۰۲-۷۰۳)(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس حالت میں مقتدی تشہد ترک کر کے امام کی متابعت کرے۔

۲۳/رمضان ۱۳۳۹ھ (تتمہ خامسہ،ص:۱۹۶)(امدادالفتاویٰ جدید:۱/۵۵۰)

امام قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوا، پھر بیٹھ گیا، کیا حکم ہے:

سوال: امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوگیا، پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اگر امام نے سہواً قعدہ اولیٰ نہ کیا، کھڑا ہوگیا، بعد متنبہ کرنے کے بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کرلیا تو صحیح قول کے موافق اس کی نماز ہوگئی؛ لیکن اس کو لوٹنا نہ چاہیے تھا، یہ اس نے بُرا کیا۔ بعض فقہا نے اس صورت میں فسادِ نماز کا حکم کیا ہے؛ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہوجاتی ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۰۷)

قیام سے قعود کی طرف رجوع کرنے سے سجدۂ سہو:

سوال: چار رکعت فرض میں امام صاحب قعدہ اولیٰ کرنا بھول گئے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے پھر بیٹھ گئے، اس میں رجوع من الاعلیٰ اِلی ادنی ہوا، اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہے، صحیح ہوئی یا نہیں؟ امام صاحب گنہگار رہوں گے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا مسلک کیا ہے اور مفتی بہ قول کیا ہے؟ ولی محمد یوسف

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

ارجح یہ ہے کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، سجدۂ سہو لازم ہوگا، یہ اعلیٰ سے ادنی کی طرف رجوع ہونا اعلیٰ کو ترک کرنے کے لیے نہیں؛ بلکہ اعلیٰ کو کامل طریقہ پر ادا کرنے کے لیے ہے۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار،باب الوتر والنوافل،مطلب فى القنوت للنازلة:۲/۴۴۹،دارالکتب العلمية بيروت،انيس

(۲) (وإلا)أى وإن استقام قائماً(لا)يعود لاشتغاله بفرض القيام(وسجد للسهو)لترک الواجب (فلوعاد إلى القعود)بعد ذلک(تفسد صلاته)لرفض الفرض لما ليس بفرض وصححه الزيلعى(وقيل لا)تفسد لكنه يكون مسيئاً ويسجد لتأخير الواجب(وهو الأشبه)كما حققه الكمال وهو الحق،بحر،آه.(الدرالمختار علٰى هامش رد المحتار،باب سجود السهو:۲/۸۴،دار الفكر،بيروت،انيس)

(وإن عاد)الساهی عن القعود الأول إليه(بعد ما استتم قائمًا،اختلف التصحيح فی فساد صلٰوته)و أرجحهما عدم الفساد...قد بالغ فی المنتقٰی فی رد القول بالفساد،وجعله غلطا؛لأنه تأخير لا رفض،إلخ.(۱)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۳۴-۴۳۵)

اگر بھول سے تیسری رکعت کے لیے نصف کھڑا ہوکر بیٹھ جائے:

سوال: امام صاحب بجائے قعدہ اولیٰ میں بیٹھ کر بھول کر تیسری رکعت کے لیے نصف کھڑے ہونے پائے تھے کہ لقمہ دینے پر بیٹھ گئے تو ان کو سجدہ سہو کرنا چاہیے، یا نہیں؟ اگر نہ کیا تو نماز باطل ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

اگر امام صاحب اتنے کھڑے ہو چکے تھے کہ ٹانگیں سیدھی ہوگئی تھیں، اگر چہ پشت وغیرہ سیدھی نہیں ہوئی تھی اور اس حالت کے بعد پھر بیٹھ گئے، تب تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر نہ کیا تو نماز باطل تو نہ ہوگی؛ مگر وقت کے اندر اندر اس نماز کا اعادہ واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کیا اور وقت گذر گیا تو پھر بطور قضا اعادہ نہ کیا جائے۔

قال الشامی:وأما إذا عادوهو إلى القيام أقرب فعليه سجود السهو(إلٰى قوله)إن استوٰی النصف الأسفل وظهر بعد منحن فهو أقرب إلى القيام.(۲)

وقال فی الأشباه والنظائر:كل صلاة أديت مع الكراهة تعاد فی الوقت وفی الهداية مثله إلا أنه كم يقيد بكونه فی الوقت.(۳)

(۱) حاشية الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح،باب سجود السهو،فصل فی إسقاط الصلاة والصوم:۲/۴٦۷، دارالكتب العلمية بيروت،،انيس

(۲) ردالمحتار،كتاب الصلوٰة،باب سجود السهو:۲/ ۸۳-۸٤،دارالفكر بيروت،انيس

(۳) كُلُّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ تَرْكِ وَاجِبٍ أَوْ فِعْلِ مَكْرُوهٍ تَحْرِيمًا، فَإِنَّهَا تُعَادُ وُجُوبًا فِي الْوَقْتِ، فَإِنْ خَرَجَ لَا تُعَادُ إذَا رَفْع رَأْسَهُ قَبْلَ إمَامِهِ فَإِنَّهُ يَعُودُ إلَى السُّجُودِ.(الأشباه والنظائر،كتاب الصلاة:۱٤۰،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(ولو لبس فيه ثوبا فيه تصاوير يكره) أنه يشبه حامل الصنم والصلاة جائزة فی جميع ذلک لاستجماع شرائطها وتعاد علی وجه غير مكروه وهذا الحكم فی كل صلاة أديت مع الكراهة.(الهداية،فصل ويكره للمصلی، الخ:۱/٦۵،دار إحياء التراث العربی بيروت،انيس)

يجب أن يعلم بأن الصورة نوعان؛ صورة جماد كالشجر ونحوه، وصورة حيوان، فصورة الجماد لا يكره اتخاذها والصلاة إليها صغيرة كانت أو كبيرة؛ لأن الصلاة إلى مثل هذه الصورة لا تشبه التعبد؛ لأن مثل هذه لا تعبدمع هذا إذا صلى فی هذه الوجوه لا يحكم بفساد صلاته لاستجماع شرائطها وأركانها، ولكن ينبغی أن يقال: ==

اور اگر اس قدر کھڑے نہیں ہوئے تھے؛ بلکہ اس سے کم کھڑے ہوئے تھے اور پھر بیٹھ گئے تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

قال الشامی: إذا عاد قبل أن يستتم قائماً وكان إلى القعود أقرب فإنه لاسجود عليه فی الأصح وعليه الأكثر. (۱)(امداد المفتین:۳۱۶/۲)

گھٹنے زمین سے اٹھ گئے؛ مگر سیدھا کھڑا نہ ہوا تو کیا کرے:

سوال: اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور گھٹنے زمین سے علاحدہ ہو گئے ہوں، کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی حالت ہو تو اس کو لوٹ آنا چاہیے، یا کھڑا ہو جانا چاہیے اور سجدۂ سہو واجب ہے، یا نہیں اور اس کو اعادہ کرنا پڑے گا، یا نہیں؟

الجواب

اس حالت میں لوٹ آنا چاہیے اور قعدہ کرنا چاہیے اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔

كما فی الدر المختار: (عاد إليه) وتشهد ولاسهو عليه فی الأصح (ما لم يستقم قائماً) فی ظاهر المذهب وهو الأصح، فتح. (۲)

اور دوسرا قول اس کے مقابل یہ ہے کہ اقرب الی القعود ہو تو بیٹھ جائے اور اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے اور سجدۂ سہو کرے۔ (۳) فقط (فتاوی دار العلوم دیوبند:۳۸۸/۴)

= = تجب بالإعادة على غير وجه الكراهة، وكذلك الحكم فی كل صلاة أديت مع الكراهة؛ هكذا ذكره القاضی الإمام صدر الإسلام رحمه الله، وذكر الشيخ الإمام شمس الأئمة الحلوانی رحمه الله نحو ما ذكره صدر الإسلام فی مسألة أخرى. (المحيط البرهانی، الفصل الرابع فی الصلاة والتسبيح: ۳۱۰/۵، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۸۳/۲، دار الفكر، انيس

وذكر أبو يوسف رحمه الله فی الأمالی: أنه إذا تذكر قبل أن يستتم قائماً إن كان إلى القعود أقرب فإنه يعود ويقعد؛ لأنه كالقاعد من وجه، وإن كان إلى القيام أقرب لا يعود كما لو استتم قائماً، ولو كان إلى القعود أقرب وعاد وقعد هل يلزمه سجود؟ حكى الشيخ الإمام أبی بكر محمد بن الفضل رحمه الله أنه قال: لا يلزمه سجود السهو؛ لأنه إذا كان إلى السجود أقرب فكأنه لم يقم، وقال غيره: يلزمه سجود السهو؛ لأنه أخر الواجب عن وقته لما اشتغل بالقيام، فيلزمه سجود السهو، كذا ذكر الشيخ الإمام المعروف بخواهر زاده رحمه الله قال شمس الأئمة: ومشايخنا رحمهم الله استحسنوا رواية أبی يوسف رحمه الله. (المحيط البرهانی فی الفقه النعمانی، الفصل السابع عشر فی سجود السهو: ۱۵/۲، دار إحياء التراث العربی بيروت، انيس)

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب سجود السهو: ۸۳/۲-۸۴، دار الفكر بيروت، ظفير

(۳) حكى الشيخ الإمام أبی بكر محمد بن الفضل رحمه الله أنه قال: لا يلزمه سجود السهو؛ لأنه إذا كان إلى السجود أقرب فكأنه لم يقم، وقال غيره: يلزمه سجود السهو؛ لأنه أخر الواجب عن وقته لما اشتغل بالقيام، فيلزمه سجود السهو. (المحيط البرهانی، الفصل السابع عشر فی سجود السهو: ۱۵/۲، بيروت، انيس)

اگر گھٹنا کھڑا نہیں کیا تو بیٹھ جائے:

سوال: اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور نہ اس کے گھٹنے زمین سے علاحدہ ہوئے، اس صورت میں اس کو کیا کرنا چاہیے، آیا قعدہ کرے، یا کھڑا ہو جائے؟

الجواب

قعدہ کرے اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۴/۳۸۷-۳۸۸)

☆ ☆ ☆

(۱) سهـا عـن القعود الأول من الفرض ولو عمليًا أما النفل فيعود ما لم يقيد بالسجدة ثم تذكره عاد إليه وتشهد ولاسهـو عـليه في الأصح ما لم يستقم قائمًا في ظاهر المذهب هو الأصح. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۳-۸٤، دار الفكر بيروت، انيس)